خلافت راشدہ	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	حق چار یار
شمارہ نمبر ۴۳	وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۝	دسمبر ۲۰۲۵ء

مجلہ پشاور

راہ ھدایت

مسئلہ تقلید نمبر

مدیراعلی

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

نائب مدیر

خادم اہلسنت طاہر گل دیوبندی

ناشر

نوجوانان احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

عقیدہ ختم نبوت زندہ باد　　یااللہ مدد　　عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد

بفیضان

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المحققین حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مجلہ　　پشاور

راہِ ہدایت

فہرست مضامین (مسئلہ تقلید نمبر)

شمار	عنوانات	صفحہ
1	مسئلہ تقلید پر علمی، تحقیقی و اصولی گفتگو (مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ)	1
2	اصولِ عقائد و فروع عقائد: تقلید کا دائرہ اور اہلِ سنت کا متوازن موقف (مولانا محمد جواد حقانی صاحب حفظہ اللہ)	26
3	اثبات التقلید (مولانا محمد حسین سواتی صاحب حفظہ اللہ)	32
4	تقلید دلائل شرعیہ کی روشنی میں مع مدعیان اہل حدیث کی تائیدی عبارات (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ)	49
5	بادلیل بات کو بغیر مطالبہ دلیل کے ماننا (مفتی محمد زبیر الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ)	63
6	تقلید شخصی کے متعلق ایک بڑی غلط فہمی (مفتی عصمت اللہ عصمہ اللہ)	67
7	قرآن کریم سے تقلید کا ثبوت (مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ)	74
8	تقلید کا ثبوت غیر مقلدین سے (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ)	80
9	نہ میں امام نہ میں مقتدی (مفتی محمد نعیم بزاز صاحب حفظہ اللہ)	83

10	مدعیان اہل حدیث مذموم تقلید کی دلدل میں (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ)	86
11	مقلد بنو ورنہ اپنے آپ میں شرائط اجتہاد پیدا کیجئے (مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ)	93
12	علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلیدی زندگی (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ)	97
13	نااہل مجتہد کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ کا غضب ناک فیصلہ (مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ)	113
14	محدثین کرام "مقلد" تھے مدعیان اہل حدیث کی گواہیاں (مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ)	115
15	ہر مسئلے کا حل صحیح بخاری سے، غیر مقلدین کے مغالطے کا جواب (محترم عادل زمان فاروقی صاحب حفظہ اللہ)	137
16	کیا امام صاحبؒ نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا؟ (مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ)	141
17	کیا آج کے دور میں مجتہد پیدا ہو سکتا ہے؟ حقیقت یا وہم؟ (مفتی عادل زمان فاروقی صاحب حفظہ اللہ)	144
18	اسلاف کے مفتی بمقابلہ اہل حدیث جدید کے مفتی (محترم ضرار خان الحنفی حفظہ اللہ)	148
19	ترکِ تقلید کے نقصانات و مفاسد (مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ)	153

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ

مسئلۂ تقلید پر علمی، تحقیقی و اُصولی گفتگو

ہمارا آج کا زیرِ قلم موضوع "مسئلۂ تقلید" سے متعلق ہے۔ یہی وہ بنیادی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے غیر مقلدین کے ساتھ سب سے زیادہ اختلافات پیدا ہوئے ہیں۔ اس کو بجا طور پر "اُمّ المسائل" بھی کہا جا سکتا ہے، کیونکہ اسی سے بہت سے فروعی مسائل جنم لیتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دیگر موضوعات اہم نہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اکثر اختلافات کی اصل جڑ یہی مسئلہ ہے۔

مدعی کون؟ مدعی علیہ کون؟

ہر مناظرہ میں ایک مدّعی ہوتا ہے اور دوسرا مدّعی علیہ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ "تقلید" کے مسئلے میں مدّعی کون ہے اور مدّعی علیہ کون؟ یہ مسئلہ "ذو جهتين" یعنی دو پہلو رکھتا ہے:

1 = ایک جانب ہم اہلِ سنت مدعی ہیں کہ مسائلِ اجتہادیہ میں تقلید واجب ہے۔

2 = دوسری جانب غیر مقلدین بھی من وجہٍ (ایک وجہ سے) مدّعی ہیں کیونکہ وہ تقلید کو بدعت یا شرک قرار دیتے ہیں۔ اگر وہ شرک و بدعت یعنی عدم جواز کہنے سے رجوع کر لیں تو اُن پر کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔

اہلِ سنت والجماعت کا دعویٰ

اہلِ سنت والجماعت کا دعویٰ یہ ہے کہ:

"مسائلِ اجتہادیہ میں غیر مجتہد پر ایسے مجتہد کی تقلید واجب ہے جس کا مجتہد ہونا دلیلِ شرعی (یعنی اجماع) سے ثابت ہو، اور جس کا مذہب مکمل، مدوّن اور متواتر ہو۔"

نوٹ 1:

ہمارے دلائل چار ہیں:

(۱) قرآن، (۲) سنت، (۳) اجماع، (۴) قیاس شرعی

نوٹ 2:

ہم ہر فن میں اسی کے ماہر کی پیروی کرتے ہیں، اسی کو تقلید کہتے ہیں۔

نوٹ 3:

مناظرے میں دعویٰ مختصر لکھا جاتا ہے، لہٰذا وہاں یہ مختصر جملہ لکھا جائے گا:

"مسائلِ اجتہادیہ میں غیر مجتہد پر مجتہد کی تقلید واجب ہے۔"

پھر اس کی تشریح و توضیح میں اوپر تفصیلی بات لکھی جائے گی۔

دعویٰ کے مفردات کی تعریف

1۔ مسائلِ اجتہادیہ کی اقسام

مسائلِ اجتہاد وہ ہیں جن میں اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ تین قسموں کے ہیں:

(۱) مسائلِ غیر منصوصہ

وہ جن کا قرآن وسنت میں صراحتاً ذکر نہیں۔

مثلاً: فون پر طلاق کا حکم؟

جہاز میں نماز کا طریقہ؟

فون پر نکاح واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

مکھی شربت یا چائے میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ وغیرہ۔

ایسے مسائل میں مجتہد قرآن وحدیث میں نظیر تلاش کرتا ہے، علت نکالتا ہے، پھر اس کے مطابق حکم لگاتا ہے۔

(۲) مسائلِ منصوصہ متعارضہ

وہ مسائل جن پر نص تو ہے مگر نصوص میں تعارض ہے۔ مثلاً: رفع الیدین، آمین بالجہر، دونوں کے ثبوت میں احادیث موجود ہیں۔ یہاں مجتہد کی ذمہ داری تطبیق پیش کرنا ہے، اور غیر مجتہد کی ذمہ داری تقلید کرنا۔

(۳) مسائلِ منصوصہ غیر متعارضہ محتملہ

نص موجود ہے، تعارض نہیں، مگر معنی میں احتمال ہے۔

مثلاً قرآن میں لفظ قُرُوءَ جو "طُهر" اور "حیض" دونوں معنی میں آتا ہے۔ یہاں مجتہد دلیل سے معنی متعین کرتا ہے، اور غیر مجتہد اس کی تقلید کرتا ہے۔

(۴) منصوصہ غیر متعارضہ غیر محتملہ

جیسے: "أقيموا الصلوٰة وآتوا الزكاة"

ان میں نہ اجتہاد ہے نہ تقلید۔

اعتراضات اور اس کے جوابات:

اگر کوئی غیر مقلد دعوی میں تنقیحات بطرزِ اعتراض کرے کہ "لکھو کہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید واجب ہے" یعنی امام ابو حنیفہؒ کا نام بھی لکھو تو جواب یہ ہے کہ ہم نے یہ دعوی تو نہیں کہا کہ دنیا میں بس صرف امام ابو حنیفہؒ کی تقلید ہی واجب ہے؟! بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہر غیر مجتہد پر کسی بھی معتبر مجتہد کی تقلید واجب ہے۔ ہم نے صرف امام ابو حنیفہؒ ہی کی تقلید کی وجوب کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔

نوٹ:

غیر مقلدین (فی زماننا) مطلق تقلید نہیں مانتے تو اس لیے غیر مقلدین کے ساتھ بحث "مطلق تقلید" پر ہو گی، نہ کہ شخصی تقلید پر۔

امام ابو حنیفہؒ غیر مقلدین کے نزدیک بھی مجتہد ہے

بعض غیر مقلدین ضد میں آکر امام ابو حنیفہؒ کو بھی مجتہد ماننے کیلئے تیار نہیں جبکہ اہلِ سنت کے نزدیک مجتہد کی پہچان دلیلِ شرعی سے ہوتی ہے، یعنی اجماع سے۔ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ وہ مجتہد تھے۔ خود غیر مقلدین کے اکابرین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ غیر مقلدین علمائے کرام کے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

نذیر حسین دہلوی صاحب نے (معیار الحق ص29)

امین اللہ پشاوری صاحب نے (التحقیق السدید 196)

ابو عمار سمیع اللہ صاحب نے (چاروں اماموں کا مذہب ص144)

ابراہیم سیالکوٹی صاحب نے (تاریخ اہلحدیث ص96)

نواب صدیق حسن خان صاحب نے (الاحتواء علی مسئلة الاستواء، مندرج مجموعہ رسائلِ عقیدہ ج3 ص163) میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو مجتہد مانا ہے۔ تقریباً اکثر غیر مقلدین کے اکابرین نے امام ابو حنیفہؒ کی امامت واجتہاد کو مانا ہے۔ بلکہ امین اللہ پشاوری صاحب نے تو دوسری کتاب میں یہاں تک لکھا ہے کہ:

"احناف اور پوری امت کا اتفاق ہے کہ یہ علماء مجتہدین تھے"

(الحق الصریح ج1 ص470)

اور مجتہد کا ہونا بھی وہ جس کا مذہب مکمل ہو اصول کے اعتبار سے مدوّن ہو ان کے مسائل اور متواتر آتا چلا رہا ہو۔ اگرچہ ان ائمہ اربعہؒ کے علاوہ اور بھی مجتہد تھے لیکن ان کے مذہب مدون نہیں ہیں بلکہ معدوم ہیں اس لیے اب ان چار فقہاء کرام کی تقلید ہوتی ہیں۔ تو اب اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ یا کسی اور کو مجتہد مانتے ہو یا نہیں، اگر مانتے ہو تو ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟ تو جواب یہی ہو گا کہ ان کے مذہب مکمل آپ پیش کر دے تقلید ہم کرینگے۔

اعتراض:

تقلید کو آپ نے واجب قرار دیا ہے تو یہی بات آپ لوگ اپنے امام امام ابو حنیفہؒ صاحب سے پیش فرمائیں!

جواب:

تقلید کا حکم قرآن سے ہے، یہ منصوصی مسئلہ ہے۔ تقلید بذاتِ خود منصوصی مسئلہ ہے، اجتہادی نہیں جبکہ میں نے دعوی میں ہی لکھا ہے کہ میں اجتہادی مسئلہ میں تقلید کرتا ہوں لہذا امام ابو حنیفہؒ سے اُصولاً دکھانے کا مکلّف نہیں ہوں (ہاں تقلید کا قول ثابت ہے جس کا حوالہ آگے آرہا ہے ان شاء اللہ)

اعتراض:

"فلاں چیز امام سے لا کر دکھاؤ اور فلاں!"

جواب:

میں نے پہلے کہا تھا کہ میں اجتہادی مسئلہ میں تقلید کرتا ہوں تو آپ یہ فلاں چیزیں اجتہادی مسائل کے زمرے میں ثابت فرمائیں تقلید کرنا میرا کام ہے۔

ثانیا: مدّعی سے دلیل مانگی جاسکتی ہے، مگر خاص دلیل مانگنا باطل ہے۔

ہم دلائل چار مانتے ہیں صرف خاص امام ابو حنیفہؒ سے دلیل کا مطالبہ کرنا اُصولی طور پر غلط ہے۔ جیسا کہ "البينة على المدّعى "تو مدّعی سے دلیل و گواہ کا مطالبہ جائز ہے، مگر یہ کہنا کہ "صرف زید" یا "صرف بکر" گواہی دے، یہ غلط ہے۔

اعتراض:

"مقلد کے لئے قرآن و حدیث حجت نہیں وہ تو صرف اپنے امام کا قول پیش کرے گا!"

جواب:

یہ غیر مقلدین کا دھوکہ ہے کہ غلط رنگ دے رہا ہے۔ قرآن و حدیث مقلد پر بھی حجت ہیں مگر ان سے براہ راست استنباط صرف مجتہد کرتا ہے۔ ایک ہوتا ہے حجیّت اور دوسرا ہے استدلال۔ تو حجیّت تو مقلدین و امام دونوں کے لئے ہیں البتہ استدلال صرف امام ہی کرے گا۔ مقلد ان دلائل کو اپنے امام کے فہم کے ذریعے لیتا ہے اور یہی اتباع و تقلید ہے۔ مقلد کے لئے یہ جائز نہیں کہ ڈارک بغیر کسی فہم کے امت کے خلاف کوئی استدلال کرے۔ تو غیر مقلدین کی اس چالاکی پر گہری نظر رکھنی چاہیے۔

دلچسپ بات:

خود غیر مقلدین کے بڑے محققین (زبیر علی زئی، امین اللہ پشاوری، عبد الجبار کھنڈیلوی وغیرہ) نے لکھا ہے کہ دیوبندی / حنفی چاروں دلائل (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) مانتے ہیں۔ چنانچہ زبیر علیزئی غیر مقلد کہتا ہے کہ

"دیوبندیوں کے نزدیک دلیل صرف ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد) کا ہی نام ہے"

(تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ص 99)

اسی طرح امین اللہ پشاوری صاحب کے شاگرد رشید شیخ عبد الرحمن آفریدی صاحب بھی لکھے ہیں؛

"آپ لوگوں کے دلایل تو چار ہیں قرآن وحدیث جماع و قیاس۔۔۔ الخ

(مسنون تراویح اتہ رکعات دی ص 48 پشتو)

خلاصہ یہ کہ استنباط مجتہد کا کام ہے اور حجیّت سب کے لیے ہے۔

اعتراض:

غیر مقلدین یہ شوشہ بھی چھوڑتے ہیں کہ "نصوص میں تقلید نہ کرنا اور اجتہادی مسائل میں تقلید کرنا یہ تقسیم کہاں سے آئی؟ امام صاحبؒ سے پیش کرے"

جواب:

یہ تقسیم بذاتِ خود قرآن سے ثابت ہے۔ نص کے مقابلے میں کسی کی بات ماننا قرآن کریم نے مشرکین کا طریقہ بتایاہے اور اس کے علاوہ (یعنی غیر منصوص مسائل میں) اہلِ علم کی پیروی کا حکم خود اللہ ہی نے دیا ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہیں ان شاء اللہ۔ لہٰذا آپ کا یہ خاص مطالبہ قرآن کریم کی رُو سے باطل و مردود ہے الحمدللہ۔

تقلید کے اقسام اور اس کے متعلق اعتراضات اور ان کے جوابات

یہ ساری بحث تقلید کے متعلق تھی، اب یہ بھی جان لو کہ تقلید کی دو قسمیں ہیں:

1. تقلیدِ محمود
2. تقلیدِ مذموم

تقلیدِ محمود

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کی تقلید شریعت کے تابع ہو؛ یعنی قرآن و سنت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی عالمِ شریعت کی پیروی کی جائے۔

تقلیدِ مذموم:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی کی پیروی ناروا، غیر شرعی یا واضح خلافِ سنت امور میں کی جائے۔ اسی طرح "اتباع" کی مثال بھی یہی ہے:

اتباعِ محمود:

اگر کسی کی اتباع شرعی امور میں شریعت کے تابع ہو تو یہ اتباعِ محمود ہے۔

اتباعِ مذموم:

اور اگر کسی کی اتباع غیر شرعی طریقے سے ہو تو یہ اتباع مذموم ہے۔ لہٰذا تقلیدِ محمود و اتباعِ محمود جائز ہیں، اور تقلیدِ مذموم و اتباعِ مذموم ناجائز۔

مثال:

"دودھ "کا ااطلاق کتی، گدھی، بھینس اور گائے سب کی دودھ پر ہوتا ہے؛ مگر اس لفظ کا اطلاق ایک ہونے سے تمام کے دودھ کا حکم ایک نہیں ہوجاتا۔ حلال جانوروں کا دودھ حلال ہے اور حرام جانوروں کا دودھ حرام۔اسی طرح تقلید کا لفظ اگرچہ ایک ہے، تاہم حلال تقلید حلال ہے اور حرام تقلید حرام۔

اعتراضاتِ غیر مقلدین

غیر مقلدین خصوصاً امین اللہ پشاوری صاحب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تقسیم (تقلید محمود و مذموم) بدعت اور خود ساختہ ہے۔(التحقیق السدید: ص13، اتباع الرسول: ص53)

جواب:

غیر مقلدین جب تعصب میں آتے ہیں تو حقائق سے انکار کرنے لگتے ہیں، حالانکہ یہ تقسیم نہ صرف اسلافِ امت سے ثابت ہے بلکہ خود غیر مقلدین کے بڑے علماء نے بھی یہی تقسیم ذکر کی ہے۔

لہٰذا امین اللہ پشاوری غیر مقلد و أعوانہ کو چاہیے کہ پہلے اپنے ہی اکابر کو مبتدعین کی فہرست میں شامل کر دے۔چند حوالہ جات انہی کے گھر سے ملاحظہ فرمائے:

غیر مقلدین کے اکابر کے واضح اعترافات

1—صبغۃاللہ محمدی شیرانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"تقلید احکامِ شریعت میں دو قسم پر ہے: ایک جائز و محمود، دوسری ناجائز و مذموم۔"

(اقامۃ المیزان، ص168)

2—شیخ عبد السلام رستمی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

"اہلِ علم نے تقلید کے چار قسمیں لکھی ہیں:

(1) تقلیدِ محمود (2) تقلیدِ مذموم، (3) مطلق تقلید (4) تقلیدِ شخصی"

(تفسیر احسن الکلام 553/1)

اسی طرح ایک اور کتاب میں بھی ان سے تقلیدِ محمود کا ذکر منسوب ہے۔دیکھیے:

(رسالۃ التنقید علی من أفرط فی التقلید ص21)

اور دوسری کتاب میں بھی ایسی تقسیم ذکر کی ہے اور ایک قسم تقلید محمود کا بھی ذکر کیا ہے دیکھیے (البرہان فی مشکلات القرآن 1/346)

3—ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد:

انہوں نے بھی تقلید کے اقسام تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ دیکھیے:

(تاریخ اہل حدیث، ص146-147)

4—ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد:

انہوں نے بھی اپنے فتاویٰ میں تقلید کے اقسام شامل کیے ہیں۔ دیکھیے:

(فتاویٰ ثنائیہ 1/254)

5—ڈاکٹر شفیق الرحمن غیر مقلد:

انہوں نے بھی تقلید کے اقسام بنائے اور ایک قسم کو محمود کہا۔ دیکھیے

(اہل سنت کا منہجِ تعامل، ص263)

نوٹ: اس کتاب پر شیخ عبد السلام صاحب و عبد العزیز نورستانی صاحب غیر مقلدین کی تقریظ بھی ہے۔

آمدم بر سر مقصد:

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ من وجہٍ علمائے احناف تقلید کے وجوب میں مدعی ہیں، اور من وجہٍ غیر مقلدین تقلید کے شرک، بدعت یا حرمت کے مدعی ہیں۔

احناف کثّر اللہ سوادھم تقلید کا وجوب میں مدّعی ہیں جبکہ غیر مقلدین کا دعوی تقلید بدعت یا شرک میں مدّعی ہے

نوٹ: یہاں "غیر مقلدین" سے مراد نہ صرف موجودہ اہل حدیث ہیں بلکہ تمام وہ گروہ بھی شامل ہیں جو مذاہبِ اربعہ کے اجماعی اصولِ تقلید سے خارج ہیں، جیسے جماعت المسلمین (حقیقت میں جماعت المفسدین)، منکرین حدیث، حزب اللہ وغیرہ۔

﴿تنقیحات بر دعویٰ غیر مقلدین﴾

غیر مقلدین کا موقف جگہ جگہ بدلتا ہے: کتاب لکھتے وقت ایک بات، منبر پر دوسری، مناظرے میں

تیسری۔ مناظرے میں جب ان سے پوچھا جائے کہ "تقلید کا شرعی حکم کیا ہے؟"تو کبھی کہتے ہیں "ثابت نہیں"، کبھی "بدعت"، کبھی "شرک"۔جب یہ لوگ مناظرے کی میدان میں لکھتے ہیں تق اس قدر لکھتے ہیں کہ تقلید ثابت نہیں۔تو آپ ان سے کہیں گے کہ حکمِ شرعی لگائیں۔تو آپ کو کہیں گے کہ یہ "ثابت نہیں" کیا یہ حکم نہیں؟ تو آپ ان کو کہیں گے کہ یہ حکمِ منطقی ضرور ہے جبکہ میں آپ سے حکم شرعی کا مطالبہ کر رہا ہوں یعنی یہ حرام ہے یا بدعت ہے شرک ہے کیا ہے؟

﴿اہم سوالات﴾

غیر مقلدین سے چند اہم سوالات کیے جائیں:

1—آپ کن مسائل میں تقلید کو شرک وبدعت کہتے ہیں؟اجتہادی مسائل میں یا عقائد میں؟

(اس میں فایدہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ جس تقلید کی نفی پر کوئی دلیلِ شرعی یا تائید پیش کرینگے مثلاً۔ تو وہ اجتھادی نہیں بلکہ فی العقائد الباطلہ میں پیش کرے گا۔تو جواب یوں ہی ہوگا کہ میں خود بھی باطل عقائد میں تقلید نہیں کرتا لہذا یہ میرے موقف کے خلاف نہیں۔

2—شرک یا بدعت کس پر ہے؟مطلق تقلید پر یا تقلیدِ شخصی پر؟

(جس شق پر بھی آپ کو فتوی لگائے تو اس شق کا مطالبہ کریں اور ساتھ ہی اس پر شرک یا بدعت کا فتوی لگانے پر وہی حکم کا مطالبہ بھی ساتھ ساتھ کروگے)

3—تقلید شرک ہے یا بدعت؟اور دلیل؟(فیھا فوائد کثیرة کم لا یخفی علی اولی الألباب)

4—شرک اور بدعت میں فرق بیان کریں!

5—شرک کو بدعت یا بدعت کو شرک کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟

6—اگر آپ کے اکابر تقلید کو "بدعت" کہتے ہیں تو جو اسے "شرک" کہتے ہیں وہ کیا ہیں؟

7—کیا آپ مسلمان مجتہد کی تقلید کو شرک کہتے ہیں یا مشرک کی؟

8—جو مسلمان مسائلِ اجتہادی میں عوام کے لئے کسی مجتہد کی تقلید کو واجب یا جائز کہے تو اس کا حکم؟

9—تقلید مجتہد کے لیے شرک ہے یا عوام کے لیے؟

10—کیا تقلید واتباع ایک ہی چیز ہیں یا جدا؟

اختلاف اور افتراق کا فرق

اختلاف: راستے جدا، منزل ایک = جائز

افتراق: راستے جدا، منزل بھی جدا = گمراہی

چاروں مذاہبِ فقہیہ میں اختلاف ہے، افتراق نہیں؛

سب کی منزل شریعت ہے، الحمد للہ۔

تعریفاتِ تقلید

تقلید کی تعریف عوامی انداز میں بھی ہونی چاہیے تاکہ عوام بھی اس کو سمجھ سکیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"التقليد اتباع الرواية دلالةً"

(عقد الجید، ص 75)

ماہرِ شریعت کی رہنمائی میں قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔

اعتراض: یہ تعریف امام ابو حنیفہؒ سے دکھائیے۔

جواب: میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم مسائلِ اجتہادیہ میں مجتہد کی تقلید کرتے ہیں۔ کیا یہ تعریفات مسائلِ اجتہادیہ میں داخل ہے؟

ثانیاً: اسی بنیاد پر تو میں بھی آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ نماز، زکوۃ وغیرہ کی تعریف قرآن و حدیث سے صراحتاً دکھائیں، تو کیا آپ دکھا سکتے ہیں؟ ہم شریعت پر عمل کرتے ہیں مگر ماہرِ شریعت کی رہنمائی میں۔

مثال

جیسے ایک امام ہے اور باقی مقتدی ہیں۔ امام بھی اللہ کو سجدہ کرتا ہے، اور مقتدی بھی اللہ کو سجدہ کرتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ امام براہِ راست کرتا ہے اور مقتدی امام کی رہنمائی میں کرتے ہیں۔ اگر کوئی پاگل اٹھ کر یہ کہہ دے کہ "امام تو اللہ کو سجدہ کرتا ہے مگر مقتدی امام کو سجدہ کرتے ہیں" تو لوگ اسے احمق ہی کہیں گے۔

بعینہٖ یہی مثال مقلد و امام مجتہد کی ہے۔ مقلد بھی شریعت پر عمل کرتا ہے، امام بھی شریعت پر عمل کرتا ہے؛ فرق یہ ہے کہ امام براہِ راست عمل کرتا ہے اور مقلد اس کی فقہی رہنمائی میں۔

اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ امام ابو حنیفہؒ تو ٹھیک تھے مگر یہ مقلدین ان کے اقوال پر عمل کرتے ہیں، شریعت پر نہیں تو کیا ایسے شخص کو ہم دماغی مریض نہ کہیں گے؟ (یقیناً کہیں گے!)

تقلید: لغوی و اصطلاحی

اشتقاق: تقلید، قِلادۃ سے ماخوذ ہے۔

جب قِلادۃ انسان کے ساتھ ہو تو معنی "ہار" ہے، اور جب حیوان کے ساتھ ہو تو معنی "پٹہ"۔

دلیل: بخاری شریف میں ہے: « أنها استعارت من أسماء قلادة » یعنی سیدہ عائشہؓ نے سیدہ اسماءؓ سے ہار لیا۔

اور جانور کے نسبت ہو تو امام بخاریؒ نے باب باندھا: « باب تقليد الغنم »

پس مراد پٹہ ہے۔

نوٹ: شرعی احکام میں دار و مدار لغوی معنی پر نہیں بلکہ شرعی و اصطلاحی معنی پر ہوتا ہے۔ ورنہ صلوٰۃ لغت میں "سرین ہلانے" کو کہتے ہیں؛ تو کیا سرین ہلانے سے نماز ادا ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے غیر مقلدین اگر لغوی تعریف مانگیں تو انہیں مثالیں دے کر سمجھا دیں کہ محض لغت کے پیچھے پڑنا جہالت ہے۔

لغوی و عرفی معنی کا قانون

علامہ سیوطیؒ نے ایک قاعدہ ذکر فرمایا ہیں کہ جب لغوی اور اصطلاحی معنی میں تصادم آجائے تو وہاں عرفی معنی کا اعتبار کیا جائے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

" وَلَوْ كانَ في أَحَدهما عُرْفيَّةٌ، وَالآخَر لُغَويَّةٌ، فَالْحَمْلُ عَلَى العُرْفيَّة أَوْلَى "

ترجمہ: اور اگر دونوں میں سے ایک معنی عُرفی ہو اور دوسرا لغوی، تو عُرفی معنی کو ترجیح دینا زیادہ مناسب ہے۔"

یہی اصول امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد بھی لکھتے ہیں کہ تصادم کے وقت لغت نہیں بلکہ اصطلاح معتبر ہے۔ (تفسیر حکمۃ القرآن)

غیر مقلدین کے اعتراضات اور جوابات

اعتراض: اگر تقلید کا معنی "ہار" ہے تو کیا آپ عورت ہیں کہ ہار پہنیں؟

جواب: ہار صرف عورتیں نہیں پہنتیں، خوشی و تقریب میں مردوں کو بھی پہنایا جاتا ہے۔

اعتراض: تقلید کا معنی پٹہ ہے، تو آپ پٹہ اپنے گلے میں ڈالتے ہیں؟

جواب:

ا۔ لفظ تقلید بابِ تفعیل سے ہے جو متعدی ہے۔ یعنی ہم نے اپنے گلے میں نہیں ڈالا، بلکہ جس کی تقلید کی جارہی ہے اُس کے گلے میں اعتماد کی ہار ڈالا ہے اگر ہم سے یہ معنی متعلق کر دیتے ہو تو لیجئے قول واجتہاد کو قلادہ کی طرح اپنے اوپر ڈال دیا ہے۔

۲۔ بخاری میں ہے کہ حضرت بی بی عائشہؓ سے اسماءؓ کا قلادہ (ہار) گم ہو گیا (بخاری شریف ج2ص659)

تو کیا نعوذ باللہ وہ پٹہ پہن رہی تھیں؟ عقل کہاں ہے؟

اعتراض: تقلید تو جانوروں کا کام ہے، انسانوں کا نہیں۔

جواب: ایمان تازہ کریں!

رسول اللہ ﷺ نے بھی تقلید کی ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا:

«وقلّدتُ هديي» (بخاری ج2ص631اقرأ کمپنی)

یعنی میں نے اپنے قربانی کے جانوروں کو قلادہ پہنایا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔

قَلَّدَ النَّبِیُّ ﷺ الْهَدْیَ (بخاری ج1ص230)

تو جب نبی ﷺ کے عمل سے تقلید ثابت ہے تو یہ عیب نہیں، کیونکہ شرع کے ماتحت ہے۔ جس چیز کو نبی ﷺ نے کیا ہو اسے جانوروں کا عمل کہنا دراصل کس پر حملہ ہے؟ العیاذ باللہ۔

اصطلاحی تعریف

تقلید کی چند اصطلاحی تعریفات ملاحظہ فرمائے:

«التقليد اتباع الغير على ظنٍّ أنه محقٌّ بلا نظرٍ فى الدليل»

(النامی شرح الحسامی ص190، نور الانوار ص216، نظامی حاشیہ ص193)

یعنی کسی حق پرست عالم کی دلیل والے قول کو بغیر دلیل مانگے قبول کرنا۔ (اس حسنِ ظن پر مان لینا کہ یہ حق مسئلہ ہی دکھائے گا اسی کو تقلید ہی کہا جاتا ہے۔

2= مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

"اس تسلیم و عمل کو اس مسئلہ کی دلیل معلوم ہونے پر معلق نہ کرنا۔ لیکن وہ دلیل اگر اس وقت معلوم ہو تا یا بعد میں معلوم ہو جائے تو یک تقلید کے منافی نہیں غرضیکہ تقلید میں مطالبہ دلیل شامل نہیں اور علم بالدلیل اس کے معارض نہیں"

(احسن الفتاوی ج1 ص408)

3= اور تقلید کی تعریف نور الانوار کی حاشیہ میں یوں درج ہیں:

"اَلتَّقْلیدُ: اِتِّباعُ الرَّجُلِ غَیْرَہُ فِیما سَمِعَہُ یَقُولُ أَوْ فِعْلِہ، عَلَی زَعْمِ أَنَّہُ مُحِقٌّ، بِلا نَظَرٍ فِي الدَّلِیلِ۔"

تقلید یہ ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے کی بات یا عمل کی صرف اس وجہ سے پیروی کرے کہ اس کا گمان ہے کہ وہ حق پر ہے، بغیر اس کے کہ دلیل میں کوئی نظر و فکر کرے۔"

4= علم الاصول کی کتاب میں یہ تقلید کی تعریف بھی درج ہے:

اَلتَّقْلِیدُ: اِتِّبَاعُ الإِنْسانِ غَیْرَہُ فِیمَا یَقُولُ أَوْ یَفْعَلُ، مُعْتَقِدًا لِلْحَقِّیَّةِ فِیہِ، مِنْ غَیْرِ نَظَرٍ وَتَأَمُّلٍ فِي الدَّلِیلِ۔

(المولوی ج1 ص380 و کتاب التعریفات ص48)

تقلید یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے کی بات یا عمل کی پیروی اس عقیدے کے ساتھ کرے کہ وہ حق پر ہے، بغیر اس کے کہ دلیل میں کوئی غور و فکر کرے۔"

نوٹ: "بلا دلیل" یا "من غیر نظر و تأمل" کا مطلب یہ نہیں کہ دلیل سرے سے ہوتی ہی نہیں، مراد یہ ہے کہ مقلد دلیل مانگنے کا پابند نہیں ہوتا، اگر دلیل بعد میں معلوم ہو جائے تو بھی تقلید کے خلاف نہیں۔

5= علامہ جرجانیؒ تقلید ک تعریف یوں نقل کرتے ہیں:

"التَّقْلِیدُ عِبَارَۃٌ عَنْ قَبُولِ الْغَیْرِ بِلا حُجَّۃٍ "

(کتاب التعریفات ص48)

نوٹ: اس تعریف میں "**بلاحجة**" جار مجرور کا تعلق "قبول" سے ہے نا کہ "قول" کے ساتھ یعنی قائل کے ساتھ دلیل تو ہو گی لیکن سائل اس کو بلا مطالبہ دلیل بات مانے گی۔

غیر مقلدین کے اپنے گھر سے تقلید کی تعریف

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسنِ ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے ماافق بتلائے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا"

(فتاوی ثنائیہ ج1 ص261)

امین اللہ پشاوری غیر مقلد کہتے ہیں:

"تقلیدِ ممدوح یہ ہے کہ جاہل شخص جو دلیل نہ سمجھتا ہو، ایک عالم کے پیچھے چل پڑے۔(دوسری تعریف یوں کرتے ہیں) یا کوئی شخص قرآن و حدیث سے مسئلہ نہ پائے تو عالم کی اتباع کرے۔(تیسری تعریف یوں کرتے ہیں) یا کوئی حادثہ پیش آئے جس کا حکم قرآن و حدیث میں نہ ملے تو اہلِ علم کی طرف رجوع کرے۔

(د تقلید حقیقت او د مقلدینو اقسام ص14 و **التحقیق السدید** ص13)

غیر مقلدین کے مایہ ناز شیخ عبد السلام رستمی صاحب تقلید کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"تقلیدِ محمود یہ ہے کہ ایک شخص جس نے قرآن و حدیث میں کوشش کی لیکن بعض مسائل مخفی رہے تو آپ اس میں تقلید کرے اس شخص کی جس کا علم زیادہ ہو اس کو ابن قیمؒ نے تقلید محمود کہا ہے"

(د تقلید شرعی حیثیت ص22)

اور مزید ایک صفحہ بعد لکھتے ہیں:

"عام شخص کی تقلیدِ محمود"

اس کے بعد لکھتے ہیں:

"ایک اور تقلید عام شخص کا ہے جو نصوص کو نہیں جانتا اس کو عام شخص کہتا ہے اس پر لازم ہے کہ عالم سے لیں" (ص 23)

۸۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب تقلید کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:

"معنی تقلید کی عرف عام میں یہ ہیں کہ وقتِ لاعلمی کے کسی اہلِ علم کا قول مان لینا اور اس پر عمل کرنا۔ اور اسی معنی عرفی سے مجتہدوں کی اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے"

(معیار الحق، ص:۷۲)

۹۔ صبغۃ اللہ محمدی شیرانی غیر مقلد تقلید کی تعریف اس طرح نقل کرتے ہیں:

"فقہاء کی اصطلاح میں اس کی معنی ہیں:

"اَلتَّقْلِيدُ: اِتِّبَاعُ الرَّجُلِ غَيْرَهُ فِيما سَمِعَهُ يَقُولُ أَوْ فِعْلِه، عَلَى زَعْمِ أَنَّهُ مُحِقٌّ، بِلا نَظَرٍ فِي الدَّلِيلِ" (قمر الاقمار، حاشیہ نور الانوار، مبحث افعال النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص: ۲۱۶؛)

دیکھے (اقامة المیزان، ص: ۱۰۰ ناشر: مکتبہ محمدیہ گنج پشاور)

اسی کے سلسلے میں وہ مزید فرماتے ہیں:

"تقلید احکام شریعت میں دو قسم پر ہے: ایک جائز و محمود دوسری ناجائز و مذموم۔ تقلید جائز و محمود یہ ہے کہ ہر زمانے اور ہر علاقے کی عوام جو اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتے، حالانکہ احکام شرع پر عمل کرنے کی وہ بھی مخاطب اور مکلف ہیں تو یہ ماہر عالمِ شرع سے بلا تخصیص مذہب خاص دینی مسائل دریافت کریں اور وہ عالم اپنی تحقیق کے مطابق بتائے گا۔۔۔۔۔ یہ تقلید جسے تقلیدِ عام یا تقلید مطلق کہتے ہیں"

(اقامة المیزان، ص: ۱۶۸-۱۶۹)

۱۰۔ ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب غیر مقلد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"تقلید کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ جو شخص براہ راست قرآن و حدیث کا مطلب

سمجھنے، ان کے ظاہری تعارض کو رفع کرنے، یا ناسخ و منسوخ وغیرہ کا فیصلہ کرنے کی اہلیت اپنی اندر نہیں پاتا، وہ کسی مجتہد سے تفصیلی دلائل کا مطالبہ کیے بغیر اس کے علم پر اعتماد اور اس کے فتوے پر عمل کرلیتا ہے"

(اہل سنت کا منہج تعامل، ص:۲۶۵)

ان تمام بحثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید کا مطلب ہے کسی عالم کی بات کو بلا دلیل تسلیم کرنا۔

تقلید کے عملی مظاہر اور صحابہؓ کے انمونے:

دلیل ۱: التقلید فی زمن الصحابة

حضرت عثمان غنیؓ نے جمعہ کے تیسرے اذان کا آغاز کیا، اور باقی صحابہ کرامؓ نے نہ اس سے دلیل طلب کی، نہ اعتراض کیا، بلکہ اسے قبول کیا اور اس پر عمل کیا۔ یہ واضح مثال ہے کہ بلا دلیل کسی عالم کی بات ماننا تقلید ہے، اور الحمدللہ صحابہؓ میں اس کے کئی مظاہر ملتے ہیں۔

دلیل ۲: قرآن پاک کے جمع ہونے کا عمل

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مشورہ دیا کہ قرآن کو ایک مصحف میں جمع کریں۔ سب صحابہ کرامؓ نے اسے قبول کیا، کسی نے دلیل طلب نہ کی۔ بلا دلیل کسی معتبر کی بات ماننا تقلید ہے اور صحابہؓ میں یہ موجود تھی۔

دلیل ۳: عام مسلمانوں کی نماز

دنیا بھر کے عوام مسلمان نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ ہر رکن کی دلیل سب کے لیے معلوم نہیں۔ یہ بھی بلا دلیل عمل ہے اور تقلید کے زمرے میں آتا ہے۔

دلیل ۴: غیر مسلمان کا اسلام قبول کرنا

ایک غیر مسلمان جس کا نام رحمت مسیح تھا، مسلمانوں کے اخلاق و تعلیمات دیکھ کر اسلام قبول کرتا ہے، کلمہ ہڑھ کر مسلمان ہوتا ہے، اب اس کے بعد نا کلمہ و عمل پر دلیل مانگا اور نا میں نے اس کو دلائل دی تو اس کے باوجود وہ آیا تھا کافر۔۔ اور جارہا ہے مسلمان ہونے کی حالت میں جبکہ غیر مقلدین کے اُصول کے مطابق یہ شخص سنگل مشرک آیا تھا اور اب جارہا ہے "ڈبل مشرک"، کیونکہ جاتے وقت تقلید بھی شروع کی یعنی بلا مطالبہ دلیل کلمہ و اسلام لایا۔

دلیل۵: قرآن پاک کی تلاوت

دنیا کے عوام مسلمان قرآن تلاوت کرتے ہیں، حالانکہ صحیح ادائیگی کے لیے دلیل نہیں جانتے۔ نا یہ جانتے ہیں کہ فلاں کلمہ مرفوع کیوں ہے منصوب کیوں ہے وغیرہ۔ یہ بھی بلا دلیل عمل ہے (اگرچہ نفس الامر میں اس پر دلیل ہے لیکن اس کو دلیل یاد نہیں اور نہ دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں) اور تقلید کے زمرے میں آتا ہے، اور انہیں اس کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے الحمد للہ

دلیل۶: حج کے اعمال

عام مسلمان حج کے تمام ارکان ادا کرتے ہیں، حالانکہ ہر عمل کی دلیل سب کو معلوم نہیں۔ یہ بھی بلا دلیل تقلید ہے، لیکن غیر مقلدین اسے شرک اور کفر قرار دیتے ہیں، جبکہ ہمارے نزدیک حاجی صاحب حج سے واپسی پر گناہ سے پاک آیا لیکن غیر مقلدین کے نزدیک وہ ڈبل مشرک ہو کر آیا العیاذ باللہ۔

غیر مقلدین کے موقفِ تکفیر کے خلاف دو تحقیقی واقعات

اوّل: تقلید کو شرک قرار دینے کا باطل دعویٰ اور اس کا عقلی و نقلی بطلان

استاذی واستاذ المناظرین وکیل احناف ترجمان علماء دیوبند حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی حفظہ اللہ نے فرمایا:

ایک علمی نشست میں ایک غیر مقلد معترض سے مسئلۂ تقلید پر گفتگو ہوئی۔ میں نے اس سے سوال کیا:

"کیا تمہارے نزدیک تقلید شرک ہے؟" اس نے بلا توقف جواب دیا: "ہاں، تقلید سراسر شرک ہے۔"

میں نے اس کے سامنے ایک اصولی سوال رکھا: "کیا نکاح گواہوں کے بغیر منعقد ہو جاتا ہے؟"

اس نے فوراً جواب دیا کہ نہیں؛ کیونکہ صحیح حدیث میں وارد ہے:

«لاَ نِكَاحَ إِلاَّ بِشُهُودٍ»

(سنن الترمذی، کتاب النكاح، باب ما جاء لا نكاح إلا ببينه)

میں نے کہا: "پس مسئلہ آسان ہوا۔

میں نے ایک اہم سوال اٹھایا:

"کیا تم پیدائشی غیر مقلد ہو؟"

ظاہر ہے، جواب نفی میں تھا۔ میں نے کہا:

"تمہارے والدین کا نکاح بلاشبہ ایسے گواہوں کے زیرِ نگرانی ہوا ہوگا جو حنفی المسلک تھے۔
اور تمہارے نزدیک تو احناف 'مشرک' ہیں۔ اب بتاؤ کیا مشرک کی گواہی معتبر ہوتی ہے؟"
اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور ضرور نفی میں ہے، تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ:
تمہارے باپ کا تمہاری ماں سے نکاح ثابت ہی نہیں ہوتا، تمہارا نسب بھی غیر ثابت اور محلِّ شک بن جاتا ہے۔ جب میں نے یہ نتیجہ بیان کیا تو وہ سخت برہم ہوا اور زبان احتیاط سے استعمال کرنے کو کہا۔
میں نے جواب دیا کہ:
"اصل خرابی اور گندگی تو تم نے عقیدہ بنا کر پھیلائی ہے، اس کا منطقی نتیجہ بھی ویسا ہی نکلا ہے۔"

دوم: مشرک باپ اور مسلمان ماں — غیر مقلدین کا فکری انحراف

اسی نوعیت کا ایک سوال ایک دوسرے غیر مقلد کے سامنے رکھا گیا۔ اس نے اپنے والد کے بارے میں کہا:
"میرا باپ تو حنفی تھا، البتہ میری والدہ نے آخر عمر میں غیر مقلد مذہب اختیار کر لیا تھا۔"
میں نے اس سے پوچھا:
"ایک مشرک (مقلد، بقول ان کے) مرد کا مسلمان عورت سے نکاح کیسے درست ہو سکتا ہے؟"
اس نے ایک عجیب استدلال پیش کیا:
"بعض صحابہ کرامؓ کے والد بھی مشرک تھے۔"
میں نے اسے علمی طور پر متنبہ کیا:
"یہ قیاس باطل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ کے والدین مشرک ہونے کا زمانہ وہ تھا جب نکاح و کفارے اور احکامِ معاملات کے شرعی احکام ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ بعد ازاں جب احکامِ شریعت مکمل ہوئے تو واضح حکم نازل ہوا:"

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا (البقرہ:221)

یعنی مشرک مردوں کے ساتھ نکاح کی اجازت ہرگز نہیں۔
یوں غیر مقلدین کا یہ استدلال نہ صرف لغو ہو گیا بلکہ نصوصِ قطعیہ کے خلاف بھی درہم برہم ہوا الحمدللہ۔

آخر میں، میں نے کہا:

"یہ گروہ علمی جہالت میں اس درجہ مبتلا ہے کہ بنیادی نصوص اور احکام میں بھی صحیح فہم سے عاجز ہے۔"

اتباع اور تقلید ایک ہی ہیں

تمہید

دینِ اسلام میں اطاعت و پیروی کے لیے "اتباع" اور "تقلید" جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان دونوں الفاظ میں کوئی حقیقی فرق موجود نہیں۔ لیکن غیر مقلدین نے اپنی ذاتی ذہنی تقسیم اور بے دلیل تشریحات کی بنیاد پر ان دونوں میں مصنوعی فرق پیدا کیا ہے—جو نہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حدیث سے، نہ لغت سے، نہ فقہاء و محدثین کے استعمال سے۔

یہ باب اسی باطل تقسیم کے رد میں ایک علمی و تحقیقی گفتگو ہے۔

غیر مقلدین کا دعویٰ اور اس کی حقیقت

غیر مقلدین یہ دعویٰ کرتے ہیں:

"تقلید کا مطلب ہے بے دلیل کسی کی بات ماننا اور اتباع کا مطلب ہے دلیل کے ساتھ کسی کی بات ماننا۔"

یہ دعویٰ نہ صرف بے بنیاد ہے بلکہ قرآن و حدیث کے واضح نصوص کے بھی خلاف ہے۔

ایک واقعہ

استاذ محترم حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

حیات آباد میں میری ایک غیر مقلد سے گفتگو ہوئی۔ اس نے بڑے اعتماد سے کہا:

"تقلید یعنی کسی کی بے دلیل بات ماننا اور اتباع یعنی دلیل والی بات ماننا۔"

میں نے پوچھا:

"اس تعریف پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟"

جواب آیا:

"ابن قیم اور قاضی شوکانی نے لکھا ہے۔"

میں نے کہا:

"اب تم خود ہی سوچو!

جس چیز کو تم نے "بے دلیل بات ماننا" یعنی تقلید کہا ہے، اب اپنی دلیل میں تم "بے دلیل ابن قیم اور شوکانی" کو پیش کر رہے ہو! اگر دلیل قرآن و حدیث ہوتی تو ایک بات تھی۔ ابن قیم اور شوکانی کیا قرآن و حدیث ہیں؟" وہ خاموش ہو گیا۔ در حقیقت اس نے خود اپنی ہی تعریف کے تحت تقلید کر ڈالی۔

اتباع کو جائز اور تقلید کو ناجائز کہنا خود اُن کی دلیل کے خلاف

اس نے بات کو گھما کر کہا:

"ہم ابن قیم وغیرہ کی اتباع کرتے ہیں، تقلید نہیں۔"

میں نے کہا:

"تو قرآن سے ثابت کرو کہ اتباعِ غیر اللہ جائز، اور تقلیدِ غیر اللہ ناجائز ہے۔"

اس نے سورۂ اعراف کی آیت پیش کی:

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾

میں نے کہا: "اب غور کرو! ابن قیم اور شوکانی ماسوی اللہ میں شامل ہیں یا نہیں؟"

کہنے لگا: "ہاں، شامل ہیں۔"

میں نے کہا: "تو قرآن کہہ رہا ہے:

غیر اللہ کی اتباع نہ کرو اور تم وہی کر رہے ہو! پھر ابن قیم و شوکانی کی باتیں کیوں مانتے ہو؟" وہ سوچ میں پڑ گیا اور مسکرا کر رہ گیا۔ کیونکہ بات واضح تھی۔

قرآن سے ثابت: اتباع دلیل کے ساتھ خاص نہیں

غیر مقلدین کہتے ہیں:

"اتباع دلیل کے ساتھ بات ماننے کو کہتے ہیں۔"

لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مشرکین کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾ (البقرہ:170)

"ہم تو اس طریقے کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔"

سوال یہ ہے:

کیا مشرکین کے شرک پر کوئی شرعی دلیل تھی؟ ہرگز نہیں! پھر بھی قرآن نے اس بے دلیل پیروی کے لیے لفظ اتباع استعمال کیا۔ یہ آیت غیر مقلدین کے دعویٰ کو قرآن ہی کی دلیل سے باطل ثابت کر دیتی ہے۔

حدیث سے بھی غیر مقلدین کا دعویٰ باطل

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"العاجزُ مَن أتبعَ نفسَه هواها..." (مسند احمد)

"عاجز وہ ہے جو اپنے نفس اور خواہشات کی اتباع کرے..."

سوال: کیا خواہشات کی پیروی کے لیے کوئی شرعی دلیل ہوتی ہے؟ بالکل نہیں۔ پھر بھی حدیث میں "اتباع" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اتباع صرف بادلیل پیروی کو نہیں کہتے۔

لغوی و اصطلاحی دلائل: تقلید اور اتباع میں کوئی فرق نہیں

علماء نے تقلید کی تعریف یوں کی ہے:

1. اَلتَّقْلِيْدُ: اِتِّبَاعُ الْغَيْرِ عَلٰى ظَنٍّ... الخ

2. اِتِّبَاعُ الرِّوَايَةِ دَلَالَةً...

ان تعریفات میں صاف طور پر تقلید کی تعریف اتباع سے کی گئی ہے۔

اصولِ تعریف کا مسلمہ قاعدہ ہے:

جس شے کی تعریف جس شے سے کی جائے، دونوں حقیقتاً ایک ہوتے ہیں۔

لہٰذا:

تقلید = اتباع

اتباع = تقلید

پس ثابت ہوا کہ اتباع و تقلید ایک ہی ہے الحمد للہ

غیر مقلدین کی بنائی ہوئی تقسیم لغت، شریعت، اصول اور عقل چاروں کے خلاف ہے۔

نتیجہ

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ:

تقلید اور اتباع حقیقت میں ایک ہی مفہوم رکھتے ہیں۔ قرآن، حدیث، لغت اور فقہاء کے ہاں ان دونوں میں مصنوعی فرق سرے سے موجود ہی نہیں۔ غیر مقلدین کا "اتباع جائز، تقلید ناجائز" کا نعرہ عقل و نقل دونوں کے لحاظ سے باطل ہے۔ اُن کا یہ فرق محض ذہنی اختراع، بے دلیل دعویٰ اور تعبیرِ فاسد ہے۔ قدم قدم پہ جو بھی ملا رہنما نہیں ہوتا۔ جو بے دلیل راہ دکھائے، وہ راستہ نہیں ہوتا۔

غیر مقلدین کے گھر سے شہادت

اتباع اور تقلید ایک ہی ہیں:

1۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل مولوی نذیر حسین دہلوی صراحتاً تقلید و اتباع کو ایک ہی حقیقت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معنی تقلید عرف میں یہ ہے کہ وقتِ لاعلمی کے کسی اہلِ علم کے قول کو مان لینا اور اس پر عمل کرنا۔ اور اسی معنی عرفی سے مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا جایز ہے۔"

(معیار الحق، ص72)

2۔ اسی مقام پر وہ مزید لکھتے ہیں:

"پس ثابت ہوا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا جائز ہے۔"

(معیار الحق، ص72)

غیر مقلدین کے "مجتہد العصر" کہلانے والے امین اللہ پشاوری بھی تقلید و اتباع کو ایک قرار دینے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"میں تقلید کی تعریف یوں کرتا ہوں... کہ آپ جو فرماتے ہیں میں اسی کا تابع ہوں..."

(التحقیق السدید، ص118)

یہ ان کے اپنے مسلک کے خلاف ایک واضح اعتراف ہے۔

یہی پشاوری صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”احناف صرف ایک امام کی تقلید لازم سمجھتے ہیں، باقی مذاہب اتباع و تقلید کو ناجائز کہتے ہیں۔“

(تحفۃ المناظر، ص86)

یہاں بھی انہوں نے اتباع اور تقلید کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں:

"فاعلم ان الصحابة لايقلدون الا صاحب الشرع"

”صحابہ کرامؓ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی "اتباع" کرتے تھے اور کسی اور کی تقلید نہیں کرتے تھے۔“

(تحفۃ المناظر، ص122)

حالانکہ اصل عبارت ”لَا يُقَلِّدُوْنَ“ ہے، اور انہوں نے اس کا ترجمہ ”اتباع“ کیا ہے۔یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ خود غیر مقلدین بھی تقلید و اتباع کو ایک ہی معنی میں لیتے ہیں۔

رئیس ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام ابو حنیفہ اور ان کے متبعین و مقلدین کا مرجی ہونا ایک اجماعی مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔“

(مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جایزہ، ص542)

یہاں متبعین اور مقلدین ایک ہی معنوں میں استعمال کر کے اپنے مذہب کی عمارت لاشعوری میں گرا دی۔

غیر مقلدین کے معتمد علیہ شخصیت سلطان المعصومی صاحب لکھتے ہیں:

”جس ہستی کی تقلید اور اتباع سب پر فرض ہے...“

(روسی مسلمان، ص68)

یہ صاف اعلان ہے کہ ”تقلید = اتباع“۔ ایک ہی ہے

حسین بٹالوی صاحب غیر مقلد کے حوالے سے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ:

”عوام کا علماء سے کتاب و سنت کا حکم پوچھ کر اس پر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع ہے۔یہ ایک اصطلاح یا لفظی نزاع ہے جس کو وہ اتباع کہتے ہیں، اسی کا دوسرے تقلید نام رکھتے ہیں۔“

(صراطِ مستقیم، ص38)

یعنی حقیقت میں دونوں ایک چیز ہیں، صرف نام کا اختلاف ہے۔

شیخ عبد السلام رستمی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"سلف کی اصطلاح میں تقلید کے لفظ سے اتباع بھی مراد تھی۔"

(تقلید کی شرعی حیثیت، ص49)

تو جب سلف تقلید کو اتباع کے معنی میں استعمال کرتے تھے، غیر مقلدین کا اس سے انکار سراسر تضاد ہے۔ پھر اپنے آپ کو سلفی کس منہ سے کہتے ہیں؟

تقلید کی تعریف پر اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض: تقلید کی تعریف میں "**بلاَ نَظَر فی الدَّلیل**" آتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ مقلد دلیل کے بغیر بات مانتا ہے۔

جواب: یہ غلط فہمی ہے۔ "**الدلیل**" میں الف لام عہد ذہنی ہے جس سے مراد دلیل تفصیلی ہے، یعنی وہ تحقیق و دلیلِ تفصیلی جو صرف مجتہد کے منصب کی چیز ہے۔ عام شخص کے لیے یہ لازم نہیں۔ تو یہ نفس دلیل کی نفی نہیں بلکہ مجتہد کے ذھن میں جو دلیلِ تفصیلی و تحقیقِ استدلالی ہے اس کی نفی ہے جیسا کہ غیر مقلد محقق ڈاکٹر شفیق الرحمن بھی مانتے ہیں:

"وہ (مقلد، ناقل) کسی مجتہد سے تفصیلی دلائل کا مطالبہ کئے بغیر اس کے علم پر اعتماد اور اس کے فتوی پر عمل کر لیتا ہے۔"

(منہجِ تعامل اہل سنت، ص265)

یعنی "بلا دلیل" کا مطلب "بلا مطالبہ دلیل تفصیلی" ہے۔

اعتراض: اگر دلیل نہیں بتائی جاتی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اماموں کے پاس دلیل ہی نہیں۔

جواب: یہ جہالت ہے۔ صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ موجود ہیں، جن میں انہوں نے نہ دلیل بیان کی، نہ سائل نے دلیل پوچھی، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہؓ کے پاس دلیل نہیں تھی؟ (معاذ اللہ)

غیر مقلد مؤرخ اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:

"صحابہؓ بلا حجت نبی کریم ﷺ کے فرامین پر عمل کرتے تھے۔"

(برصغیر میں علم فقہ، ص23-24)

تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کے اقوال حجت نہ تھے؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ صحابہ کرامؓ دلیل کا مطالبہ نہ کرتے تھے۔

علماء کی طرف رجوع خود تقلید ہے غیر مقلدین کا دھوکہ

غیر مقلدین فالرجوع الی العلماء کا حوالہ لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علماء کی طرف رجوع تقلید نہیں۔

لیکن "فواتح الرحموت" میں پوری وضاحت ہے:

"محض رجوع تقلید نہیں، لیکن جب اس کے بعد اس کے قول پر عمل کیا جائے تو یہی تقلید ہے۔"

غیر مقلدین نے اس عبارت کا ترجمہ جان بوجھ کر بدل دیا، جس سے ان کا علمی خیانت کرنا ثابت ہوتا ہے۔

ابن امیر الحاجؒ کی تعریف پر اعتراض

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابن امیر الحاجؒ نے تقلید کی تعریف یوں کی ہے کہ:

"کسی ایسے شخص کے قول پر عمل کرنا جس کا قول شریعت میں حجت نہ ہو۔"

اس اعتراض کا جواب بھی خود ان کے محقق عبد السلام رستمی صاحب دے چکے ہیں:

"یہ تعریف جامع ومانع نہیں۔"

(البرہان، جلد 1، ص346)

نتیجہ

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ:

خود غیر مقلدین کے اکابر ان کے مفسر ان کے محدث ان کے محقق ان کے مصنف تمام مانتے ہیں کہ:

"اتباع اور تقلید حقیقت میں ایک ہی چیز ہے، فرق صرف لفظی ہے، معنوی نہیں۔"

اس کے باوجود عوام کو دھوکے میں رکھنے کے لیے یہ فرق گھڑتے ہیں، حالانکہ تحقیق کی روشنی میں اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

مولانا محمد جواد حقانی صاحب حفظہ اللہ مدرس جامعہ دیوبند پشاور

اصولِ عقائد اور فروعِ عقائد: تقلید کا دائرہ اور اہلِ سنت کا متوازن موقف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی علمی روایت میں "تقلید" ایک ایسا موضوع ہے جس نے ہر دور کے اہلِ علم کی توجہ اپنی جانب مبذول رکھی۔ شریعت کی تفہیم، دین کے فہم میں مراتبِ اجتہاد و اتباع، اور عقیدہ و عمل کے میدان میں حجیتِ دلیل کے مباحث ـــ یہ سب مسائل تقلید کے تصور سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ خاص طور پر جب اہلِ السنّہ کی علمی تاریخ سامنے رکھی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عقائد و فروعات کے باب میں تقلید کے حکم نے فقہاء، متکلمین اور اصولیین کے ہاں مختلف جہات سے بحث پائی ہے۔

ایک طرف عوامِ مسلمان کے لیے تقلید کی ضرورت و اہمیت پر دلائل قائم کیے گئے، تو دوسری طرف اصولِ اعتقاد میں نظر و استدلال کی فرضیت کو شدت کے ساتھ بیان کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہِ اشاعرہ و ماتریدیہ نے بابِ عقائد میں تقلید کے عدمِ کفایت پر روشنی ڈالی، جبکہ فقہاء نے بابِ احکامِ شرعیہ و فروعات میں تقلید کی شرعی حیثیت کو واضح کیا۔ ان متعدد زاویوں کو یکجا کیے بغیر تقلید کے مسئلے کی صحیح تصویر سامنے نہیں آتی۔

عہدِ جدید میں جب بعض گروہوں نے "تقلید" کے نام پر شبہات پیدا کیے، اور اس موضوع کو امت کے علمی ورثے سے کاٹ کر پیش کیا، تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس پر قدیم و جدید مصادر کی روشنی میں ایک جامع، اصولی اور تحقیقی گفتگو مرتب کی جائے۔ جس میں یہ واضح ہو کہ

- کیا عقائد میں تقلید معتبر ہے یا نہیں؟

تقلید کے معنی:

کسی مجتہد کو اپنی عقیدت مندی کا ہار پہنانا، یعنی اس کا معتقد ہونا، اس کو اپنا بڑا ماننا اور اس کی پیروی کرنا [غیر مقلدین سے لاجواب سوالات، شیخ الہند رح ص۔64]

تقلید کی تفسیر:

ہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث و ارشادات پر عمل کرتے ہیں اس تفسیر پر جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے

بیان کی ہے۔[اشرف الجواب لتھانوی رحمہ اللہ]

جن علماء نے عقائد میں تقلید کو حرام یا ناجائز کہا ہے، ان کی بنیاد ایک خاص اصول (اصل) پر ہے۔ یہ اصول دراصل دو بنیادی دلیلوں (مقدمات) سے مل کر بنتا ہے:

1. مقدمہ اول: عقائد میں یقین (قطعی علم) حاصل کرنا لازم ہے

عقائد یعنی ایمان کے بنیادی مسائل — جیسے اللہ کی توحید، نبوت، آخرت وغیرہ — یہ وہ امور ہیں جن میں یقین ضروری ہے۔

ایمان شک اور ظن پر قائم نہیں ہو سکتا؛ لہٰذا عقائد کا صحیح علم قطعی ثبوت کے ساتھ ہونا چاہیے، یعنی دل مطمئن ہو، دلیل قائم ہو، اور انسان مکمل طور پر جان لے کہ یہ حق ہے۔

2. مقدمہ دوم: تقلید سے یقین حاصل نہیں ہوتا

تقلید کا مطلب ہے کہ آدمی کسی دوسرے کے قول کو بلا دلیل قبول کرے۔

مقلد نہ دلیل جانتا ہے، نہ سبب، نہ استدلال — اسے صرف یہ معلوم ہے کہ فلاں عالم یا امام نے یہ کہا ہے۔

متکلمین کے نزدیک اس طرح کا علم یقین نہیں پیدا کرتا بلکہ زیادہ سے زیادہ گمان یا ظن پیدا کرتا ہے، اور بعض اوقات تقلید شک کو بھی جنم دیتی ہے۔

کیونکہ مقلد جب کسی دوسرے کی بات بنا دلیل مانتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ سوال باقی رہ سکتا ہے:

"کیا واقعی یہ بات حق ہے؟ میں کیسے یقین کروں؟ صرف کسی کے کہنے سے؟"

لہٰذا ان کے نزدیک تقلید یقین کے درجے تک نہیں پہنچا سکتی۔ عقائد میں یقین شرط ہے، اور تقلید یقین تک پہنچانے والی نہیں، تو اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے:

"عقائد میں تقلید جائز نہیں؛ بلکہ لازم ہے کہ ہر شخص دلیل اور برہان کے ساتھ اپنے عقیدے کو جانے اور سمجھے۔"

امام سنوسی رح فرماتے ہیں:

یقول السنوسي (ت: 895هـ) في شرحه لمنظومة الزواوي وهو يقرر أنَّ التقليد لا يوصل إلى اليقين بل يورث الشك: "حاصل ما ذكر في

التقليد في أصول العقائد أربعة أقوال:

الأول: أنه لا يصحّ فيها التقليد، وهو مذهب الجمهور، وبعضهم يحكي الإجماع عليه، ودليل هذا القول: أنَّا مكلَّفون بمعرفة الله تعالى ومعرفة رسله، وما يحصل للمقلد لا يسمَّى علمًا ولا معرفة، إذ المعرفة والعلم بمعنى واحدٍ، وهو الجزم الذي لا يحتمل النقيض بوجه من الوجوه، والعقد التقليديّ يحتمل النقيض والتزلزل عند تشكيك المشكك"

ويذكر السنوسي أنَّ التقليد يورث الشكَّ، وبوجوده لا يصحّ الإيمان، يقول: "والعقد التقليدي يحتمل النقيض والتزلزل عند تشكيك المشكك"

ترجمہ۔امام سنوسیؒ (متوفی 895ھ) منظومہ زواوی کی شرح میں اصولِ عقائد میں تقلید کے عدمِ کفایت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اصولِ دین میں تقلید سے متعلق بیان کردہ بحث کا خلاصہ چار اقوال پر مشتمل ہے۔

ان میں پہلا قول—جو جمہور متکلمین کا مذہب ہے، بلکہ بعض نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے—یہ ہے کہ عقائد میں تقلید صحیح نہیں۔ اس موقف کی دلیل یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے رسولوں کی معرفت کا مکلف ہے، اور مقلد کے پاس جو اعتقاد ہوتا ہے وہ نہ علم کہلایا جا سکتا ہے اور نہ معرفت۔ اس لیے کہ علم اور معرفت دونوں کا حقیقی مفہوم ایک ہی ہے، یعنی ایسا جزم جو کسی بھی صورت میں نقیض کے امکان کو قبول نہ کرے۔ جبکہ تقلیدی اعتقاد اپنے اندر نقیض کے احتمال کو رکھتا ہے اور کسی مشکوک کرنے والے کے اعتراض پر تزلزل کا شکار ہو جاتا ہے۔"

اسی ضمن میں امام سنوسیؒ اس حقیقت کی مزید تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تقلیدی اعتقاد میں نقیض کا احتمال موجود ہوتا ہے، اور جب کوئی مشتبہ اعتراض کرنے والا شبہ پیش کرتا ہے تو اس میں تزلزل پیدا ہو جاتا ہے۔"

امام سنوسیؒ کی تصریح کے مطابق:

علم اور معرفت کا حقیقی مفہوم جزم قطعی ہے۔

ایسا جزم جو کسی بھی جہت سے نقیض (مخالفت) کے امکان کو قبول نہ کرے۔یعنی دل ایسی قوت سے تصدیق کرے کہ کوئی شبہ یا اعتراض اسے نہ ہلا سکے۔یہ معیار صرف عقلی و یقینی دلائل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے، محض تقلید سے نہیں۔

غیر مقلدین کی اعتراضات

تقلید اور اتباع کے موضوع پر عصرِ حاضر کے بعض حلقوں کی طرف سے متعدد اعتراضات سامنے آتے ہیں، خصوصاً انگریز کے دور میں پیدا ہونے والے غیر مقلدین کے اس گروہ کی جانب سے جو فقہ اور علمِ کلام کے مسلمہ اصولوں سے ناآشنا ہونے کے باعث تاریخی و علمی روایات پر اشکالات وارد کرتے ہیں۔

اعتراض اوّل:

"جب حنفیہ فقہی اصول و فروعات میں امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں تو عقائد اور ان کے اصول و تفریعات میں امام ابو منصور ماتریدی کی پیروی کیوں کرتے ہیں؟ کیا اس میں امام ابو حنیفہ کو چھوڑ دینا لازم نہیں آتا؟"

تحقیقی جواب:

یہ اعتراض علمِ کلام اور فقہ کے تاریخی ارتقاء سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔احناف نے عقائد کے باب میں امام ابو حنیفہ کو کبھی ترک نہیں کیا؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امام ماتریدی نے وہی منہج، اسلوب اور عقلی منطق مضبوط و منقّح صورت میں پیش کی جو اصلاً امام ابو حنیفہ سے چلی آ رہی تھی۔

امام ماتریدی کا امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اس علمی وراثت کو منظم کیا، اس کے مسائل کو مستحکم کیا اور حنفیہ کے علمی ذخیرے کو ایک مضبوط نظامِ علم کی شکل میں دنیا کے سامنے رکھا۔چنانچہ بعد کے تمام احناف میں علمِ کلام کی خدمت انہی کے ذریعہ سمت آئی، اور جو بڑے بڑے متکلمین اور محققین پیدا ہوئے وہ یا تو براہ راست امام ماتریدی کے تلامذہ تھے یا ان کے تلامذہ کے فیض یافتہ۔

لہٰذا عقائد میں امام ماتریدی کی طرف نسبت کا لازمی مطلب امام ابو حنیفہ کی نسبت کا ختم ہو جانا نہیں، بلکہ یہ نسبت احناف کے منہج عقائد کی تدوینِ نو کا ایک تاریخی عنوان ہے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوری اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں:

"أَنَّا بِحَمْدِ اللَّهِ وَمَشَايِخُنَا رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَجَمِيعُ طَائِفَتِنَا وَجَمَاعَتِنَا مُقَلِّدُونَ لِقُدْوَةِ الأَنَامِ وَذِرْوَةِ الإِسْلَامِ، الإِمَامِ الْهُمَامِ، الإِمَامِ الأَعْظَمِ أَبِي حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْفُرُوعِ، وَمُتَّبِعُونَ لِلإِمَامِ الْهُمَامِ أَبِي الْحَسَنِ الأَشْعَرِي وَالإِمَامِ الْهُمَامِ أَبِي مَنْصُورٍ الْمَاتُرِيدِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فِي الاعْتِقَادِ وَالأُصُولِ."

"ہم، ہمارے مشائخ اور ہماری پوری جماعت فروعات میں امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں، اور اصول و اعتقادیات میں امام ابو الحسن الاشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کے پیروکار ہیں۔"

[المہند علی المفند]

یہ نصوص واضح کرتی ہیں کہ اُمت نے ہر مقام پر اسی کو اختیار کیا جو علمی طور پر مضبوط، واضح اور مؤثر تھا۔

اعتراض دوم:

قارئین کرام فرقہ غیر مقلدین ایک اور اعتراض کرتے ہیں۔ کہ عقیدے میں تو تقلید جائز نہیں ہوتی، پھر امام ابو الحسن اشعری یا امام ابو منصور ماتریدی کی پیروی کا کیا مطلب؟

الجواب:

اس جواب کے دو پہلو ہیں۔

پہلی بات۔

عقائد کی دو قسمیں ہیں: (۱) اصولِ عقائد (۲) فروعِ عقائد؛ چنانچہ عقیدے میں عدم تقلید کا تعلق اصولِ عقائد کے ساتھ ہے۔ عقائد کے فروعی مسائل میں تقلید جائز ہے؛ کیوں کہ عقائد کی فروعی جزئیات و مسائل

منصوص نہیں ہوتے بلکہ علماء کے اجتہادات کا نتیجہ ہوتے ہیں چنانچہ جس طرح فقہی اجتہادات میں فقہائے کرام کی پیروی کی جاتی ہے اسی طرح اِن اجتہادات میں بھی ماہرین عقائد جنہیں بالعموم اصطلاح اہل سنت میں ''متکلمین'' کہا جاتا ہے، اُن کی پیروی کی جاتی ہے۔

دوسری بات۔

ان ائمہ کی طرف عقائد میں پیروی کا مطلب یہ نہیں کہ ان حضرات نے اپنی طرف سے عقائد گھڑے اور علمائے امت نے اس میں ان کی پیروی کر لی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان حضرات اسلامی عقائد کی تشریح و تبیین اور ان کے دفاع کے لیے اپنی زندگی بھر کی کاوشوں سے جو ایک منہج اور اسلوب وضع کیا تو بعد والوں نے اس منہج اور اسلوب کو بے حد مفید اور نافع سمجھ کر اپنا لیا تو واضح ہوا کہ یہ پیروی اسلوب بیان و طرز توضیح و تشریح میں ہے، نفس عقائد میں تقلید اور پیروی نہیں ہے۔

یہ وہ بات ہے جس بات کو جلیل القدر فقیہ و محدث قاضی عیاض المالکی (متوفیٰ 544ھ) نے اپنی کتاب «ترتیب المدارک» میں امام ابوالحسن اشعریؒ کے حالات بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے۔

[تحریر: مولانا محمد سعید احمد پالنپوری، آج کے سلفی]

حقیقت یہ ہے کہ حنفی فقہ کی طرح حنفی عقائد بھی ایک مسلسل علمی سلسلہ ہیں — جو امام اعظم سے شروع ہو کر امام ماتریدی اور بعد کے متکلمین کے ذریعے مدون صورت میں باقی امت تک پہنچے۔

اسی بنا پر واضح ہوتا ہے کہ تقلید اور اتباع کے اعتراضات دراصل علمی اصولوں سے بے خبری کا نتیجہ ہیں۔

اہلِ سنت کا موقف ہمیشہ معتدل، متوازن اور دلائل سے روشن رہا ہے:

اصولِ دین میں یقین، اور فروع میں اہلِ علم کی رہنمائی۔

یہی وہ علمی منہج ہے جس نے چودہ صدیوں تک امت کے عقیدے کی حفاظت کی ہے۔

مولانا محمد حسین سواتی صاحب حفظہ اللہ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

اثبات التقلید

معنیٰ تقلید

تقلید کا لغوی معنی

تقلید کا مادہ قلادۃ ہے۔ جب انسان کے گلے میں ہو تو ہار کہلاتا ہے، اور اگر جانور کے گلے میں ہو تو پٹہ کہلاتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے:

اِسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلاَدَةً (بخاری جلد1، صفحہ:48و532؛ مسلم جلد1، صفحہ:160)

حضرت اسماءؓ سے ہار مانگا تھا (اور پہنا)۔

اور نیز فرمایا:

اِنْسَلَّتْ قِلاَدَةٌ لِي مِنْ عُنُقِي فَوَقَعَتْ (مسند احمد جلد2، صفحہ:272)

میرا ہار گردن سے سرک کر نیچے گر گیا۔

اور امام ابو الفتح ناصر بن عبد المطرزیؒ (المتوفی616ھ) لکھتے ہیں کہ:

تَقْلِيدُ الْهَدِيْ أَنْ يُعَلَّقَ بِعُنُقِ الْبَعِيرِ قِطْعَةُ نَعْلٍ أَوْ مَزَاوَةٍ لِيُعْلَمَ أَنَّهُ هَدْيٌ

(المغرب جلد2، صفحہ:131)

قربانی جانور کی تقلید یوں ہے کہ اونٹ وغیرہ کے گلے میں جوتے یا چمڑے کا ٹکڑا باندھ دیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔

تقلید کا اصطلاحی معنی

اَلتَّقْلِيدُ اتِّبَاعُ الْغَيْرِ عَلَى ظَنٍّ أَنَّهُ مُحِقٌّ بِلا نَظَرٍ فِي الدَّلِيلِ۔

(حسامی کی شرح نامی طبع مجتبائی دہلی، صفحہ:190) میں ہے کہ

تقلید غیر کی اتباع کا نام ہے۔ دلیل کی طرف دھیان کیے بغیر اس خیال سے کہ غیر اہل حق میں سے ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد اعلیٰ صاحب تھانویؒ تقلید کی تعریف یہ کرتے ہیں:

التَّقْلِيدُ اتِّبَاعُ الإِنسَانِ غَيْرَهُ فِيمَا يَقُولُ أَوْ يَفْعَلُ مُعْتَقِدًا لِلْحَقِيقَةِ مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ إِلَى الدَّلِيلِ كَأَنَّ هَذَا الْمُتَّبِعَ جَعَلَ قَوْلَ الْغَيْرِ أَوْ فِعْلَهُ قِلَادَةً فِي عُنُقِهِ مِنْ غَيْرِ مُطَالَبَةِ دَلِيلٍ

(کشاف اصطلاحات الفنون، صفحہ:1178 طبع کلکتہ)

تقلید کا معنی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کے قول یا فعل میں محض حسنِ عقیدت سے اس کی اتباع کرے، اس کو حق سمجھتے ہوئے، بغیر دلیل کے ملاحظہ کیے ہوئے، گویا اس اتباع کرنے والے نے غیر کے قول یا اس کے فعل کو بغیر دلیل کے مطالبہ کے اپنے گلے میں ہار ڈال لیا ہے۔

خلاصہ

ان دونوں عبارات سے معلوم ہوا کہ تقلید اور اتباع دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ:

تقلید اور اتباع کے معنی واحد ہیں (سبیل الرشاد صفحہ:27)۔

(مأخوذ از خیر التنقید صفحہ:11 تا 13)

تقلید اور اتباع میں مغایرت کا دعویٰ

بعض غیر مقلدین نے اس پر اچھا خاصا زور صرف کیا ہے کہ تقلید اور چیز ہے اور اتباع اور چیز ہے، اور ان کا خیال ہے کہ اتباع محمود و مطلوب ہے، اور تقلید مذموم اور ممنوع ہے اور کہتے ہیں کہ ہم اتباع سلف کے تو مامور ہیں مگر تقلید سلف کے مامور نہیں ہیں، اور کہتے ہیں کہ دونوں میں فرق ہے۔

چنانچہ مولانا ثناء اللہ صاحب امر تسریؒ (المتوفی 1368ھ / 1947ء) تحریر کرتے ہیں کہ:

ہمارا اعتقاد ہے کہ ہم اتباع سلف کے مامور ہیں، تقلید سلف کے مامور نہیں ہیں۔ تقلید اور اتباع میں بہت فرق ہے۔ تقلید محض قول بلا معرفۃ دلیل کے قبول کرنے کا نام ہے، اور اتباع علی وجہ البصیرت قبول کرنے کا نام ہے۔ (اعلام الموقعین حافظ ابن القیم جلد 1، صفحہ:185)

(تقلید شخصی وسلفی صفحہ:42)

علمائے غیر مقلدین کے کلام سے تقلید اور اتباع کا ایک معنیٰ کا ثبوت!

چنانچہ ان کے شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسینؒ صاحب دہلوی (المتوفی 1320ھ) فرماتے ہیں کہ:

تقلید کا معنی اہل اصول کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھ قول بلا دلیل اس شخص کے جس کا قول حجت کرنا تقلید نہ ہوگی، بلکہ اس کو اتباع اور سوال کہیں گے۔ اور تقلید کا معنی عرف میں یہ ہیں کہ لاعلمی کے وقت کسی اہل علم کا قول مان لینا اور اس پر عمل کرنا، اور اسی معنیٰ عرفی میں مجتہدوں کے اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے۔

(معیار الحق صفحہ:66)

اور پھر عقد الفرید کا حوالہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اور فاضل (حبیب اللہؒ) قندھاری مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں:

تقلید اس شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنا ہے جس کا قول حجت شرعیہ میں سے نہ ہو۔ رجوع کرنا آپ ﷺ اور اجماع کی طرف تقلید نہ ٹھہری، اور اسی طرح رجوع کرنا انجان کا مفتی کے قول کی طرف اور رجوع کرنا قاضی کا ثقہ آدمی کے قول کی طرف تقلید نہ ٹھہرے گی، کیونکہ یہ رجوع بحکم شرع واجب ہے۔ بلکہ مجتہد یا انجان کا رجوع کرنا اپنے جیسے آدمی کی طرف تقلید نہیں، لیکن مشہور یوں ہو گیا ہے کہ انجان مجتہد کا مقلد ہے۔

امام الحرمین نے کہا ہے کہ: اسی قول مشہور پر بڑے اصول ہیں۔ اور غزالی، اور آمدی، اور ابن الحاجبؒ نے کہا ہے کہ: آپ ﷺ اور اجماع و مفتی اور گواہوں کی طرف رجوع کرنے کو اگر تقلید قرار دیا جاوے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

پس ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا مجوّز ہے۔ (انتہی بلفظہ)

(معیار الحق صفحہ:67)

اس مفصل عبارت سے ذیل کے اہم فوائد ثابت ہوتے ہیں:

لاعلمی کے وقت کسی مسئلہ میں مجتہدین کی طرف رجوع کرنا در حقیقت تقلید نہیں، بلکہ اتباع اور سوال ہے۔

مجتہدین کی اتباع کو تقلید بھی کہا جاتا ہے، یعنی بالمآل اتباع اور تقلید ایک ہی چیز ہے، ان میں کوئی فرق نہیں۔
لاعلم اور انجان آدمی کا مفتی کے قول کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں، بلکہ بحکم شرع واجب ہے، لیکن بڑے بڑے اصولیوں کے قول کے مطابق اس کو تقلید کہنے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔
جس طرح مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا جائز ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی اتباع کو بھی تقلید کہنا جائز ہے۔
اس تفصیل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مجتہدین کی اتباع اور تقلید کرتا ہوں، یا یہ کہے کہ میں آپ ﷺ کا مقلد ہوں، تو درست اور صحیح ہے، اس پر کوئی ملامت اور لعن طعن نہیں ہو سکتا۔
(الکلام المفید فی اثبات التقلید صفحہ:31)

اور جو فقہاء ان کو ایک ہی مفہوم مراد لیتے ہیں، ان پر بھی کوئی گرفت نہیں ہے۔

تقلید کا ثبوت قرآن کریم سے

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

(پارہ5، سورۃ آل عمران، آیت:59)

اے مومنو! اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں جو صاحب امر (اور حکم) ہیں ان کی (بھی اطاعت کرو)۔

اس آیت کریمہ میں تین چیزوں کا حکم ہے:

1. اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔
2. رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔
3. اولی الامر کی اطاعت۔

پہلی دو چیزوں کے متعلق کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کی اطاعت کرنا تو ہر مسلمان پر فرضِ اولین ہے، اور ان کی اطاعت سے روگردانی کرنا باغی، سرکش، اور نافرمان ہی کا کام ہے۔ تو پہلی دو چیزوں کی تفصیل بھی ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ تیسری چیز کے متعلق کچھ تفصیل زیر بحث ہو گی۔ یہ بات

معلوم ہونی چاہیے کہ مسلمان کو مسلم صاحب امر کی اطاعت کرنا ضروری ہے، غیر مسلم کی اطاعت نہ صرف یہ کہ ناجائز ہے، بلکہ گناہ ہے۔ اور "مِنْكُمْ" کے لفظ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان فرمادیا ہے کہ اولی الامر کی اطاعت اس وقت ضروری ہو گی، جب وہ تم میں سے (یعنی مسلمان) ہو، اور مِنْكُمْ کا یہی معنی ہے، اس لیے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کی تصریح پہلے موجود ہے۔

یہ بات بھی اصولِ موضوعہ میں شامل ہے کہ صاحب امر کی بات بھی جب کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کی نافرمانی میں ہو تو ماننا ناجائز اور گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

(بخاری جلد 2، صفحہ:1057)

جب نافرمانی کا حکم صادر کیا گیا ہو صاحبِ امر کی طرف سے، تو نہ اس کی بات سننی جائز ہے اور نہ ہی اس کی اطاعت روا ہے۔

صاحبِ امر جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہو، تو اس صورت میں نہ صرف اس کی اطاعت ہی جائز ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی اس کی اطاعت پر مجبور کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَن أَطاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصانِي

(بخاری جلد 2، صفحہ:1057)

کہ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

اولی الامر سے کون مراد ہیں؟

1. علماء اور فقہاء
2. امراءِ جیوش اور مطلق حکام

ان میں سے جو بھی مراد لیا جائے، ہمارا مدعی ثابت ہے، یعنی تقلید اور اتباع۔

پہلی قسم: اولی الامر سے مراد علماء اور فقہاء ہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ b فرماتے ہیں:

أُولَى الأَمْرِ مِنْكُمْ الْفِقْهُ وَالْخَيْرُ (مستدرک جلد 1، صفحہ: 123)

کہ اولی الامر سے اصحابِ فقہ اور اربابِ خیر مراد ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے بھی یہی تفسیر مشہور ہے:

يعني أَهلُ الْفِقْهِ وَالدِّيْنِ (إلى أَنْ قَالَ) فَأَوْجَبَ اللهُ طَاعَتَهُم۔

(مستدرک جلد 1، صفحہ: 123)

اور متعدد حضرات تابعینؒ سے مروی اور منقول ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء اور اہل فقہ ہیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ (المتوفی 114ھ) سے سند کے ساتھ منقول ہے کہ

أُولُو الأَمْرِ أُولُو الْعِلمِ وَالْفِقْهِ

(دارمی صفحہ: 40 طبع ہند و طبع دمشق صفحہ: 72)

اولو الامر سے مراد اہل علم اور اصحابِ فقہ ہیں۔

اور امام ابو بکر الجصاص الرازیؒ (المتوفی 370ھ) اولی الامر کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

أُخْتُلِفَ فِي تَأْوِيلِ أُولِي الأَمْرِ، فَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رِوَايَةٌ، وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِد رَحِمَهُمُ اللَّهُ أَنَّهُمْ أُولُو الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ، وَعَنْ عَبَّاسٍ رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ أُمَرَاءُ السَّرَايَا، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونُوا جَمِيعًا مُرَادِينَ بِالآيَةِ، لأَنَّ الاسْمَ يَتَنَاوَلُهُمْ جَمِيعًا، لأَنَّ الأُمَرَاءَ يَلُوْنَ أَمْرَ تَدْبِيرِ الْجُيُوشِ وَالسَّرَايَا قِتَالَ العَدُوِّ، وَالْعُلَمَاءُ يَلُوْنَ حِفْظَ الشَّرِيعَةِ وَمَا يَجُوزُ وَمَا لاَ يَجُوزُ۔

(احکام القرآن جلد 2، صفحہ: 210)

اولی الامر کی تفسیر میں اختلاف کیا گیا ہے:

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے ایک روایت ہے، اور حضرت حسنؒ، حضرت عطاءؒ، اور حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ اولی الامر اہلِ فقہ اور اصحابِ علم ہیں، اور حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت ہے اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد امراءِ جیوش ہیں، اور جائز ہے کہ اس آیت کریمہ سے دونوں مراد ہوں، کیونکہ اولی الامر کا لفظ دونوں کو شامل ہے، اس لیے کہ امراء تدبیرِ جیوش اور فوجیوں اور دشمن سے لڑائی کے کام کی سرپرستی کرتے ہیں، اور علماء حفظِ شریعت اور جائز ناجائز چیزوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔

اس عبارت سے بالکل واضح اور عیاں ہے کہ دونوں طبقے مراد لینے میں کوئی تضاد اور مضائقہ اور تعارض نہیں ہے۔

خلاصہ

حاصل یہ ہے کہ حقیقۃً اطاعت تو علماء کی ہونی چاہیے۔ حکام کی اطاعت تو اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ علماء کے تابع اور شریعت اسلامی کے موافق فیصلے صادر کرتے ہیں۔ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ (المتوفی 1396ھ) فرماتے ہیں کہ

اولی الامر کی تفسیر یہ ہے کہ اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ کا موقف یہ ہے کہ اس سے مراد خلفاء، علماء، اور فقہاء ہیں۔ اور مولانا صدیق حسن خانؒ صاحب (رئیس اہل حدیث) بھی اس معنیٰ کو اپنی تفسیر میں قبول کرتے ہیں۔

(جواہر الفقہ جلد 10، صفحہ: 122)

دوسری آیت

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (پارہ 21، سورۃ لقمان، آیت: 15)

ما قبل یعنی اس آیت کریمہ کے پہلے جزء میں اللہ تعالیٰ مؤمن کو پہلے حکم دیتے ہیں کہ اگر ماں باپ تجھے شرک کرنے پر مجبور کریں تو ان کی اطاعت نہ کرنا، ہاں دنیوی امور میں ان کی اطاعت کرتے رہنا۔

پھر آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

جو لوگ میری اطاعت یعنی میری طرف انابت اور رجوع کرتے ہیں تو ان کے راستہ کی اتباع کر۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مومن بندہ کو ان کی اتباع کا حکم دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف انابت اور رجوع کرتے ہیں۔ ان کی اتباع نہ صرف یہ کہ جائز، بلکہ واجب اور ضروری ہے، اس لیے کہ "وَاتَّبِعْ" صیغہ امر ہے اور امر

وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ بِالتَّوْحِيدِ وَالإِخْلَاصِ بِالطَّاعَةِ وَحَاصِلُهُ اتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُخْلِصِينَ

(روح المعانی جلد 21، صفحہ:78)

جو لوگ توحید اور اخلاص کے ساتھ اطاعت پر گامزن ہیں تو ایسے مخلصین کے راستے کی اتباع کر۔

ایک سوال فریق ثانی سے (یعنی غیر مقلدین)

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ائمہ اربعہؒ اور ان کے علاوہ دیگر علماء اور ائمہ کرام سنت اور توحید پر قائم نہیں تھے؟ کیا اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول کے علمبردار نہیں تھے، اور خدا تعالیٰ اور رسول برحق کی فرمانبرداری میں اخلاص سے پیش نظر نہیں آتے تھے؟ اگر یہ کہہ دیں کہ العیاذ باللہ نہ توحید و سنت پر گامزن تھے اور نہ مخلص تھے بلکہ مشرک اور ریاکار تھے، تو اس کا اثبات آپ کے ذمہ ہوگا۔ اس لیے کہ مَنِ ادَّعَى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ۔

اور اگر موحد اور مخلص تھے، اور یقیناً ایسے ہی تھے، تو حافظ ابن تیمیہؒ کے الفاظ میں ان کی اتباع واجب نہ رہی۔

وَاتَّبِعْ سَيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ وَالأُمَّةُ مُنِيبَةٌ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَجِبُ اتِّبَاعُ سُلِهَا۔ (معارج الوصول صفحہ: 12)

وَاتَّبِعْ سَيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: امت یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف ہی انابت کرتی رہی ہے تو اس کے راستوں کی اتباع واجب ہے۔

تیسری آیت

اللہ تعالیٰ مشرکین کے اس عقیدے کی تردید کرتے ہوئے کہ پیغمبر بشر نہیں ہو سکتے، بیان فرماتے ہیں:

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلاَّ رِجَالاً نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ

(پارہ 17، سورۃ انبیاء، آیت:7)

ہم نے آپ سے قبل کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر مرد (اور انسان)، اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

اس آیت کریمہ میں معلوم ہوا کہ کم علم اور ناسمجھ کو عالم اور سمجھ دار سے پوچھنا اگر واجب نہیں تو (فَاسْأَلُوا) صیغہ امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کم از کم مستحب تو ہے۔ اگر وہ عالم زندہ ہے تو اس سے مشافہتہ پوچھا جائے، اور اگر وہ فوت ہو چکا ہے تو اس کے بتلائے ہوئے اصول اور ضوابط کی طرف رجوع کر لیا جائے۔

حضرت امام رازیؒ اور علامہ آلوسیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَن جَاوَزَ التَّقْلِيدَ لِلْمُجْتَهِد لِهَذه الآيَة فَقَالَ لَمَّا لَمْ يَكُنْ أَحَدُ الْمُجْتَهِدِينَ عَالِمًا وَجَبَ عَلَيْهِ الرُّجُوعُ إِلَى الْمُجْتَهِدِ الْعَالِمِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى فَاسْأَلُوا الْآيَةَ فَإِنْ لَمْ يَجِبْ فَلاَ أَقَلَّ مِنَ الْجَوَازِ۔

(تفسیر کبیر جلد19، صفحہ:19؛ روح المعانی جلد14، صفحہ:148)

یقیناً بعض لوگوں نے اس آیت کی وجہ سے تقلید کا جواز ثابت کیا ہے، وہ (بقول امام رازیؒ) یوں کہ جب مجتہدین میں سے کوئی کسی چیز کو نہیں جانتا، تو اس مجتہد پر مجتہد عالم کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم سوال کرو الخ۔ اگر رجوع واجب نہیں تو جواز سے کم کیا ہو گا! جب بعض مسائل میں مجتہد کو اپنے سے بڑے مجتہد عالم سے پوچھنا جائز ہے تو ایک عامی اور جاہل کو پوچھنا کیوں جائز نہ ہو گا!

دعوت فکر

دیکھیے قارئین کرام!

اگر آج ہمارے پاس حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام عبد الرحمن بن ابی حاتمؒ، حضرت علامہ ذہبیؒ اور حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ موجود نہیں کہ جن سے ہم رجال کے متعلق سوال کریں، مگر امام بخاریؒ کی کتب تاریخ، امام ابی حاتمؒ کی کتاب العلل، علامہ ذہبیؒ کا تذکرہ اور میزان الاعتدال، اور حافظ ابن حجرؒ کی تہذیب اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ جن کے مطالعہ کرنے سے رجال کی توثیق یا تضعیف پر پورا پورا اطمینان اور اعتماد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر

آج ائمہ اربعہ موجود نہیں تو ان کے معتبر تلامذہ کی کتب اور ان کے بیان کردہ اصول تو ہمارے پاس موجود ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کی طرف رجوع کرنے کے بعد قرآن وحدیث کو سمجھنے میں بہت کم ٹھوکر لگ سکتی ہے۔

بخلاف دیگر فرق باطلہ جیسے معتزلہ، خوارج، روافض، کرامیہ، جہمیہ، قادیانی، چکڑالوی، وغیرہ، انہوں نے خود تراشیدہ اصول کے مطابق اور ذہن پر بھروسہ کرنے کی بدولت قرآن وحدیث میں کتنی تحریف کی، اور قرآن و حدیث کے معانی میں بگاڑ پیدا کیا۔ اور اپنے عقائد اور فرمودہ عقائد کو ثابت کرنے میں کس قدر بھٹکے۔

الحاصل! نادان اور بے سمجھ کا اہل علم سے سوال کرنا اور پوچھنے کے بعد اس کی بات پر بھروسہ اور اطمینان کرنا اگر ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ اہل علم سے پوچھنے کا کیوں حکم دیتے؟

اور آپ ﷺ کیوں فرماتے:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوالُ

(مشکوۃ جلد 1، صفحہ:55)

یقیناً ناواقف کا علاج اور شفاء اس میں ہے کہ وہ واقف کار سے پوچھ لے۔

حضرات ائمہ کرامؒ کا مقصد بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہ لاعلم مقلد جو ایک قسم کا سائل ہوتا ہے، ہر مسئلہ کی تحقیق فقیہ اور عالم سے پوچھے اور اس پر عمل کرے۔ اگر وہ مسئلہ قرآن یا حدیث میں ہو گا تو مقلد اپنے امام کی عقل، علم اور دیانت پر بھروسہ کرے گا، تاکہ خود اس سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی طرح سیاہ اور سفید دھاگے میں فرق نہ کرسکنے کی غلطی واقع نہ ہو جائے۔

چوتھی آیت

قیامت کے دن جب کافر دوزخ میں آگ کے شعلوں میں جل رہے ہوں گے تو اس وقت کی بات اللہ تعالیٰ نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ

(پارہ29، سورۃ ملک، آیت:10)

اور کہیں گے: اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ (المتوفی 1239ھ) اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

بعض حضرات مفسرین کرام نے نَسْمَعُ کو تقلید پر اور نَعْقِلُ کو تحقیق اور اجتہاد پر محمول کیا ہے کہ یہ دونوں نجات کے ذریعے ہیں۔

(تفسیر عزیزی پارہ 29، صفحہ: 13، مطبع محمدی لاہوری)

اور حضرت مولانا محمد عبد الحق حقانیؒ (المتوفی 1332ھ) اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

پس انسان کی فلاح کے دو ہی طریق ہیں۔ اول اور آسان یہ ہے کہ کسی ناصح اور ہادی کی بات سن کر مان لے، یہ تقلید کا مرتبہ ہے، اور قرآن مجید نے اس آیت میں اسی کو مقدم کیا ہے۔
دوم۔ یہ ہے کہ خود عقل سلیم سے غور و فکر کرے، اور یہ اجتہاد کا مرتبہ ہے۔ پھر جس کو دونوں باتیں نصیب نہ ہوں تو اس کے برباد ہونے میں کیا شک ہے؟

(تفسیر حقانی جلد 9، صفحہ: 49)

اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (المتوفی 1323ھ) اپنے ایک وعظ میں سورۃ ملک کی اسی آیت کریمہ کی تحقیق اور تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

نَسْمَعُ میں تقلید اور نَعْقِلُ میں تحقیق کو ذکر فرمایا، پس معلوم ہوا کہ دوزخ سے بچنے کے دو طریق ہیں۔ یا تقلید ہو گی یا تحقیق ہو گی۔

(دعوات عبدیت جلد 5، دوسرا وعظ طریق النجاۃ، صفحہ: 8، مطبوعہ جمال پرنٹنگ پریس دہلی)

خلاصۃ الکلام

ظاہر ہوا کہ علم نہ ہونے کی وجہ سے تحقیق تو ہو نہیں سکتی، اور اگر تقلید بھی نہ ہو تو ہلاکت اور بربادی کے سوا اور کیا ہاتھ آسکتا ہے؟

سوچ لو! راہ میں خود کو پریشان نہ کرنا۔
راستہ زیست کا کہتے ہیں کہ ہموار ہیں۔
نگاہیں اُن پر پڑتی ہیں کہ جن سے کچھ تعلق ہو۔
محبت کی نظر سے ہر بشر دیکھا نہیں جاتا۔

تقلید کا ثبوت احادیث نبویہ سے

پہلی حدیث

حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ:

آپ ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر آپ نے ایک موثر اور بلیغ تقریر ارشاد فرمائی جس سے لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور دل میں خشیت طاری ہو گئی۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ "حضرت! ایسا محسوس ہوتا ہے گویا یہ آپ کی رخصت سے قبل کی آخری تقریر ہو۔ اس لیے ہمیں کچھ وصیت ارشاد فرما دیجیئے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہنا، امیر کی بات سننا اور اس کی اعطا کرنا، اگرچہ ایک حبشی غلام ہی تمہارا امیر منتخب ہو جائے۔ کیونکہ میرے بعد تمہاری زندگی کے مراحل میں بہت کچھ اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ۔ تَمَسَّكُوا بِهَا وَاعْتَصِمُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

(ترمذی جلد 2، صفحہ: 92؛ ابن ماجہ صفحہ: 5؛ ابو داؤد جلد 2، صفحہ: 279؛ مسند احمد جلد 4، صفحہ: 27؛ مسند دارمی صفحہ: 26؛ مستدرک جلد 1، ص: 95 اور مشکوۃ صفحہ: 30)

حضرت عرباض بن ساریہؓ (المتوفی 75ھ) جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کی وفات دمشق میں واقع ہوئی (تجرید اسماء الصحابہ علامہ ذہبیؒ جلد 1، صفحہ: 407)۔ اس مذکورسے سند حدیث کی تصحیح پر امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں متفق ہیں (مستدرک جلد 1، صفحہ: 96 و تلخیص علامہ ذہبیؒ جلد 1، صفحہ: 96)۔

امام ترمذیؒ (ترمذی شریف جلد 2، صفحہ: 92 میں) ایک دوسری سند کے ساتھ اس حدیث کو پیش کر کے فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن صحيح۔

مشہور محدث ابن حزم ظاہریؒ (غیر مقلد) اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں (بحوالہ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبیؒ جلد 3،

صفحہ:325)۔

اب اس حدیث کے معنوی اور مدلول کے لحاظ سے مندرجہ ذیل امور پر غور کیجیے!

آپ ﷺ نے اپنی وصیت میں جہاں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا، وہاں امیر کی اطاعت کی بھی تاکید فرمائی اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور اس سے تقلید شخصی ثابت ہوتی ہے واضح اور نمایاں طور پر۔

آپ ﷺ نے جہاں اپنی سنت کی پیروی پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کو تاکید بلیغ فرمائی، وہیں پر اپنے خلفاء راشدین کی سنت کو بھی بیان فرمایا کہ جس طرح داڑھوں میں مضبوط پکڑی ہوئی چیز نہیں نکل سکتی، اسی طرح فرمایا کہ میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو۔ آپ ﷺ نے جس کو ایک حسی مثال سے بیان کر کے سمجھایا اور تاکید فرمائی۔

ان حضرات خلفاء راشدین کے قول و فعل کے خلاف اور بعد کو جو چیز ظاہر اور پیدا ہو گی، اس کو دین اور مذہب سمجھنا نری بدعت اور گمراہی ہے۔

اب ان مذکورہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے استدلال اور احتجاج ملاحظہ ہو۔ ایک وقت میں خلیفہ راشد صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔

اور مسلمانوں پر ایک ہی امام کی اطاعت واجب اور ضروری ہے۔ جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں نہیں آسکتیں، بالکل اسی طرح دو خلیفے بھی بیک وقت منتخب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا بُويِعَ لِلْخَلِيفَيْنِ فَاقْتُلُوا الآخَرَ مِنْهُمَا

(مسلم جلد2، صفحہ:128)

کہ جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو تم دوسرے کو قتل کر دو۔

حضرت عرفجہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعًا عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ (مسلم جلد2، صفحہ:128؛ مشکوۃ جلد2، صفحہ:220)

تمہارے پاس جو شخص آئے اور تمہیں اس شخص کے خلاف حکم دے جس پر تم سب کا اتفاق ہے، کہ تمہارے اتفاق کو اس سے ختم کر دے یا تمہارے درمیان تفریق پیدا کر دے، تو تم اس کو قتل کر دو۔

خلاصۃ الکلام

ان حدیثوں سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوا کہ ایک خلیفہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے، اور اگر دوسرا اپنی منوانی پر مصر ہو تو اس کو قتل کرنا ضروری ہے۔ ایک زمانہ میں تمام علماء کے نزدیک دو خلیفوں کا ہونا ناجائز ہے۔ چاہے دار اسلام کا حلقہ کتنا ہی وسیع یا تنگ ہو۔

(شرح مسلم جلد2، صفحہ:126)

تو اسی طرح خلیفہ راشد بھی ایک وقت اور ایک زمانہ میں صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ خلافت صدیقی میں تمام مسلمانوں کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنا امام، اور پیشوا بنانا ضروری تھا۔ اسی طرح خلافت فاروقی میں حضرت عمر فاروقؓ کو، اور خلافت عثمانی میں حضرت عثمانؓ کو، اور خلافت حیدری میں حضرت علیؓ کو امام اور پیشوا بنانا مسلمانوں کے لیے ضروری تھا۔

اعتراض

کہ خلیفہ وقت کی بیعت تو نظام عالم اور نظم و نسق کو بر قرار رکھنے کے لیے ہوتی ہے، یعنی سیاسی طور پر ہوتی ہے، تو اس سے تقلید کیسی ثابت ہو سکتی ہے؟ حضرات ائمہ اربعہؒ کی بیعت تو محض امور دین میں ہوتی ہے، تو اس سے ان کی تقلید کیسی ثابت ہو سکتی ہے؟

الجواب

بخاری شریف کے حوالے سے ہم عرض کریں گے: بخاری شریف میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کو شفقت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، (ان تینوں میں سے ایک شخص یہ ہے):

رَجُلاً بَایَعَ إِمَامًا لاَ یُبَایِعُهُ إِلاَّ لِلدُّنْیَا (بخاری شریف جلد1، صفحہ:217)

ان تینوں میں سے ایک شخص وہ بھی ہو گا کہ جس نے امام وقت سے بیعت صرف حصول دنیا کے لیے کی ہو گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیعت ہوتی ہی اُمور دین کے لیے، اور دنیا اس کے تابع ہے۔
مقصود خلافت سے اللہ تعالیٰ کی دین کی حفاظت کرنا ہے۔
اس لیے امام وقت کی تقلید اور بیعت کو جائز کہنا اور امام معین کی تقلید اور اتباع کو ناجائز کہنا ظلم عظیم ہے۔ جب پہلی چیز جائز ہے تو دوسری چیز بھی جائز ہے۔

دوسری حدیث

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میں کب تک تم میں زندہ رہوں گا، لہذا:

فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(ترمذی جلد2، صفحہ:207؛ ابن ماجہ صفحہ:10؛ مشکوۃ المصابیح صفحہ:560)

تم میرے بعد ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا۔

اس حدیث کی امام ترمذیؒ تحسین اور فن رجال میں مہارت تامہ رکھنے والے علامہ ذہبیؒ (تلخیص المستدرک جلد 2، صفحہ:75 میں) تصحیح کرتے ہیں۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے تمام حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی اقتداء کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اور "مِنْ بَعْدِي" سے مراد ان کا زمانہ خلافت ہے۔

اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ بیک وقت اسلام دو خلیفوں کو تسلیم نہیں کرتا۔

تو واضح طور پر معلوم ہوا کہ عہدِ ابو بکر میں حضرت ابو بکرؓ کی اقتداء اور عہدِ عمر میں حضرت عمرؓ کی اقتداء کی جائے، اور یہی تقلید شخصی ہے، اگرچہ ایک معین زمانہ تک ہی سہی۔

تیسری حدیث

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَضِيتُ لَكُم مَا رَضِيَ لَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ (مستدرک جلد2، صفحہ:219)

میں تمہارے لیے اس چیز پر راضی ہوں جس چیز کو تمہارے لیے عبد اللہ بن مسعود b پسند کریں۔

اگر تقلید شخصی شرک ہوتی تو آپ ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی تخصیص کیوں فرماتے؟ ان ہی کی اطاعت اور پیروی پر آمادہ نہ کرتے؟

حضرات! یہی وہ عبد اللہ بن مسعودؓ ہیں جن کے افعال اور اقوال پر فقہ حنفی کی عمارت قائم کی گئی۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جس چیز پر راضی ہوں اس پر آپ ﷺ بھی راضی ہیں۔

اور آپ ﷺ جس پر راضی ہونا ممکن ہے کہ پروردگار عالم اس پر ناراض ہو۔

تو نتیجہ نکلا کہ خدا تعالیٰ اور آپ ﷺ کی رضا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ پر تھی۔ اور ان کے اقوال اور افعال پر فقہ حنفی کی عمارت قائم ہے۔

تو آپ حضرات کو مخزنِ فقہ حنفی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور اس فقہ کے معلم اور استاد حضرت امام ابو حنیفہؒ کے سامنے اپنی شکست کا اقرار کرنا چاہیے، گو:

ضروری تو نہیں کہ دیں لبوں سے داستان اپنی،
زباں اک اور بھی ہوتی ہے اظہار تمنا کی

چوتھی حدیث

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ:

ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور آپ سے کوئی چیز دریافت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر کسی وقت آنا (آپ اس وقت بیمار تھے)۔ اس عورت نے عرض کی کہ اگر میں پھر کسی وقت آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی اگر آپ کی وفات ہو جائے) تو پھر کیا کروں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس عورت کے جواب میں:

فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ

(بخاری جلد 2، صفحہ: 516 و مسلم جلد 2، صفحہ: 273 و مشکوۃ جلد 2، صفحہ: 555)

کہ تو ابو بکرؓ کے پاس آنا۔

دو باتیں ظاہر ہوئیں:

1۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت اس سے ثابت ہوئی۔

2۔ تقلید شخصی بھی اس سے ثابت ہوئی۔ اس لیے کہ آپ ﷺ یوں بھی فرما سکتے تھے کہ آپ جس کے پاس مرضی جاؤ اور جس سے تمہارا جی چاہتا ہے پوچھ لینا۔ حضرت ابو بکرؓ ہی سے سوال کرنے اور پوچھنے کی تلقین آپ نے کیوں کی؟ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی آدمی سے مسئلہ پوچھنا نہ شرک فی الرسالت ہے اور نہ ہی گناہ۔ بالفاظ دیگر غیر منصوص مسائل میں تقلید شخصی نہ شرک ہے اور نہ ہی گناہ۔ اختصار کی وجہ سے بہت سے دلائل کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

تَمَّتْ هٰذِهِ الرِّسَالَةُ بِعَوْنِ اللّٰهِ وَنَصْرِهٖ۔

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ مجلہ "الفتحیہ" احمد پور شرقیہ

تقلید دلائل شرعیہ کی روشنی میں

مع مدعیان اہلِ حدیث کی تائیدی عبارات

تقلید کا ثبوت قرآن سے

شیخ ناصر الدین البانی نے "دلیل سمجھنے سے عاجز آدمی کے لیے تقلید کا جواز" عنوان قائم کر کے لکھا:

"کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہر شخص تو اس معنی میں عالم نہیں ہو سکتا (کہ وہ کتاب و سنت میں فہم میں پیدا کر لے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے مگر اس میں نزاع کس کا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھو) نیز فرمایا: فسئل به خبيرا (کسی خبر دار سے پوچھ) آنحضرت علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے بے علمی میں فتویٰ دیا تھا الا سئلوا حين جهلوا فانما شفاء العى السوال (جب انہیں علم نہ تھا تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا (علم سے) عاجز کی شفا سوال ہے۔"

(حجیتِ حدیث صفحہ ۷۴)

کتاب میں لکھا ہے:

"ابن عبد البر کی جو بحث پیچھے گزر چکی ہے اس کے بعد وہ فرماتے ہیں: یہ سب خواص کے لیے ہے عوام کے لیے جب کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو انہیں اپنے علماء کی تقلید کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے چونکہ عامۃ الناس پر مواقع حجت ظاہر نہیں ہوتے اور وہ عدم فہم کی وجہ سے اس کے علم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ ... علماء کا اس میں اختلاف نہیں ہے عامۃ الناس پر اپنے علماء کی تقلید ضروری ہے اللہ کے اس فرمان میں وہی مراد ہیں فاسئلوا اهل الذكر الخ"

[حجیتِ حدیث، البانی صفحہ ۷۵]

شیخ فضل حسین بہاری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تقلید مباح بھی ان علماء کے لیے ہے جو مجتہد نہ ہوں...... یہ تقلید بہ سبب شرط **ان کنتم لاتعلمون** کے مختص ہے حالت لاعلمی کے ساتھ۔''

(الحیات بعد الممات صفحہ ۲۱۵)

شیخ البانی لکھتے ہیں:

''تقلید کی حرمت کی دلیل مجھے معلوم نہیں ہے بلکہ جس کے پاس علم نہیں ہے، اس کا تقلید کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون [النحل :۴۲]** اہلِ ذکر سے سوال کرو، اگر تم نہیں جانتے۔''

(فتاوی البانیہ صفحہ ۱۲۴)

ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس لکھتے ہیں:

'' علامہ ابن تیمیہ کے قول میں یا تیسری قسم میں عوام کی تقلید کا جو ذِکر آیا ہے ۔ در حقیقت یہ اتباع ہے کیوں کہ عامی نے اس وقت: ''**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون** یعنی جاننے والوں سے پوچھ لو اگر تمہیں علم نہیں۔'' کے حکم پر عمل کیا لیکن اگر اصطلاحی طور پر اس کا نام تقلید ہی رکھا جائے تو کوئی حرج نہ ہونا چاہیے۔''

(تقلید کا حکم صفحہ ۵۴)

مثلاً محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں:

''تقلید دو جگہ ہوتی ہے: اول:... مقلد ایسا عامی آدمی ہو جو بذاتِ خود حکم کو پہچاننے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس کا فرض تقلید ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون**﴾ [النحل: ۴۳] ''پس اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے دریافت کر لو۔'' وہ اس کی تقلید کرے جس کو وہ علم اور تقویٰ کے لحاظ سے سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ اگر اس کے نزدیک دو شخص برابر ہوں تو اسے ان کے درمیان اختیار ہے۔ دوم:.... مجتہد کے لیے ایسا واقعہ پیش آئے

جو فی الفور (فیصلہ) کا تقاضا کرے، اور اس کے بارے میں غور و فکر پر قادر نہ ہو اس صورت میں اس کے لیے تقلید جائز ہے، بعض نے تقلید کے جواز کے لیے شرط لگائی ہے کہ وہ مسئلہ ان اصول دین میں سے نہ ہو جن پر اعتقاد رکھنا واجب ہے، اس لیے کہ عقائد میں ٹھوس بات کا ہونا ضروری ہے، اور تقلید صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ بے شک یہ شرط نہیں ہے، کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ عام ہے: ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾[النحل: ۴۳] یہ آیت رسالت کے اثبات کے بیان میں ہے، اور وہ اصول دین میں سے ہے۔ اس لیے کہ عامی آدمی حق کو دلائل کے ساتھ پہچاننے کی طاقت نہیں رکھتا، تو جب بذاتِ خود اس پر حق کو پہچاننا مشکل ہو جائے تو صرف تقلید باقی بچتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾[التغابن:۱۶] پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔“

(الاصول من علم الاصول مترجم: ۱۰۱ طبع مکتبہ قدوسیہ، اہتمام طباعت ابو بکر قدوسی)

اس عبارت میں کہا گیا ہے کہ عقائد میں بھی تقلید کرنا درست اور قرآنی حکم کی پیروی ہے۔

محمد بن صالح مذکور کے لیے غیر مقلد لکھاری بہت زیادہ عقیدت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔

محمد رحمت اللہ خان غیر مقلد نے ”عالم اسلام کے کبار علماء“ کا عنوان قائم کر کے تیسرے نمبر پر ان کا نام لکھا ہے عبارت ملاحظہ ہو:

”(۳) شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ“

(تلاش حق کا سفر صفحہ ۱۵۰ طبع بنگلور انڈیا)

غیر مقلدین کے رسالہ ”السنہ“ میں لکھا ہے: ”عالم عرب کے مشہور عالم دین علامہ فقیہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمن رحمہ اللہ“ (السنہ شمارہ: ۳۴ رمضان ۱۴۳۲ھ صفحہ ۲۹)

شیخ زبیر علی زئی نے لکھا:

”سعودی عرب کے مشہور مفتی شیخ محمد بن صالح ابن العثیمین رحمہ اللہ“

(علمی مقالات: ۳/ ۱۷۲)

شیخ بوزی کی لکھتے ہیں:

"عامی شخص (Layman) کے لیے کسی صاحب علم کی پیروی اور تقلید ضروری ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: **فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون** (الانبیاء ، آیت:۷) اس آیت کا سیاق وسباق اگرچہ دوسرا ہے لیکن اس سے یہ واضح حکم نکلتا ہے کہ جس معاملے میں کسی شخص کو خود علم نہ ہو وہ اہلِ علم سے پوچھ لیا کرے۔ اس لیے عام لوگوں کا علماء سے شرعی مسائل پوچھنا اور ان پر عمل کرنا بالکل جائز اور درست ہے اور اسے تقلید محمود بھی کہا جاتا ہے جس کے صحیح ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔"

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۹۳،۹۲)

میاں صاحب نے مولانا محمد حسین بٹالوی کے ساتھ مل کر مسئلہ تقلید پر "۔معیار الحق" نامی کتاب تحریر کی۔ اس میں لکھا ہے:

"جس آیت کے حکم سے تقلید ثابت ہے تو وہ اسی صورت میں ہے جب کہ لاعلمی ہو ،**قال الله تعالیٰ فاسئلو اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون** یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر۔"

(معیار الحق صفحہ ۷۴)

میاں نذیر حسین دہلوی کو مدعیان اہلِ حدیث شیخ الکل فی الکل کہتے ہیں، اور انہیں "ہیرو" بھی کہا ہے۔ (الحیات بعد الممات صفحہ ۴،۲)

شیخ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

"سرخیل اہلِ حدیث، المحدث، الفقیہ سید نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ۔"

(توضیح الاحکام جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس لکھتے ہیں:

"علامہ ابن تیمیہ کے قول میں یا تیسری قسم میں عوام کی تقلید کا جو ذِکر آیا ہے۔ درحقیقت یہ اتباع ہے کیوں کہ عامی نے اس وقت: "**فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا**

تعلمون یعنی جاننے والوں سے پوچھ لو اگر تمہیں علم نہیں۔" کے حکم پر عمل کیا لیکن اگر اصطلاحی طور پر اس کا نام تقلید ہی رکھا جائے تو کوئی حرج نہ ہونا چاہیے۔"

(تقلید کا حکم صفحہ ۵۴)

تقلید کا ثبوت حدیث سے

مولانا محمد حسین بٹالوی نے حدیث سے تقلید کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا:

"حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ ایک شخص کے سر میں زخم پہنچا اور اس نے کسی صحابی سے پوچھا کہ مجھے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ جائز نہیں۔ تو اس نے غسل کیا اور وہ ہلاک ہو گیا جس پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط فتویٰ دینے والے مفتی کو بد دعا دی اور اس پر خفگی ظاہر کی، مگر فتویٰ پوچھنے والے کے حق میں نہ فرمایا کہ اُس نے کیوں قول بلا دلیل کی تقلید کر لی، اس استدلال کی حاضرین نے تحسین کی۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۰)

بٹالوی صاحب نے ایک مجلس میں لوگوں کو تقلید کا ثبوت پیش کیا، اس کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پھر کتاب مسلّم الثبوت سے یہ حاشیہ میں نے پڑھ کر سنایا: **اجمع المسلمون علی ان من اسلم فله ان یقلد من شآء من العلماء**...... پھر کہا یہ اجماع بھی معیار الحق صفحہ ۱۴۲ میں منقول ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۲۹)

عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے: مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر لے وہ علماء میں سے جس کی تقلید کرنا چاہے اس کے لئے جائز ہے۔

تقلید کو حدیث و اجماع سے ثابت کرنے والی بٹالوی صاحب کی مذکورہ بالا عبارات بھی اسی "نوٹ" ہی کا اقتباس ہیں، جس نوٹ میں انہوں نے تقلید کو کلمہ و اذان سے اور منکرین کو دیہاتی سکھ اور متعصب ہندو سے تشبیہ دی ہے۔ یاد رہے کہ مطلق تقلید کے جواز سے بٹالوی صاحب کا رجوع میری معلومات کے مطابق ثابت نہیں، البتہ یہ

بات ضرور ملتی ہے کہ وہ آخر عمر میں تقلید کو مانتے تھے۔ محمد عبد العظیم حیدر آبادی صاحب غیر مقلد، بٹالوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

”وہ آج ایک لانبی (لمبی) عمر گذار کر تقلید کو واجب یا جائز سمجھنے لگے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ اقرار حنفیت کا کیوں اس کے لئے ناجائز ہے، مولوی صاحب بٹالوی سے استدعا ہے کہ اگر وہ کوئی دلیل تقلید شخصی کے وجوب یا جواز پر رکھتے ہیں تو براہِ کرم پیش کر کے رفاہِ عام سے اجرِ عظیم حاصل کریں۔“

(اہلحدیث امرتسر ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ)

اس تحریر کا عکس مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب کی کتاب ”تاریخ ختم نبوۃ صفحہ ۳۹۹“ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

بٹالوی صاحب کے نظریہ تقلید کو جاننے کے لئے مزید عبارات دیکھنا چاہیں تو حاشیہ نمبر ۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

☆...... شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

”مؤلف نے اس دعوے پر آیات اور حدیث اور بزعم خود اجماع نقل کیا ان سے مطلق تقلید وقت لاعلمی کے ثابت ہوتی ہے۔“

(معیار الحق صفحہ ۹۶)

میاں صاحب مان گئے ہیں کہ ”مطلق تقلید“ حدیث بلکہ قرآن سے بھی ثابت ہے۔

☆...... نواب صدیق حسن خان تقلید کو حدیث سے ثابت شدہ مانتے ہیں چنانچہ انہوں نے لکھا:

”وجب علی العامی تقلیده والاخذبفتواه وقداستفاض الخبر عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم انه لمّابعث معاذا الی الیمن قال معاذ...“

(لقطة العجلان صفحہ ۱۳۷ بحوالہ الکلام المفید صفحہ...)

ترجمہ: عامی آدمی پر مجتہد کی تقلید اس کے فتوی کو لینا واجب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض اور مشہور حدیث آئی ہے کہ جب آپ نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا اے معاذ... (آگے مکمل حدیث بیان کی)

☆......مولانا فضل الرحمن بن میاں محمد نے مسئلہ تقلید پر بحث کرتے ہوئے لکھا:

”مولانا [ثناء اللہ امرتسری (ناقل)] اس مسئلہ کو حل کرنے میں اپنی عادت محمودہ کے مطابق قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ ایک عامی کے لیے تقلید تو جائز ہے لیکن تخصیص جائز نہیں۔“

(حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری صفحہ ۹۸)

☆......بخاری میں حدیث ہے کہ قبر میں مجرم میت کو ہتھوڑوں سے مارتے ہوئے کہتے ہیں:

”لَادَرَیْتَ وَتَلَیْتَ... نہ تو نے خود غور کیا اور نہ ہی عالموں کی پیروی کی۔“

(ترجمہ وحید الزمان)

علامہ وحید الزمان نے اس حدیث کی شرح میں لکھا:

”یعنی نہ مجتہد ہوا نہ مقلد... سب باتیں تحقیق کر کے مقلد بنتا تو اس آفت (عذابِ قبر) میں کاہے کو گرفتار ہوتا۔“

(تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ طبع تاج کمپنی)

موصوف دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

”ایک روایت میں یوں ہے: وَلَا تَلَیْتَ یعنی نہ خود سمجھا اور نہ سمجھنے والے کی تقلید کی جیسے پیغمبر یا مجتہد کی۔“

(لغات الحدیث جلد ۱ صفحہ ۵۷: الف)

☆......مولانا محمد حسین بٹالوی نے احباب کے مجمع میں دورانِ مباحثہ دعوی کیا کہ تقلید دورِ نبوی سے ثابت ہے، اور پھر اس کو حدیث نبوی سے ثابت کر دکھایا۔

چنانچہ وہ اسی مباحثہ کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پھر یہ دعوی کیا کہ بے علم کا علمائے وقت کی بلا تحقیق تقلید کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلا آتا ہے۔ اس کی مثال میں وہ مختصر بیان کیا جو حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ ایک شخص کے سر میں زخم پہنچا اور اس نے کسی صحابی سے پوچھا کہ مجھے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

اس نے کہا کہ جائز نہیں۔ تو اس نے غسل کیا اور وہ ہلاک ہوا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط فتوی دینے والے مفتی کو بد دعا دی اور اس پر خفگی ظاہر کی مگر فتوی پوچھنے والے کے حق میں نہ فرمایا کہ اس نے کیوں قول بلا دلیل کی تقلید کیوں کر لی۔ اس استدلال کی حاضرین نے تحسین کی۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۲۹)

مجلس کے حاضرین میں حافظ حمید اللہ اور مولوی سید احمد حسن شامل ہیں۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۲۸)

تقلید کا ثبوت صحابہ کرام سے

علامہ وحید الزمان حجِ تمتع کی بحث میں لکھتے ہیں:

"معاویہ نے بہ تقلید عثمان منع کیا تھا اور عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی جیسے اوپر گذر چکا۔"

(لغات الحدیث ۳/ ۶۵، ع)

وحید الزمان صاحب نے لکھا:

"عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی جیسے اوپر گزر چکا۔"

(لغات الحدیث: ۳/ ۶۵، ع)

وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

"حضرت عثمانؓ شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع (حج کی ایک قِسم ہے، ناقل) کو بُرا سمجھے۔"

(تیسیر الباری ۲/ ۴۶۴ تاج کمپنی)

اسی کتاب میں چند صفحات کے بعد لکھتے ہیں:

"حضرت عثمانؓ نے ان (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، ناقل) کی تقلید کی تھی۔"

(تیسیر الباری ۲/ ۴۷۰)

علامہ صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمرؓ کی تقلید میں تمتع سے منع کیا تو حضرت علیؓ نے

اعلانیہ تمتع کیا۔"

(رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ ۲/ ۶۱۵)

حیدالزمان صاحب کے نزدیک تقلید کرنا بُرا فعل ہے مگر اس کے باوجود وہ صحابہ کرام کی طرف تقلید کو منسوب کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ حجِ تمتع کی بحث میں لکھتے ہیں:

"معاویہ نے بہ تقلید عثمان منع کیا تھا اور عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی جیسے اوپر گذر چکا"

(لغات الحدیث ۳/ ۶۵، ع)

کتاب میں لکھا ہے:

"اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اندھے آدمی کے لیے ضروری ہے کہ جب اس پر جہت قبلہ کا پتہ چلانا مشکل ہو جائے تو ایسے شخص کی تقلید کرے جس کی قبلہ کے بارے میں معرفت پر اسے وثوق سے اعتماد ہے۔ پس ایسے ہی وہ شخص جس کے پاس علم نہیں ہے یا وہ آنکھ نہیں ہے جس سے وہ دین کی معرفت حاصل کر سکے، اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے۔"

[حجیتِ حدیث، البانی: ۷۵]

☆...... مولانا محمد حسین بٹالوی نے ایک مجمع میں "تقلید" کو حدیث سے ثابت کیا اور پھر اس کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے جو کچھ کہا اس کی ابتدائی عبارت یہ ہے:

"بے علم کا علمائے وقت کی بلا تحقیق تقلید کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک چلا آتا ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۱۲۹)

دورِ نبوی میں تقلید کرنے والے لوگ عموماً صحابہ کرام تھے۔

بٹالوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

”ہم احادیث صحیحہ سے ثابت کر دکھائیں گے کہ عوام کا تقلیدِ خواص کرنا یعنی خواص کا عوام کو جواب مسائل بلاذکرِ دلیل دینا اور عوام کا پیروی خواص بغیر سننے دلیل کے کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پایا گیا ہے۔ آنحضرت نے اس عمل کو سُنا اور منع نہ کیا، جس سے آفتاب کی مانند ثابت ہوگا کہ مطلق تقلید سے انکار کرنا اور تقلید کا لفظ سُن کر ہی چونک پڑنا عالم کا کام نہیں اور جو شخص ایسا کرے وہ عالم نہیں، جاہل ہے۔ اگر وہ کچھ کتابیں پڑھا ہے یا مولوی وفاضل کا خطاب حاصل کر چکا ہے تو بھی وہ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا کا مصداق ہے یعنی چارپائے بروکتابے چند۔“

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۴)

بٹالوی صاحب نے مذکورہ عبارت میں چند باتیں فرمائی ہیں۔ ا۔ تقلید احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ ۲۔ دورِ نبوی میں لوگ (صحابہ) تقلید کرتے تھے۔ ۳۔ تقلید کا منکر جاہل ہے اور اگر وہ نام کا عالم ہے تو بھی وہ اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔ عبرت، عبرت، عبرت۔

☆......نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد کی کتاب ”لقطة العجلان صفحہ ۱۳۷“ کی عبارت پچھلے صفحات میں ہم نقل کر آئے ہیں کہ انہوں نے حدیثِ معاذ رضی اللہ عنہ سے تقلید کا واجب ہونا ذکر کیا۔ اور یہ بات تو واضح ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول کرنے والے صحابہ اور تابعین ہی تھے۔

☆......علامہ وحید الزمان نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا:

”زید بن ثابت کے مذہب پر فتوی دیتے تھے جس میں کوئی نصِ صریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ پاتے تھے۔“

(رفع العجاجہ جلد ا صفحہ ۱۱۴)

وحید الزمان صاحب اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمرؓ کی تقلید میں تمتع سے منع کیا تو حضرت علیؓ نے اعلانیہ تمتع کیا“

(رفع العجاجہ جلد ۲ صفحہ ۶۱۵)

وحید الزمان صاحب ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں۔

''حضرت عثمانؓ شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع کو بُرا سمجھے۔''

(تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶۴)

چند صفحات بعد لکھتے ہیں۔

''حضرت عثمانؓ نے ان (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کی تقلید کی تھی۔''

(تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۷۰)

وحید الزمان صاحب ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''معاویہ نے بہ تقلید عثمان (حجِ تمتع) سے منع کیا تھا اور عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی''

(لغات الحدیث جلد ۳ صفحہ ۶۵: ع)

علامہ وحید الزمان نے اپنی مزعومہ فقہ نبوی پیش کرتے ہوئے لکھا:

'' لِاَنَّ الصَّحَابَةَ لَايُنْكِرُوْنَ عَلٰى مَنْ قَلَّدَ بَعْضَهُمْ فِىْ مَسَائِلَ وَقَلَّدَ الْاٰخَرِيْنَ فِى الْاُخْرٰى ۔''

(ہدیۃ المہدی جلد ۱ صفحہ ۱۱۲)

ترجمہ: صحابہ اس شخص پر انکار نہیں کرتے تھے جو چند مسائل میں بعض کی تقلید کرتا اور دیگر مسائل میں دوسرے بعض کی تقلید کرتا۔

علامہ وحید الزمان کا مسلک ملاحظہ ہو۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

''بعض اہلِ حدیث نے بھی مروجہ فقہ کی روش پر بعض کتب تصنیف فرمائیں جیسے نواب وحید الزمان، نواب صدیق حسن خان۔''

(مقدمہ احسن البیان صفحہ ۱۸، بحوالہ حدیث اور اہلِ تقلید جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

علامہ وحید الزمان کا شمار انہی لوگوں میں ہے جو خود کو اہلِ حدیث کہا کرتے ہیں ثبوت کے لئے ہماری کتاب

''زبیر علی زئی کا تعاقب'' کا حاشیہ ۹۸۔۱۰۰ ادیکھا جا سکتا ہے۔

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

'' وَلَايَجُوْزُ تَقْلِيْدُ الْمُجْتَهِد الْمَيِّت وَ حكٰى بَعْضهُمُ الْأَجْمَاعَ عَلَيهْ وَقِيْلَ يَجُوْزُ وَرَجَّحَهُ الشَّيْخُ ابْنُ الْقَيِّمِ لِاَنَّ الْقَوْلَ لَايَمُوْتُ وَتَقْلِيْدُ السَّلَف لِاَقْوَالِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ تَدُلُّ عَلٰى جَوَازِهٖ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْ كَانَ مُتَبِّعًا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ مَّاتَ۔''

(هدية المهدی من الفقه المحمدی:۱۱۲)

ترجمہ: اور فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے اور بعض نے تو اس پر اجماع کی حکایت بیان کی ہے اور کہا گیا ہے کہ جائز ہے اس لیے کہ [مجتہد اگرچہ فوت ہو جاتا ہے مگر (ناقل)] اس کا قول تو فوت نہیں ہوتا اور اسے ابن قیم نے راجح قرار دیا ہے۔ اسلاف کا صحابہ و تابعین کی تقلید کرنا اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ اور ابن مسعود نے فرمایا: جو شخص اتباع کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ ان کی پیروی کرے جو فوت ہو گئے ہیں۔

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان نے ان (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) کی تقلید کی تھی۔''

(تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۷۰)

مزید معلومات کے لیے تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶۴، رفع العجاجہ جلد ۲ صفحہ ۶۱۵، الجنۃ صفحہ ۶۸۔ الدین الخالص صفحہ ۵۶۶ وغیرہ دیکھیں۔

شیخ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

''مسعودیوں نے بھی صحابۂ کرام کی توہین کی ہے مثلاً فرقۂ مسعودیہ کے امام دوم محمد اشتیاق نے کہا: ''حضرت ابوموسیٰ اور حضرت حذیفہ اس مسئلہ میں حضرت ابن مسعود کی تقلید کر رہے ہیں۔'' (نماز کے سلسلہ میں یوسف لدھیانوی کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۳۰) یاد رہے کہ مسعودیوں کے نزدیک تقلید شرک ہے۔

دیکھئے التحقیق فی جواب التقلید (ص۵)"

(علمی مقالات:۳/ ۵۶۲، طبع مکتبہ اسلامیہ)

تقلید کا ثبوت اجماع سے

☆...... شیخ. محمد بن ابراہیم وزیر یمانی لکھتے ہیں:

"اَمَّااِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ عَلٰی تَقْرِیْرِ الْعَوَامِ عَلٰی التَّقْلِیْدِ فَلِاَنَّہٗ اِجْمَاعٌ فِعْلِیٌّ لَااَلَفْظِیٌّ ۔"صحابہ کے اجماع لفظی سے نہیں البتہ اجماع فعلی سے یہ ثابت ہے کہ عوام کو تقلید پر برقرار کھا جائے گا۔

(الروض الباسم جلد ا صفحہ ۱۰۹)

نواب صدیق حسن خان نے یمانی مذکور کو "تارکِ تقلید" کہا ہے۔(التاج المکلل صفحہ:۲۸۷)

☆...... میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

"کل صحابہؓ اور تمام مؤمنین کا قرونِ اولی میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی۔"

(معیار الحق صفحہ ۱۴۳ دوسرا نسخہ ۱۵۷)

میاں صاحب مزید لکھتے ہیں:

"تقلید بطریق عدمِ تعین کے یہی ہے سبیل مؤمنین کی، اعنی صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کی۔"

(معیار الحق صفحہ ۱۶۴)

میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

"کل صحابہ اور تمام مومنین کا قرون اولیٰ میں اس پر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی۔"

(معیار الحق صفحہ ۴۳)

شیخ ابو القاسم محمد حسین حافظہ آبادی نے تقلید کی حمایت میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کیا:

”مذاہب اربعہ کی تقلید جو مدون ہیں باجماع امت جائز ہے اور اس میں کسی معتدبہ شخص کا خلاف نہیں اور اس میں بہت مصلحتیں ہیں خصوصاً ایسے زمانہ میں جب کہ ہر ایک شخص اپنی ہی رائے کو پسند کرتا ہے اور اسی کی پیروی کرتا ہے۔“

(اشاعۃ السنۃ، جلد ۲۲، صفحہ ۲۸۱)

مزید دیکھئے۔ تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۱۴۷۔

تنبیہ: یہ مضمون بندہ کی زیر ترتیب کتاب ”مدعیان اہلِ حدیث سے تقلید کا ثبوت“ سے ماخوذ ہے۔ مزید تفصیل اس کتاب میں بیان ہو گی ان شاء اللہ۔

جمع وترتیب: مفتی محمد زبیر الرحمن غفرلہ **۱۴۴۷/۵/۱۷ بمطابق ۲۰۲۵/۱۱/۹ بروز اتوار**

بادلیل بات کو بغیر مطالبہ دلیل کے ماننا

تقلید باب تفعیل کا مصدر ہے، اس کے لغوی معنی ہیں: ہار پہنانا۔ اور اصطلاح میں تقلید کے معنی ہیں کسی مجتہد کو اپنی عقیدت مندی کا ہار پہنانا یعنی اس کا معتقد ہونا، اس کو اپنا بڑا بنانا، اور اس کی پیروی کرنا۔

[ایضاح الادلہ: ص۲۰۱، ط: شیخ الہند اکیڈمی یوپی]

وضاحت: اس سے معلوم ہے ہوا کہ تقلید کے معنی یہ نہیں کہ اپنی گردن میں پٹہ ڈالنا اور اندھا بن کر دوسرے کی طرف چلتے رہنا ورنہ لغت کے خلاف ہونا لازم آئیگا۔

تقلید کی دو قسمیں:

تقلید مطلق: کسی عالم اور مجتہد کو معین کئے بغیر کسی بھی عالم اور مجتہد سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرنا۔

[مقدمۃ اعلاء السنن فوائد فی علوم الفقہ ص:۲۵، ط: ادارۃ القرآن کراتشی]

تقلید شخصی: اس کے معنی ہیں ائمہ مجتہدین میں سے کسی معین امام کی پیروی کرنا اور دین کی تبیین وتشریح میں اس پر مکمل اعتماد کرنا۔

[ایضاح الادلہ: ص۲۰۱، ط: شیخ الہند اکیڈمی یوپی]

وضاحت: ائمہ اربعہؒ کے مذاہب کی تدوین سے پہلے تقلید مطلق پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا اس لئے کہ وہ دیانت وامانت کا دور تھا۔ [مقدمۃ اعلاء السنن فوائد فی علوم الفقہ ص:۲۵، ط: ادارۃ القرآن کراتشی] لیکن چوتھی ہجری کے بعد دیانت وامانت کے فقدان کی وجہ سے انہی چاروں مذاہب کے اندر تقلید شخصی کا انحصار ہوا اور عملا اس پر اجماع ہو گیا۔

[طحطاوی علی الدر ۵۸۹/۱۰ کتاب الذبائح، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت، حجۃ اللہ البالغۃ ۲۸۶/۱، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت]

نیز اس پر بھی اجماع ہے کہ ائمہ اربعہؒ کے مذاہب کے علاوہ کسی اور مذہب پر عمل کرنا نادرست ہے۔

[خلاصة التحقيق فى بيان حكم التقليد والتلفيق ـ ص۵ ط:الحقيقة تركيا، الاشباه

والنظائر ۱۴۳/۱]

ایک مذہب کو متعین کرنا ضروری قرار دیا گیا:

تعین مذہب اس لئے ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ کوئی اپنی نفس کی خواہشوں کی وجہ سے مذاہب کی رخصتوں کو نہ چنے اور حلال وحرام اور وجوب وجواز کے درمیان تخییر کا پہلو نہ اپنائے جس کا نتیجہ شرعی تکلیف کو چھوڑنے میں نمودار ہوگا۔

[المجموع شرح المهذب ۵۵/۱ط:المنيريه، مقدمة اعلاء السنن فوائد فی علوم الفقه ص:۲۶، ط:ادارة القرآن کراتشی]

ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان حلال وحرام کا فرق:

چاروں ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان حلال وحرام کا فرق ان مسائل میں ہرگز نہیں ہیں جو صراحتاً قرآن وسنت میں بیان ہوئے ہیں بلکہ وہ مسائل جن کی صراحت قرآن وسنت میں نہ ہو یا ان کے متعلق روایات مختلف ہوں یا اس میں ایسا لفظ وارد ہو جس کے کئے معنی ہو یا کوئی اور سبب اختلاف ہو تو ان وجوہ کی بنا پر ہر ایک کی غور وفکر کا نتیجہ مختلف نظر آتا ہے، چونکہ ہر ایک کی نیت خیر کی ہوتی ہے تو باوجود اختلاف کے وہ برحق ہیں اور عند اللہ ماجور ومثاب ہیں۔

[صحيح البخاری/ کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة الرقم ۷۵۶۳]

تقلید شخصی کا حکم:

تقلید شخصی فی نفسہ جائز ہے اور اختلاف کی صورت میں راجح کو افضل ماننا فی زمانا واجب ہے۔

[ایضاح الادلہ: ص ۲۲۲، ط: شیخ الہند اکیڈمی یوپی]

تقلید کے لئے ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے بجائے صحابہ رضی اللہ عنہم کا انتخاب کیوں نہیں؟

اس سوال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں، اس کا ایک مختصر سا جواب یہ ہے کہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذاہب مدون نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی ان کی کتابیں مرتب ہوئی تھیں، جبکہ حضراتِ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے خاص تلامذہ وغیرہ نے قرآن واحادیث اور اقوال صحابہ وغیرہ کی روشنی میں مسائل مرتب ومدون کر دیئے تھے، اس لیے حضراتِ ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی ایک کی تقلید کی جاتی ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ

ہو۔۔۔ منہاج السنہ ۹۱، ۹۰ / ۲ ط: بولاق مصر۔

کیا ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی تقلید کرنے سے منع کیا ہے؟

ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی تقلید کرنے سے صرف ان مسائل میں منع کیا ہے کہ جن میں ان کا کوئی قول قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

جیسا کہ امام شاہ ولی اللہؒ نے اس کی وضاحت عقد الجید میں کی ہے۔۔۔سئل أبو حنيفة رحمه الله تعالى إذا قلت قولاً وكتاب الله يخالفه؟ قال: اتركوا قولى بكتاب الله. فقيل: إذا كان خبر رسول الله ﷺ يخالفه؟ قال: اتركوا قولي بخبر رسول الله ﷺ فقيل: اذا كان قول الصحابة يخالفه؟ قال: اتركوا قولي بقول الصحابة۔۔۔ص:۵۷

قال الشافعي رحمه الله: إذا صح الحديث فهو مذهبي، وإذا رأيتم كلامي يخالف الحديث فاعملوا بالحديث واضربوا بكلامي الحائط

وقال مالك رحمه الله: ما من أحد إلا ومأخوذ من كلامه ومردود عليه إلا رسول الله ﷺ. وقال أبو حنيفة رحمه الله لا ينبغي لمن لم يعرف دليلي أن يفتي بكلامي. وقال أحمد: لا تقلدني ولا تقلدن مالكاً ولا غيره، وخذ الأحكام من حيث أخذوا من الكتاب والسنة۔ [عقد الجید ص،۶۸، ۶۷، ط: دار الکتب بشاور، والیضا فی مقدمۃ اعلاء السنن فوائد فی علوم الفقہ ص:۲۲، ط: ادارۃ القرآن کراتشی]

تقلید کے رد میں تو قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئی ہیں۔۔۔؟!

قرآن کریم میں جس قدر آیات تقلید کے رد میں نازل ہوئی ہے اس سے مراد وہ تقلید مذموم ہے جس میں حکم خداوندی وارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلاف ہونا لازم آتا ہو، جبکہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی تقلید مأجور ہیں، شرعی اصولوں کے موافق ہیں اور قرآن وسنت سے متصادم بھی نہیں ہیں۔

[ایضاح الادلہ: ص ۲۱۵، ۲۱۴، ط: شیخ الہند اکیڈمی یوپی، مقدمۃ اعلاء السنن فوائد فی علوم الفقہ ص:۱۳، ط: ادارۃ القرآن کراتشی]

حاصل بحث:

مسائل شرعیہ فرعیہ میں کسی امام مجتہد کی تقلید کرنا امر مبغوض نہیں بلکہ فی زماننا امر لابد ہے اور ائمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ رحمۃ اللہ علیہم نے دین سے زائد کسی امر کو بیان نہیں کیا بلکہ شرعی اصولوں کے مطابق قرآن وسنت سے مسائل کے استخراج واستنباط کا عظیم فریضہ سرانجام دیا جو کہ رہتی دنیا تک قائم ودائم رہے گا۔ فجزاھم اللہ خیرا واحسن الجزاء کما یلیق بشانہ

اب اگر کوئی اپنی عاقبت کو برباد کرنے کے لئے ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم پر یا ان کے اتباع کرنے والوں پر سب وشتم یا لعن طعن کریگا تو وہ اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔

خدا کا کر خوف دل میں گلچیں لگا نہ بلبل کے گھر میں آتش
وہاں سے اس کے لگ اُٹھے گی ہر اک شجر اور حجر میں آتش

مفتی عصمت اللہ عصمہ اللہ

تقلیدِ شخصی کے متعلق ایک بڑی غلط فہمی||

تقلیدِ شخصی کے رد میں بالخصوص شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم رحمہا اللہ کے جن عبارات کو پیش کیا جاتا ہے، مثلاً:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح لکھتے ہیں:

"من قال: يجب إتباع إمام عينه فإن تاب وإلا قتل، ومن قال ينبغي اتباع فلان فإنه جاهل ضال"

(منهج سلف صالحين)

ترجمہ: جو شخص یہ کہے کہ فلاں پر خاص امام کی اتباع واجب ہے تو اس سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا (اگر وہ توبہ نہیں کرے گا) تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص کی اتباع کرنا بہتر ہے تو وہ جاہل و گمراہ ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وإما أن تقول قائل: إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان، فهذا لا يقوله مسلم"

(مجموع الفتاوی)

ترجمہ: اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ولا يجب على أحد من المسلمين تقليد شخص بعينه من العلماء فى كل ما يقول، ولا يجب على أحد من المسلمين التزام مذهب غير

الرسول الله صلى الله عليه وسلم فى كل ما يوجبه ويخبره۔

(مجموع الفتاوی)

ترجمہ: کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی شخص متعین کے مذہب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ جس چیز میں اسی کی پیروی شروع کر دے۔

اسی طرح حافظ ابن القیم رح قصیدہ نونیہ میں لکھتے ہیں:

والخوف كل الخوف فهوعلى الذى

ترك النصوص من أجل قول فلان

ترجمہ: جس شخص کے بارے میں بہت زیادہ ڈر ہے (عذاب کا، گمراہ ہونے کا) وہ ایسا شخص ہے، جو نصوص (دلائل قرآن وسنت) کو کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر 31 ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قد احتج العلماء بهذه الآيات فى ابطال التقليد ولم يمنعهم كفر أولنك من الاحتجاج بها، وإنما وقع التشبيه بين المقلدين بغير حجة للمقلد

(اعلام الموقعین)

ترجمہ: علماء نے ان آیات کے ساتھ ابطال تقلید پر استدلال کیا ہے۔ انھیں (ان آیات میں مذکورین کے) کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، کیونکہ تشبیہ کسی کے کفر یا ایمان کی وجہ سے نہیں ہے، تشبیہ تو مقلدین میں بغیر دلیل کے (اپنے) مقلد (امام، راہنما) کی بات ماننے میں ہے۔

بطور مشت نمونہ از خروارے یہ چند عبارات ہیں جن کو غیر مقلدین نے تقلید اور خصوصا تقلیدِ شخصی کے رد میں پیش کیا ہے اور پیش کرتے رہتے ہیں!

درج بالا عبارات کا اصل مفہوم ذکر کرنے سے پہلے تقلیدِ شخصی کی حقیقت پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے، بعد ازاں مذکورہ عبارات کے درست مفاہیم کی توضیح کی کوشش کریں گے۔

تقلیدِ شخصی کا مفہوم

تقلید شخصی میں " شخص " سے مراد " شخص حقیقی " یعنی معین امام یا عالم نہیں، بلکہ شخص سے مراد " شخص حکمی " یعنی خاص مکتب فکر کے علماء کی جماعت مراد ہے۔ اس لئے کہ چاروں مسالک میں سے کسی بھی مسلک میں کسی بھی مجتہد کے تمام اقوال مفتی بہ نہیں ہوتے، بلکہ انکے بہت سارے اقوال کو چھوڑ دیا گیا ہے، مثال کے طور پر زوجہ مفقود کے مسئلہ کے متعلق احناف نے اپنے ائمہ کا مذہب چھوڑ دیا ہے، اور تقسیم ہند سے پہلے کئی مسائل میں جن میں فقہ حنفی میں تنگی تھی، فقہ مالکی کے فتاوی کو لیا گیا، جو کہ الحلیۃ الناجزۃ کے نام سے شائع شدہ ہے۔ اور نیز زمانہ کی رفتار کے ساتھ جو نئے نئے مسائل پیش آرہے ہیں، ظاہر ہے کہ ان نئے مسائل کے متعلق ائمہ متقدمین سے کچھ منقول نہیں تو ان نئے مسائل کے تعلق سے ہم عصر علماء اپنے اجتہاد سے شرعی احکام بیان کر رہے ہیں۔

غیر مقلدین کا مغالطہ

غیر مقلدین یہاں یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ تقلیدِ شخصی میں " شخص " سے مراد شخص حقیقی کو قرار دیتے ہیں اور اسی معنی میں تمام مسالک کے فقہاء اور بالخصوص احناف پر الزام عائد کرتے ہیں کہ وہ اپنے امام کی اسی معنی میں تقلید کرتے ہیں یعنی اپنے امام کو مخصوص کر کے وہ ہر ہر مسئلہ میں انکے اقوال کو حجت اور حرفِ اخیر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ناانصافی اور جہالت پر مبنی خلاف واقعہ بات ہے، جس کا نفس الامر میں کوئی وجود نہیں، مسالک اربعہ سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ کسی بھی مسلک میں کسی بھی امام کے تمام اقوال مفتی بہ نہیں ہیں۔

اور پھر تمام ائمہ مجتہدین میں سے صرف امام صاحب رحمہ اللہ کو یہ مزیت وفضیلت حاصل ہے کہ فقہ حنفی محض انکی ذاتی رائے کا نام نہیں بلکہ امام صاحب رحمہ اللہ فقہاء ومحدثین پر مشتمل باقاعدہ علمی فقہی مجلس بٹھاتے، کئی دنوں تک مسائل پر بحث ہوتی، مسائل کی تنقیح ہوتی اور جس رائے پر سب متفق ہوتے تو امام ابو یوسف حسبِ ارشاد اسکو اصول میں درج فرماتے، یوں کئی ہزار مسائل پر مشتمل فقہی مسائل کا ایک مجموعہ تیار ہوا جو بعد میں فقہ حنفی کے نام سے موسوم ہوا، ایک قول کیمطابق امام صاحب سے منقول مسائل کی تعداد 5000 ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اس فقہی مجلس میں جن فقہاء ومحدثین کرام نے شرکت فرمائی تھی ان میں سے چند حضرات کے نام یہ ہیں:

امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ ابن المبارک---روی عنه الستة

الامام فضل بن عیاض العالم الربانی---روی عنه الستة

الامام وکیع بن الجراح----روی عنه الستة

الامام حفص بن غیاث---روی عنه الستة

الامام مالک بن مغول البجلی---روی عنه البخاری و مسلم

الامام ابویوسف بن خالد السمتی---

الامام مکی بن ابراهیم--روی عنه البخاری

الامام ابو عصمة نوح بن ابی مریم---روی عنه ابن ماجة

الامام زهیر بن معاویه--روی عنه ابوداؤد، النسائی، ابن ماجة

الامام قاسم بن معین---روی عنه اصحاب السنن

الامام حسن بن زیاد اللؤلؤی

الامام ابویوسف بن ابراهیم الحافظ الحجة

شریک بن عبداللہ الکوفی--روی عنه مسلم و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجة

الامام عافیة بن یزید القاضی---روی عنه النسائی

الامام مندل بن علی---روی عنه ابوداؤد و ابن ماجة

الامام داؤد بن نصیر الطائی

الامام یحییٰ بن سعید القطان البصری--روی عنه الستة

الامام زفر بن هذیل

الامام یحییٰ بن زکریا الهمدانی الکوفی

الامام محمد بن الحسن الشیبانی--الامام الجلیل المجتهد

الامام نصر بن عبدالکریم

الامام اسد بن عمر البجلی---روی عنه ابن ماجة

الامام مسهر القرشی---روی عنه الستة

الامام حماد بن ابی حنیفة

الامام عبدالله بن ادریس الکوفی---روی عنه الستة

الامام فضل بن موسی السینانی

الامام هشام بن یوسف--روی عنه البخاری و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجة و الترمذی

الامام حبان بن علی---روی عنه ابن ماجة

الامام عمرو بن میمون البلخی---روی عنه الترمذی

الامام علی بن ظبیان---روی عنه ابن ماجة

الامام ابو محمد نوح بن دراج النخعی---روی عنه ابن ماجة

الامام شعیب بن اسحاق الدمشقی--روی عنه البخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجة

الامام ابو عمرو حفص بن عبدالرحمان البلخی--روی عنه ابوداؤد و النسائی

الامام ابو المطیع حکم بن عبدالله

الامام خالد بن سلیمان البلخی

الامام عبدالحمید بن عبدالرحمان الکوفی---روی عنه الحمسة

الامام هشیم بن بشیر السلمی الواسطی

الامام هیاج بن بسطام

الامام ابو عاصم النبیل ضحاک بن مخلد البصری--روی عنه الستة

الامام حماد بن دلیل القاضی

(بحواله مقدمة الهداية/ مكتبة البشرى)

غیر مقلدین کا تقلید شخصی کا ارتکاب

تقلیدِ شخصی کے جس معنی میں مسالک اربعہ کے فقہاء قائل و عامل ہیں، اسی معنی میں غیر مقلدین بھی قائل و عامل ہیں۔ غیر مقلدین بھی ہر ہر مسئلہ میں ایک مخصوص جماعت (جماعتِ محدثین) کے اقوال کو لیتے ہیں اور انکے علاوہ بہت سے فقہاء کے اقوال کو وہ مختلف بہانوں کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور یہی تو تقلیدِ شخصی ہے!!!۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ کسی مسلک کے علماء اگر سو فقہاء کی جماعت کو خاص کر کے انکی تقلید کرتے ہیں تو غیر مقلد دو سو محدثین کو خاص کر کے انکی تقلید کرتے ہیں!!

تقلید شخصی کا وجوب عقلی بھی ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں، کوئی جتنا بھی کوشش کر لے تو وہ تقلیدِ شخصی سے کس طرح بھی خود کو نہیں چھڑوا سکتا، اس لئے جن غیر مقلدین نے اس حقیقت کو سمجھا ہے تو وہ اب خود کو بجائے غیر مقلد کے حنبلی کہتے اور لکھتے ہیں۔ اور باقاعدہ وہ فقہ حنبلی پر اعتماد کرنے لگے ہیں۔

آمدم برسر مطلب!

اس ساری تفصیل کو مد نظر رکھ کر اب سمجھیئے کہ درج بالا اور ان جیسے تمام عبارات میں تقلید شخصی بمعنی اول کی مذمت بیان کی گئی ہے، یعنی کسی شخص کا کسی امام یا عالم کو اس طور پر مخصوص و متعین کر لینا کہ ہر ہر مسئلہ میں اس کی پیروی کی جائے اور دین کے حوالہ سے وہ جو کچھ بھی کہے گا تو وہ بہر حال قابل عمل ہو گا۔ یہ غلط اور سراسر گمراہی ہے، جس کا چاروں فقہی مسالک میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔

چنانچہ ایسی تقلید کی مذمت صرف ابن تیمیہ و ابن القیم رحمہما اللہ نے نہیں بلکہ تمام فقہاء نے فرمائی ہے، اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے بڑی صراحت کے ساتھ اپنی ایسی تقلید کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«اذا قلت قولا يخالف كتاب الله وخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتركوا قولى»

(ايقاظ هممهم أولى الابصار)

ترجمہ: جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو کہ کتاب اللہ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دو۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إنما بشر أخطئ وأصيب، فانظروا فى رأيي فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوه، وكل ما يخالف الكتاب والسنة فاتركوه۔(الجامع لابن عبدالبر)

ترجمہ: بے شک میں ایک بشر ہوں، میری بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی۔ پس تم میری رائے میں غور کرو۔ اگر تمھیں کتاب وسنت کے موافق لگے تو اسے لے لو، اور اگر کتاب و سنت کے مخالف ہو تو اسے چھوڑ دو۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كل ما قلت وكان عن النبى صلى الله عليه وسلم خلاف قولى مما يصح فحديث النبى صلى الله عليه وسلم أولى، ولا تقلدوني۔(آداب الشافعي و مناقبه لا بن أبي حاتم)

ترجمہ: میری کوئی بھی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے خلاف ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث زیادہ لائق اتباع ہے۔ پس تم میری تقلید نہ کرنا۔

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ

قرآن کریم سے تقلید کا ثبوت

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقلید کے ثبوت کے لیے قرآنی دلائل کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کے مطابق تقلید کی جواز اور شرعی حیثیت واضح کرتے ہیں ان شاء اللہ تعالی۔

دلیل اول: سورۃ النساء، آیت ۵۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور تمہارے درمیان اولی الامر کی اطاعت کرو۔ اگر تم کسی معاملے میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ سب سے بہتر اور خوبصورت طریقہ ہے۔

استدلال:

اس آیت میں لفظ "اطیعوا" صیغہ امر میں آیا ہے، جو اطاعت اور اتباع کی وجوب کی دلیل ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب کوئی غیر واضح مسئلہ ہو، تو اس کا رجوع اولی الامر یعنی مجتہدین اور فقیہ حضرات کی طرف کیا جائے۔ اس طرح قرآن مجید تقلید کی شرعی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔

قاعدہ: جمع کی نسبت جب جمع کی طرف آتا ہے وہاں اس کی تقسیم آحاد ہی کی ہوگی (یہی قاعدہ اصول کی کتابوں میں تو ہے ہی امین اللہ پشاوری صاحب نے بھی (الحق الصریح ج1 ص72و125) وغیرہ میں بھی کیا ہے)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ"

یہاں لفظ "فاغسلوا" جمع میں اور "وجوھکم" بھی جمع میں ہے، جس کا مطلب یہ نہیں ہر ہر شخص سب کے لیے غسل کرے، بلکہ ہر شخص اپنے حصے پر عمل کرے۔ اسی طرح آس آیت میں بھی "اطیعوا" اور "اولی الامر "کا صیغہ جمع آیا ہے، اور جمع کی نسبت جب جمع کی طرف آجائے تو وہاں معنی آحاد کی لے جائیگی۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ تقلید شخصی ہر شخص پر لازم ہے۔

اولی الامر: مجتہدین اور فقیہ حضرات:

قرآن کریم کی وضاحت کے مطابق:

"وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ"(النساء:۸۳)

اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اولی الامر وہ لوگ ہیں جو مسائل کا استنباط کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، یعنی مجتہدین اور فقیہ حضرات۔

دلیل دوم: روایات صحابہؓ و تابعینؒ:

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے منقول ہے کہ اولی الامر سے مراد فقیہ اور علماء ہیں۔

امام حاکمؒ لکھتے ہیں:

"أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" کا مطلب ہے: اولی الفقه والخیر۔

(المستدرک علی الصحیحین: ۱/۱۲۳)

امام ابو بکر جصاص الرازیؒ لکھتے ہیں:

صحابہؓ و تابعینؒ نے فرمایا: اولی الامر سے مراد علم و فقہ والے ہیں۔

(احکام القرآن: ۲/۲۱۰)

فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں:

"لا نزاع أنّ جماعة من الصحابة والتابعين حملوا قوله: و أولي الأمر منكم على العلماء"

یعنی صحابہ و تابعین کا اتفاق ہے کہ اولی الامر سے مراد علماو مجتہدین ہیں۔

نتیجہ:

قرآن کریم اور روایات صحابہ و تابعین کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ:

1. تقلید کی شرعی وجوب قرآن اور سنت سے ثابت ہے۔
2. "**اطیعوا الله واطیعوا الرسول و اولی الامر**" آیت میں اولی الامر سے مراد مجتہدین وفقیہ حضرات ہیں۔
3. تقلید ہر مسلمان پر شخصی طور پر لازم ہے اور یہ اطاعت کے معنی میں آتی ہے۔
4. صحابہ و تابعین کے اجماع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقلید کا عمل شرعی طور پر جائز اور لازم ہے۔

غیر مقلدین کے گھر سے حوالہ جات

غیر مقلدین کے گھر سے اب چند الزامی حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے بھی اولوا الامر سے مراد فقہاء کرام لئے ہیں:

1. امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ابن عباسؓ کے نزدیک اولی الامر سے مراد اہل فقہ اور دین ہیں۔ مجاہد، عطاء، حسن بصری اور دیگر کے نزدیک دین سے مراد علماہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے مراد تمام اہل حل و عقد، امراء اور علماء ہیں کیونکہ علماء اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے بیان کنندہ ہیں، لیکن شارع نہیں۔ سلف کے زمانے میں اکثر والیان علماء یافقہاء ہی ہوتے تھے۔"

(تفسیر حکمۃ القرآن، ج۴، ص۸)

2. صبغۃ اللہ شیرانی محمدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اولی الامر یعنی مسلمان حکمران یا اہل علم..."

(اقامۃ المیزان، ص۳۱)

3. حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اولی الامر سے مراد بعض کے نزدیک امراء وحکام اور بعض کے نزدیک علماء وفقہاء ہیں۔ دونوں کی مراد ممکن ہے۔"

(تفسیر احسن البیان، ص ۲۴۵)

قاعدہ: تفسیر صحابی

امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

"تفسیر الصحابی عندھما مسند"

یعنی صحابی کی تفسیر معتبر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بھی یہی فرماتے ہیں:

"تفسیر الصحابی عندھما مسند"

(العجاب فی بیان الاسباب، ج ۱، ص ۱۰۱)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ولذا جزم الحاکم بأن التفسیر الصحابی مطلقا فی حکم المرفوع"

(مقدّمہ: فتح البیان فی مقاصد القرآن)

"الحاکم نے جزم کیا کہ صحابی کی تفسیر مطلقاً مرفوع (یعنی قطعی) ہے۔"

اس قاعدے کے مطابق، خود غیر مقلدین بھی بیان کرتے ہیں کہ آیت میں اولی الامر سے مراد فقہاء و مجتہدین ہیں۔

الفاظ اور اصطلاحات کا واضح فرق

لفظ عالم سے مراد مجتہد کامل ہے۔

امام رازیؒ کے مطابق:

اطیعوا اللہ سے مراد قرآن، **اطیعوا الرسول** سے مراد سنت، **واولی الامر** سے مراد اجماع، **فان تنازعتم** سے مراد قیاس۔ **(تفسیر الجمل علی الجمالین، تحت ھذہ الآیة)**

غیر مقلدین کے اعتراضات کی وضاحت

اعتراض: "آیت میں شخصی تقلید کا ذکر نہیں"

جواب: جب جمع کی نسبت جمع کی طرف ہو تو تقسیم افراد پر واجب ہے۔ یہاں تقلید شخص کا استدلال بالکل صحیح ہے۔

اعتراض: "آیت میں تین ہستیوں کا ذکر ہے (اللہ، رسول ﷺ، اولی الامر)" تو اللہ ورسول کے لئے تو تقلید و اتباع کو فرض جبکہ مجتہد کی واجب قرار دیتے ہیں یہ فرق کیوں؟

جواب: اثبات مختلف درجوں سے ہے؛ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ ہے اور فرض، اولی الامر کی اطاعت قطعی الثبوت اگرچہ۔ ہے لیکن قطعی الدلالہ نہیں تو اسلئے واجب ہے۔

اعتراض: "اطاعت سے تقلید کیسے ثابت؟"

جواب: تقلید اور اطاعت مترادف ہیں، اور مفسرین نے اسی معانی میں استعمال کیا ہے۔

خطاب کی نوعیت

آیت میں "فان تنازعتم" کے بعد خطاب خصوصی ہے، مجتہدین کے لیے، نہ کہ عوام کے لیے۔

شیخ سلیمان الجمل رحؒ فرماتے ہیں:

> خطاب مستقل اور مجتہدین کے لیے ہے، عوام کو اجازت نہیں کہ مجتہد کے حکم میں اختلاف کریں۔
>
> **(تفسیر الجمل علی الجمالین)**

امام رازی الجصاص رحؒ فرماتے ہیں:

> یہ خطاب عوام کے لیے نہیں، بلکہ مجتہدین کے لیے ہے تاکہ اختلاف کی صورت میں قرآن و سنت کی طرف رجوع کریں۔
>
> (احکام القرآن)

نواب صدیق حسن خان بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ خطاب مستقل مجتہدین کے لیے متوجہ ہے، عوام اس میں داخل نہیں۔

(فتح البیان)

نتیجہ:

1. غیر مقلدین نے خود حوالہ جات سے اولی الامر = مجتہدین و فقہاء کو ثابت کیا۔

2. تقلید اور اتباع کے درمیان لغوی اور اصطلاحی مترادف تعلق ہے۔

3. خطاب "فان تنازعتم" عوام کے لیے نہیں، بلکہ مجتہدین کے لیے ہے۔

4. عوام کے لیے تقلید ہر صورت میں واجب ہے، اور اختلاف کی صورت میں مجتہدین کی طرف رجوع لازمی ہے۔

مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ

تقلید کا ثبوت غیر مقلدین سے

تقلید کی عام فہم تعریف یہ ہے: قرآن وسنت پر ائمہ کرام کی تشریحات کے مطابق عمل کرنا تقلید ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امر تسری نے تقلید کی پانچ تعریفیں نقل کرنے کے بعد آخر میں لکھا:

”ان سب تعریفات کا مفہوم مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے یوں ادا کیا ہے: تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حُسنِ ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا“

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/ ۲۶۰)

اہلِ حدیث کہلانے والے لوگ عموماً تقلید کا انکار کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ تقلید سے اپنا پلہ چھڑا نہیں سکے۔ اس کی تفصیل تو میری کتابوں: ”زبیر علی زئی کا تعاقب“... اور... ”غیر مقلد ہو کر تقلید ہو کر کیوں؟“ میں دیکھیں تاہم دو چار حوالے یہاں بھی درج کر دیتا ہوں۔

مولانا حماد الحق نعیم صاحب غیر مقلد نے الاعتصام کا اداریہ لکھا اور اس کا عنوان ”قابلِ تقلید“ قائم کیا ہے۔ اس کے تحت اہلِ حدیث کے طرز عمل کو لائق اتباع کہا ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۶ صفر ۱۴۴۰ھ صفحہ ۳)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عوام میں ایمان تو عصر نبوت ہی سے تقلیدی چلا آرہا ہے۔“

(ابقاء المنن صفحہ ۶۳)

نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

”عامی اور مقلد جاہل جو قرآن وحدیث کے دلائل نہ جاننے کی بنا پر کتاب وسنت پر براہِ راست عمل نہیں کر سکتا اور کتب فقہ سے بھی منتفع نہیں ہو سکتا، اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ مسائل میں قول غیر کو قبول کرے۔ یاد رہے محقق علماء نے اگرچہ ایسے انسان

کے لیے اس کی جہالت کی وجہ سے تقلید کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی خاص مذہب کی اس انداز میں تقلید نہ شروع کر دے کہ دوسرے مذاہب سے وابستہ علماء کی بات کو غلط سمجھے۔

(ابقاء المنن صفحہ ۶۴،۶۳)

نواب صاحب نے اگرچہ خاص مذہب کی مشروط تقلید کہ دوسرے مذاہب والوں کو غلط سمجھنے لگے کو تسلیم نہیں کیا تاہم مطلق تقلید کو جائز قرار دیا ہے۔

کسی صاحب نے کہا کہ اہلِ حدیث تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں۔ اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار مولانا واصل واسطی صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"اہل حدیث لوگ ہر تقلید کو شرک نہیں کہتے، بلکہ اس کی بعض صورتوں کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہم ذیل میں اپنے اکابر کی چند عبارات پیش کرتے ہیں اور احباب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ غور و تامل سے اس پر نظر فرمائیں گے۔"

(عقیدۂ سلف پر اعتراضات کا علمی جائزہ:۲۷)

اس کے بعد انہوں نے اپنے تین اکابر: نواب صدیق حسن خان (ابقاء المنن: ۶۳)، میاں نذیر حسین دہلوی (معیار الحق: ۸۰) اور مولانا محمد گوندلوی صاحب (الاصلاح ۱/۱۵۹) کی عبارتیں پیش کر کے لکھا:

"اب جب تین بڑے مشائخ اور بزرگوں کی عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ اہلِ حدیث ہر تقلید شخصی کو شرک اور ہر تقلید کو حرام نہیں کہتے تو ہم کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ اہلِ حدیث کا دعویٰ ہے کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید شخصی شرک ہے، ان پر افتراء محض ہے جس پر کم از کم استغفار کا ورد ضرور کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ روز قیامت باعث شرمندگی بن جائے"

(عقیدۂ سلف پر اعتراضات کا علمی جائزہ:۲۹)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار اب اپنے آپ کو اعلانیہ "تقلیدی" کہہ کر تقلید کے انکار کی نسبت کو افتراء قرار دے رہے ہیں۔

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ اہلِ حدیث کہلانے والوں میں تقلید کی وجہ سے فرقے بھی بن گئے ہیں۔

چنانچہ حکیم خالد سیف اللہ محمدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث پہلے بھی کئی فرقوں میں تقسیم ہیں۔ امامیہ ، غیر امامیہ۔ جھنڈوی، غیر جھنڈوی۔ مرکزی، غیر مرکزی۔ جہادی، غیر جہادی۔ روپڑی، غزنوی، ثنائی۔ اب دعائی اور غیر دعائی بھی قائم ہو گئے ہیں"

(فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی اہمیت صفحہ ۵)

حکیم صاحب آگے لکھتے ہیں:

"اب اہلِ حدیث بھی اپنے قریبی اور مانوس علماء کی بات کو فوقیت دے کر دراصل تقلید کے پھندے میں پھنس کر کئی فرقوں میں تقسیم ہو کر باہمی لڑائی جھگڑا اور دوسرے اہلِ حدیث کو بدعتی کہنے کا مفتی اور مبلغ بن بیٹھا ہے"

(فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی اہمیت صفحہ ۵)

بندہ کا مستقبل میں ایک ایسی کتاب مزید لکھنے کا ارادہ ہے جس میں تقلید کی حمایت میں غیر مقلدین کی عبارات کو یک جا جمع کیا جائے گا ان شاء اللہ۔

مفتی مفتی محمد نعیم بزاز صاحب عفی عنہ خادم التدریس ورفیق دار الافتاء جامعہ فیض الغفور ومبارک محمدی کراچی

نہ میں امام نہ میں مقتدی

غیر مقلدیت کی حقیقت میں غور کر کے یہ عنوان قائم کیا گیا ہے کیونکہ غیر مقلد کی حیثیت نہ امام کی ہے اور نہ مقتدی کی تقلید کی مختصر اور جامع تعریف ہے کہ ناواقف آدمی کا کسی جاننے والے پر اعتماد کر کے اس کے قول یا فعل پر عمل کرنا اور دلیل کا مطالبہ نہ کرنا تقلید کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قرآن وسنت سے جو مختلف المعانی احکام ثابت ہو رہے ہیں ان میں سے کوئی ایک معنی متعین کرنے کے لیے اپنی رائے استعمال نہ کرنا بلکہ سلف صالحین مجتہدین کی رائے اور فہم پر اعتماد کرنا واضح رہے کہ تقلید صرف ان مسائل اور احکام میں کی جاتی ہے جن کے بارے میں قرآن وسنت میں کوئی واضح حکم موجود نہیں ہوتا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی رائے کی تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہوتی تھی اسی طرح شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور ہر علاقے میں ایک ہی صحابی کی تقلید ہوتی تھی.ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من النواحى

(الانصاف ص 3)

یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کسی فرد بشر پر مخفی نہیں کہ غیر مقلد بھی کسی نہ کسی درجہ میں تقلید کرتا ہے اس لیے کہ امام نوویؒ نے شرح مہذب میں فرمایا ہے کہ ۳۰۰ صدی ہجری کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے اب اتباع کرنا اپنے سے گزشتہ حضرات کی ہر ایک پر لازم ہو چکی ہے اس کے بغیر منزل مقصود ومطلوب تک رسائی ممکن نہیں تقلید قرآن وحدیث اجماع امت سے ثابت ہے اس کا انکار صرف عنادی کر سکتا ہے سنجیدہ طبقہ ہرگز نہیں اس لئے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں کرتے ہو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کرو جواباً عرض ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب حضرات اللہ و رسول کی اطاعت میں ہم سے بہت آگے تھے ان کا تقوی ورع للّٰہیت اخلاص امانتداری دیانتداری اخلاق حمیدہ اوصاف جمیلہ کا غیر بھی قائل تھا اس لیے ہمیں یقین ہے کہ یہ حضرات اللہ ورسول کی مراد ہمیں ٹھیک بتائینگے پھر ہمارا ان کی پیروی کرنا ایک وسیلہ کے درجہ میں ہے مجتہد کی حیثیت شارح کی ہوتی ہے حقیقت میں تو اللہ

ورسول کے اوامر کا امتثال ہے، فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اب اگر کوئی یہ کہے کہ سجدہ تو اللہ کو کرنا ہوتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو کیوں کیا۔ اعتراض بے جا ہے اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام ایک ذریعہ تھے حکم تو اللہ کا تھا اس لیے حقیقت میں سجدہ اللہ کو ہی ہوا۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید راہ نجات ہے ایک وقت میں چاروں ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید مشکل ہے اس کو اس طرح سمجھئے کہ ایک علاقہ میں چار مساجد ہیں اب اگر ایک ہی مسجد میں چار رکعات عصر پڑھی گئی تو نماز درست کہلائے گی لیکن اگر چاروں مساجد میں سے ہر ایک مسجد میں ایک ایک رکعت عصر کی پڑھی گئی تو کوئی بھی اس نماز کو درست نہیں کہے گا معلوم ہوا کہ ایک وقت میں ایک امام کے پیچھے چار رکعات پڑھنا اور ایک وقت میں ایک امام کی تقلید ضروری ہے۔ قرآن کریم میں ہے

لو کنانسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (سورة الملك)

ترجمہ: اگر ہم سن لیتے یا سمجھ لیتے تو ہم جہنم والوں میں سے نہ ہوتے

مفسرین نے نسمع سے تقلید اور نعقل سے اجتہاد مراد لیا ہے اب جو لوگ نہ تقلید کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں اجتہاد کی صلاحیت ہے ان کو غور کرنا چاہیئے۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے اسی پر اجماع امت ہے قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی معرفت کی طرف رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے عوام پر لازم ہے کہ وہ فقہاء کرام کی تقلید کریں۔

وعن ابی یوسف ان علی العامي الاقتدأ باالفقهاء لعدم الاهتدأ فی حقه الی معرفة الاحاديث

(الهداية١/٢٤٤)

مطلق اجتہاد مطلق تقلید ضروریات دین میں سے ہے اس کا انکار کفر کو مستلزم ہے اور ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید فی زماننا واجب ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کرنا بدعت نری حماقت ضلالت و گمراہی ہے۔

وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الاربعه الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة في

ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار.

(بحوالہ فقہ حنفی کی امتیازی شان؛ تفسیر مظہری ۶۴/۲)

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مرزائی بننے والے لوگ پہلے غیر مقلد تھے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرزائی قادیانی مولوی محمد حسین بٹالوی کا کلاس فیلو تھا وہ اس کی بڑی عزت کرتے تھے ان کا رسالہ اشاعۃ السنہ ہر پڑھے لکھے غیر مقلد کے پاس جاتا تھا۔ مولوی محمد حسین کی علمی لیاقت و استعداد کا عالم یہ تھا کہ غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کی کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ ائمہ اربعہ صحابہ و تابعین کے تلامذہ ہیں ان حضرات سے خطا ممکن ہے۔ انبیا کرام علیہم السلام کی طرح معصوم عن الخطا نہیں. حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔

كل مجتهد يخطئ ويصيب اذا اصاب فله اجران واذا اخطأ فله اجر واحد . سوا قول رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه مؤيد باالوحى

خیال ہے کہ اس موضوع پر گراں قدر خدمات مناظر اسلام وکیل احناف مسلم مناظر حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔ نو وارد باذوق احباب حضرتؒ کی کتب کا ضرور مطالعہ کریں حضرتؒ کے بارے میں استاد محترم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس مفتی محمد زرولی خان نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے:

”مولانا امین میدان مناظرہ کے امام و مجتہد اور شہوار اور دین اسلام کے اعجاز کا ایک مظہر تھے۔“

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ

مدعیان اہلِ حدیث مذموم تقلید کی دلدل میں

قرآن وحدیث کے خلاف تقلید کرنا

مولانا عبد الحق غزنوی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں:

”ناسخ ومنسوخ، تقدیر، معجزات، کرامات، صفات باری، دیدار الٰہی، میزان، عذاب قبر، عرش، لوح محفوظ، دابۃ الارض، طلوع الشمس از مغرب وغیرہ وغیرہ جو اہل سنت میں مسائل اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیات قرآنیہ ان پر شاہد ہیں اور علماء اہل سنت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفاسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے انہوں نے ان سب آیتوں کو بتقلید کفرۂ یونان وفرقہ ضالہ معتزلہ وقدریہ وجہمیہ خذلهم الله محرف ومبدل کر کے سبیل مومنین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ویتبع غير سبيل المومنين نوله ماتولى و نصله جهنم وسآء ت مصيرا کا مصداق بنایا۔“

(الاربعین صفحہ ۵ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

غزنوی صاحب نے امرتسری صاحب کے متعلق یہ بھی لکھا ہے:

”تفسیر نبوی جس سے دیدار الٰہی اور مذہب اہل سنت وجماعت ثابت ہوتا تھا، چھوڑ کر جہمیہ ومعتزلہ وغیرہ منکرین دیدار الٰہی کا مقلد ہو گیا۔“

(الاربعین صفحہ ۱۶)

غزنوی صاحب ان کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

”افسوس ہے برخلاف آیات کریمہ واجماع ائمہ کے جابجا اپنی تفسیر میں عرش کی تفسیر بیقلید قفال حکومت اور بادشاہت کے ساتھ کرتا ہے، اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ عرش کے انکار سے تو کفر تک نوبت پہنچتی ہے۔“

(الاربعین صفحہ ۱۷)

آگے پڑھیے، لکھتے ہیں:

”آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اہل سلام کو چھوڑ کر قفال کا مقلد بن کر عرش سے انکاری ہو۔ا“

(الاربعین صفحہ ۱۸)

یہ بھی پڑھیے:

”چوں کہ مصنف تفسیر ثنائی کے نیچر کے خلاف ہے لہذا صریح حدیث سے خلاف کیا اور اس تفسیر سے ابو علی جبائی معتزلی کا مقلد ہوا۔“

(الاربعین صفحہ ۱۹)

پڑھتے جایئے:

”مصنف تفسیر ثنائی نے بہ تقلید فرقہ ضالہ معتزلہ بر خلاف تفسیر نبوی وہ معنی کیا ہے جس سے عذاب قبر اور سوال نکیر و منکر ثبوت تک نہ پہنچے۔“

(الاربعین صفحہ ۲۰)

وکیل اہل حدیث کہلائے جانے والے مصنف مولانا محمد حسین بٹالوی نے امر تسری صاحب کے متعلق لکھا:

”احادیث صحیحہ نبویہ مفسرہ قرآن کو چھوڑ کر بہ تقلید معتزلہ و نیچر یہ قرآن کی تفسیر رائے سے کرتا ہے“۔

(الاربعین صفحہ ۴۴)

مولانا عبد المنان نور پوری لکھتے ہیں:

”بعض اوقات اہلِ حدیث بھی تقلید کی دعوت دینا شروع کر دیتے ہیں کوئی مسئلہ بیان کیا جائے، قرآن کی آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا جائے تو کہا جاتا ہے فلاں صاحب نے یہ فتوی دیا ہے، کیا یہ تقلید نہیں؟ دوسروں کے متعلق تو تقلید کا مسئلہ پوچھتا ہے اور خود وہ تقلید کر رہا ہے۔“

(مقالات نور پوری صفحہ ۱۵۸)

مولانا عبد القادر حصاری نے جماعت غرباء اہلِ حدیث کے "امام" عبد الوہاب کے باطل عقیدہ اور ان کی تقلید کرنے والے اہلِ حدیثوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

"یہ خلاصہ ہے ان کے اس اصول اور عقیدہ کا جو سراسر باطل اور نقل و عقل کے بالکل خلاف ہے بلکہ یہ تقلید اور یہ عقیدہ تمام مقلدین کے اصول اور عقیدہ سے بھی بدترین ہے۔"

(اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۲۱۵)

امام اہلِ حدیث وحید الزمان لکھتے ہیں:

وکذلک لا باس بتتبع الرخص ...واختیار قول اهل المدینة فی الغناء واختیار قول اهل الکوفة فی النبیذواختیار قول اهل مکة فی المتعة اذاجتهد وعرف ان الحق معهم او قلد احدامنهم و منع الشیخ ابن القیم عنه تحکم بحت لا دلیل علیه ۔"

اور اسی طرح رخصتیں (سہولیات) تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں یعنی گانے کے جواز میں اہل مدنیہ کا قول اختیار کرنے میں، نبیذ میں اہل کوفہ کا قول اختیار کرنے میں اور متعہ کے جواز میں اہل مکہ کا قول اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ اجتہاد کرے اور جان لے کہ حق ان کے ساتھ ہے یا ان میں سے کسی کی تقلید کرلے اور شیخ ابن قیم کا اس سے منع کرنا محض سینہ زوری ہے اس کے منع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

(هدیة المهدی جلد ا صفحہ ۱۱۲)

وحید الزمان صاحب دوسری صورت لکھ رہے ہیں کہ کوئی شخص گانا اور متعہ کو جائز قرار دینے والوں کی تقلید کرلے تو ان کی تقلید میں اس کے لیے گانا سننا اور متعہ کرنا جائز ہو گا۔

گانا اور متعہ از روئے حدیث ممنوع ہیں اس کے باوجود امام اہلِ حدیث وحید الزمان کا سہولیات کے حصول کے لیے ان کو کسی کی تقلید کی وجہ سے جائز قرار دینا تقلید محمود ہے یا مذموم ؟اس کا فیصلہ مدعیان اہلِ حدیث کریں۔

مدعیان اہل حدیث کا نااہل اور گمراہوں کی تقلید

وکیل اہل حدیث مولانا محمد حسین بٹالوی نے اہل سنت اور اہلِ حدیث کی تقلید میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھا:

”ایسے اندھا دھند احادیث پر عمل کرنے والے محققوں اور مذاہب مشہورہ کے مقلدوں میں سر مو فرق نہیں ہے ہاں یہ فرق ہے کہ وہ ائمہ مجتہدین مسلم الاجتھاد کے مقلد ہیں اور یہ غیر مجتہدین کے مقلد۔ یہ مقلد نام کے محقق جیسے احادیث غیر صحیحہ کے تسلیم میں بے ضبطی کر رہے ہیں ویسے ہی احادیث صحیحہ وحسنہ لائق عمل کو رد کرنے میں بے ضبط ہو رہے ہیں۔“

(اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ بحوالہ تجلیات صفدر جلد ۳ صفحہ ۳۱۳)

مولانا رسول خاں بنگلوری فرماتے ہیں:

”افسوس صد افسوس ان حضرات علماء پر ہے جو ہلِ حدیث کے علماء کہلا کر ایک خود پسند کے مقلد بن گئے ہیں افسوس کہ آج کل ائمہ دین کی تقلید سے تو وحشت و نفرت ہو رہی ہے اور گمراہوں کی تقلید اختیار کی ہے۔“

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۴۱)

وکیل اہلِ حدیث محمد حسین بٹالوی نے مولانا ثناء اللہ امر تسری کے متعلق لکھا:

”وہ ابو مسلم جاحظ معتزلی کا مقلد ہے“

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۱)

بٹالوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

”مولوی ثناء اللہ...... معتزلہ اور ان کے دام افتادہ متکلمین مفسرین کا مقلد و پیرو ہے۔“

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۲)

مولانا عبد الحق غزنوی نے مولانا ثناء اللہ امر تسری کے متعلق لکھا:

”چوں کہ تفاسیر اہل اسلام کے مطابق تفسیر کرنے سے ناسخ و منسوخ کا مسئلہ ثابت ہوتا تھا اس واسطے اہل سنت کی تفاسیر کو چھوڑ کر ابو مسلم اصفہانی معتزلی کا مقلد بنا“۔

(الاربعین صفحہ ۸ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول)

غزنوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

"افسوس ہے کہ اس مولوی فاضل نے تمام تفاسیر مسلمہ اہل اسلام کو چھوڑ کر ایک معتزلی ملحد مزاج آدمی کا مقلد بن کر اپنی تفسیر میں اکثر اس کے اقوال کو اختیار کیا ہے۔"

(الاربعین صفحہ ۸)

غزنوی صاحب مزید انکشاف فرماتے ہیں:

"مصنف تفسیر ثنائی نے برخلاف تمام تفاسیر اہل سنت و جماعت کے ابو مسلم اصفہانی معتزلی کی تقلید کر کے عقدت ایمانکم سے خاوند اور بیوی مرادلی ہے۔"

(اربعین صفحہ ۱۱)

آگے پڑھیئے، غزنوی صاحب لکھتے ہیں:

"اہل سنت کی تفاسیر چھوڑ کر ابو مسلم اصفہانی معتزلی کا مقلد بنا۔"

(الاربعین صفحہ ۱۱)

غزنوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

"مصنف تفسیر ثنائی نے تمام اہل سنت کو چھوڑ کر ابو مسلم اصفہانی ملحد مزاج معتزلی کے قول کی تقلید اختیار کی ہے"۔

(الاربعین صفحہ ۱۵)

غزنوی صاحب نے ان کے متعلق یہ بھی لکھا ہے:

"فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے۔"

(الاربعین صفحہ ۵)

بہت سے اہلِ حدیث کہلائے جانے والے حضرات ہیں جو گمراہوں کی تقلید کرنے والے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مقلد ہیں دیکھئے!، اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۵۴۔۶۵۔۷۰۔۷۱۔۷۲۔۷۷۔۸۸۔۹۳۔۹۵ وغیرہ۔ اختصار کے پیش نظر ہم نے صفحات نمبر درج کر دیئے ہیں، بطور نمونہ ایک اقتباس بھی نقل کرتے ہیں:

وکیل اہلِ حدیث محمد حسین بٹالوی نے مولانا عبد العزیز رحیم آبادی کے متعلق لکھا:

"وہ ثناء اللہ کے دھوکہ میں آکر اس کی تقلید سے بعض غلط باتوں کو بھی صحیح سمجھ کر اس مصرعہ کے مصداق ہو رہے ہیں فعین الرضا من کل عیب کلیلۃ۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۲۳ صفحہ ۶۵)

قیام حجت کے بعد تقلید پہ قائم رہنا

اہلِ حدیثوں میں یہ تقلید اختیار کرنے والے بھی پائے جاتے ہیں مثلاً۔

اوپر آپ اہلِ حدیث ہی کی زبانی پڑھ چکے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری گمراہ فرقوں اور لوگوں کے مقلد رہے، علمائے وقت نے انہیں سمجھانے کے لئے متعدد کتب اربعین، فیصلہ مکہ، فیصلہ حجازیہ، فتنہ ثنائیہ وغیرہ لکھیں مگر وہ اسی تقلیدی روش پر ڈٹے رہے۔

مولانا عبد المجید سوہدری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بہر حال اگر علماء (سمجھانے پر) بضد تھے تو مرحوم (امرتسری) بھی کسی صورت جھکنے پر آمادہ نہ ہوئے۔"

(سیرۃ ثنائی صفحہ ۴۵۱)

غربائے اہلِ حدیث والے اپنے امتیازی مسائل میں اپنے علماء کے مقلد ہیں ان میں سے کئی مسائل ایسے ہیں کہ علماء کرام نے از روئے دلائل ان مسائل کا غلط ہونا ثابت کر دیا ہے مگر وہ انہی پہ اڑے ہوئے ہیں کیوں کہ ان کے نزدیک جن کی وہ تقلید کرتے ہیں شارع ہیں یا مثلِ معصوم ہیں۔

مدعیان اہلِ حدیث کے "حجۃ الاسلام" مولانا محمد گوندلوی لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث میں امامت دہلویہ ہے، اب اس نے آہستہ آہستہ تقلید کی صورت اختیار کرلی ہے جس سے اہلِ حدیث ہمیشہ منع کرتے آئے ہیں، ان کے معتقدین سوائے اپنے امام کے کسی مسئلہ میں دوسرے عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے کو تیار نہیں، انہوں نے اپنے امام کو شارع سمجھ لیا ہے اس امامت کے خیال کو اتنا درجہ دیا ہے کہ اس وجہ سے دوسروں سے اتنا تعصب کرتے ہیں جتنا افتراق کی وجہ سے ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے ہوتا ہے۔"

(الاصلاح، ص:۲۱۹)

مولانا عبد القادر حصاروی نے غرباء اہلِ حدیث متعلق لکھا:

"اپنے مقرر کردہ امام کی تقلید کرنا بھی ان کا شیوہ ہے اور یہ اپنے امام کو مثل معصوم سمجھتے ہیں۔"

(اصلی اہلسنت کی پہچان، ص:۲۱۳)

مولانا عبد الجلیل سامرودی لکھتے ہیں:

"مولانا (داؤد) راز صاحب نے بھی اس روایت کا اقرار تو کر لیا مگر ترجمہ میں وہی اندھی تقلید سے کام لیا جو ایک اہلِ حدیث کی شان سے بعید ہے۔"

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ صفحہ ۹)

امام اہلِ حدیث وحید الزمان کے علم میں ہے کہ از روئے حدیث متعہ اور گانا دونوں حرام ہیں مگر وہ بطور تقلید متعہ کرنے اور گانے سننے کو فقہ محمدی قرار دیتے ہیں جیسا کہ اوپر ان کی کتاب "**هدية المهدى من الفقه المحمدى** جلد ا صفحہ ۱۱۲ کے حوالہ سے مذکور ہو چکا۔

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

مقلد بنو ورنہ اپنے آپ میں شرائطِ اجتہاد پیدا کیجئے

جس طرح کسی انسان کیلئے انسانیت کے اندر اندر دو انواع میں سے کسی ایک نوع میں ہونا ضروری ہے یعنی یا تو مرد ہو گا یا عورت، یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان تو ہو لیکن نہ عورتوں کی نوع میں سے ہو اور نہ ہی مردوں کے نوع میں سے۔ بالکل اسی طرح امت محمدیہ میں شامل افراد کیلئے ضروری ہیں کہ یا تو مقلد ہو یا مجتہد۔(کسی ماہر شریعت امام کی رہنمائی میں دین پر عمل کرنے کو مقلد کہا جاتا ہے اور قرآن وسنت سے مسائل نکالنے والے کو مجتہد کہا جاتا ہے)۔ لیکن غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہر آدمی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ از خود ہی قرآن وحدیث سے مسائل نکالیں کسی امام و مجتہد کے رہنمائی کی کوئی ضرورت نہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ یہ سارے ائمہ کرام ہمارے جیسے انسان تھے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے انہی کی طرح عقل دی ہے لہذا ہم خود ہی قرآن وحدیث سے مسائل نکالیں گے۔

دراصل غیر مقلدین دعویٰ اجتہاد اس وجہ سے کرتے ہیں تاکہ لوگ مذہبی پابندیوں سے چھٹکارا پاکر خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائیں۔ لیکن یاد رہے اجتہاد بازار میں لینے کی کوئی سستی سبزی نہیں کہ ہر ایک اسکو خرید سکے۔ بلکہ اس کیلئے جید اور محققین علماء کرام نے انتہائی سخت اور کڑی شرائط لگا رکھی ہیں جس طرح امام کیلئے شرائط کا ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا دعویٰ باطل ہو گا اسی طرح مجتہد کیلئے شرائط اجتہاد کا ہونا ضروری ہیں ورنہ دعویٰ اجتہاد باطل ہے۔

شرائطِ اجتہاد

آنے والے سطور میں جو شرائطِ اجتہاد ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ انتہائی اہم شرائط ہیں ہر مقلد کیلئے اس کو یاد کر کے ذہن میں محفوظ رکھنا لازمی ہے تاکہ بروقت کام آسکے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "تقریر الاستناد فی تفسیر الاجتہاد" میں محققین علماء کرام سے شرائطِ اجتہاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت وحاصل ذالك أن العلوم المشترط فى الاجتهاد بضعة عشر

یعنی اجتہاد کیلئے دس سے زائد علوم کا جاننا ضروری ہیں۔

شرط نمبر ۱:

پہلی شرط کے متعلق علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

احدھا علوم الکتاب وھی کثیرۃ جداً وقد جمعت فی اصولھا "کتاب الاتقان فی علوم القرآن" وکلھا او اکثرھا یتوقف علیہ الاجتھاد

یعنی اجتہاد کا شرط اول کتاب اللہ کے علوم کا جاننا ضروری ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر میں نے ایک ضخیم تفصیلی کتاب بنام "الاتقان فی علوم القرآن" لکھی ہے فرماتے ہیں کہ صرف کتاب اللہ کے علوم اسی (80) اقسام پر مشتمل ہیں اور ان علوم میں سے اکثر کا تعلق اجتہاد کے ساتھ ہیں۔

یہاں اکثر کا اطلاق کم از کم چالیس سے اوپر پر ہوتا ہے یعنی صرف کتاب اللہ کے متعلق چالیس سے زائد علوم کا جاننا مجتہد کیلئے ضروری ہے۔ اب فیصلہ آپ ہی کیجئے کیا غیر مقلدین میں کوئی ایسی شخصیت موجود ہیں جو کتاب اللہ کے اسی (80) اقسام کو جانتا ہوں؟

یقین سے کہتا ہوں کہ اسی علوم کا جاننا تو دور کی بات ہیں انکو اسی (80) علوم کے نام تک بھی نہیں آتے۔

شرط نمبر ۲:

الثانی: علم اصول الحدیث

وھی مأۃ علم شرحھا فی الکتب الّتی ألّفتُھا فی علوم الحدیث

یعنی علوم حدیث سو اقسام پر مشتمل ہیں جسکی تفصیل علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب بنام "علوم الحدیث" میں دیکھ سکتے ہیں۔

شرط نمبر ۳:

الثالث: علم اصول الفقه وهواهم مما بعده لاجل کیفیة الاستدلال وتقدیم بعض الادلة علی بعض والجمع بینهما عند معارضتهما

یعنی تیسری شرط علم اصول فقہ سے واقف ہونا پڑے گا۔

شرط نمبر۴:

علم اللغۃ: یعنی مجتہد کو علم لغت پہ عبور حاصل کرنا ہو گا۔

شرط نمبر۵: علم النحو

شرط نمبر۶: علم الصرف

شرط نمبر۷: علم المعانی

شرط نمبر۸: علم المنطق

علم کیفیۃ استفادۃ التصورات والتصدیقات من مادتہا وھو علم المنطق

یعنی مجتہد کیلئے علم منطق کا جاننا ضروری ہے۔

شرط نمبر۹: علم الجرح والتعدیل

مجتہد کیلئے علم الجرح والتعدیل کا جاننا ضروری ہے کہ کہاں پر راوی پر جرح کیا جاتا ہے اور کہاں راوی کی تعدیل کی جاتی ہے۔

شرط نمبر۱۰: علم الناسخ والمنسوخ

مجتہد کیلئے علم الناسخ والمنسوخ پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے یعنی اس کو یہ معلوم ہو کہ کونسے آیات مبارکہ اور احادیث منسوخ ہیں اور کونسے ناسخ۔

شرط نمبر۱۱: علم الحساب

جبکہ غیر مقلدین تو ریاضی یعنی فن حساب میں حد درجے تک کمزور ہیں کیونکہ تین طلاق کو پوری امت تین ہی کہتے ہیں مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تین ایک ہے حالانکہ یہ بات تو چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں کہ تین تین ہی ہیں۔

شرط نمبر۱۲: فقہ النفس

یعنی مجتہد کیلئے ضروری ہے کہ وہ فقہ میں بھی ماہر ہو جبکہ غیر مقلدین کا فقہ کے ساتھ انتہائی سخت دشمنی ہے۔

شرط نمبر۱۳: علم الاجماع والخلاف

مجتہد کیلئے علم الاجماع والخلاف کا جاننا بھی ضروری ہے یعنی کس مسئلے میں مجتہدین کا اتفاق ہیں اور کونسے مسئلے میں

اختلاف ؟اگر مجتہد نہ ہو اور دعویٰ اجتہاد کر کے بیٹھے تو امکان اس بات کی موجود ہے کہ وہ کسی اتفاقی مسئلے پر ریسرچ شروع کر کے انکو اختلافی نہ بنائیں۔

شرط نمبر ۱۴: علم التواریخ لیتبین المتقدم و المتاخر

یعنی مجتہد کیلئے علم التاریخ پر بھی عبور حاصل کرنا ہو گا تاکہ مسئلے کی اصل حقیقت ان کو معلوم ہو سکے۔

اب فیصلہ آپ ہی کیجئے کیا دنیا میں کوئی ایسا غیر مقلد موجود ہے جس میں شرائطِ اجتہاد تمام کے تمام موجود ہو؟ تمام تو دور کی بات ہے بلکہ کوئی غیر مقلد صرف تین علوم میں ماہر فن ہونے کا دعوی کریں اور وہاں ہمیں امتحان لینے کا موقعہ بھی دیں اگر بالفرض وہ اس میں پاس ہوا تو منہ مانگا نقد انعام دونگا یقین سے کہتا ہوں صبح قیامت آسکتی ہے مگر ایسا غیر مقلد پیدا نہیں ہو سکتا۔

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلیدی زندگی

علامہ ابن تیمیہ سے مطلق تقلید کا جواز

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”بَلْ غَايَتُه مَا يُقَالُ انَّه يَسُوْغُ اَوْ يَنْبَغِيْ اَوْ يَجِبُ عَلَى الْعَامِيْ اَنْ يُّقَلِّدَ وَاحِدًا لاَ بِعَيْنِه مِنْ غَيْرِ تَعْيُّنِ زَيْدٍ وَلاَ عَمْرٍ و ۔(مجموع فتاویٰ:۲۲/۲۴۹)

شیخ زبیر علی زئی غیر مقلد نے اس کا ترجمہ یوں کیا:

”زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عامی کے لئے زید وعمرو کے تعین کے بغیر کسی ایک غیر معین کی تقلید جائز، بہتر یا واجب ہے۔“

(بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم صفحہ ۳۰)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وُهنَا يَنْبَغِيْ تَقْلِيْدُ اَحْمَدَ بِقَوْلِه اَلطَّلَاقُ وَ الْعِتَاقُ لَيْسَا مِنَ اْلايْمَانِ،

یہاں (امام) احمد کے قول طلاق اور عتاق ایمان میں سے نہیں، کی تقلید مناسب ہے۔“

(فتاویٰ ابن تیمیہ:۳۵/۲۸۵)

جناب فیض اللہ ناصر غیر مقلد نے فتاوی ابن تیمیہ ۲۲/۲۴۹ کے حوالہ سے لکھا:

”تقلید تو ایسے شخص پر واجب ہے جو عامی (جاہل) ہو اور وہ بھی بغیر تعیینِ امام کے۔ عامی کے لیے بھی اس لیے کہ وہ حدیث کے مطالب و مفاہیم کی معرفت سے قاصر ہوتا ہے۔“

(ماہنامہ ”الاحیاء لاہور اگست/۲۰۱۲ء مطابق رمضان/۱۴۳۳ھ صفحہ ۴۶)

ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس غیر مقلد لکھتے ہیں:

"علامہ ابن تیمیہ کے قول میں یا تیسری قسم میں عوام کی تقلید کا جو ذِکر آیا ہے۔ درحقیقت یہ اتباع ہے کیوں کہ عامی نے اس وقت:" فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون یعنی جاننے والوں سے پوچھ لو اگر تمہیں علم نہیں۔" کے حکم پر عمل کیا لیکن اگر اصطلاحی طور پر اس کا نام تقلید ہی رکھا جائے تو کوئی حرج نہ ہونا چاہیے۔"

(تقلید کا حکم صفحہ ۵۴)

علامہ ابن تیمیہ کی طرف سے اقراری مقلد ہونے کا ثبوت

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فَانِّیْ قَدْ کَتَبْتُ مَنْسکًا فِیْ اَوَائِلِ عُمْرِیْ فَذَکَرْتُ فِیْه اَدْعِیَةً کَثِیْرَةً وَّ قَلَّدْتُّ فِی الأَحْکَامِ مَنْ اتَّبَعْتُه قَبْلِیْ مِنَ الْعُلَمَآءِ وکَتَبْتُ فِیْ هٰذَا مَا تَبَیَّنَ لِیْ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّی اللّٰه عَلَیْه وَسَلَّمَ۔"

(فتاویٰ ابن تیمیہ:۲۶/۹۸)

بلاشبہ میں نے اپنی ابتدائی عمر میں منسک پر کتاب لکھی تھی اس میں بہت سی دعائیں ذکر کی تھیں اور احکام میں اپنے سے پہلے والے علمائے متبوعین کی تقلید کی تھی اور اب اس (کتاب) میں وہ لکھا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے معلوم ہوا۔

علامہ ابن تیمیہ کے "حنبلی مقلد" ہونے پر غیر مقلدین کی گواہیاں

پاک وہند کے غیر مقلدین بھی حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو حنبلی مقلد تسلیم کرتے ہیں۔اس پر غیر مقلدین کی گواہیاں نقل کرتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے یہ بھی جانتے چلیں کہ اُن کے والد محترم بھی "حنبلی المسلک" مقلد تھے۔

چنانچہ صفی احمد مدنی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے والد محترم نامور عالم شہاب الدین عبد الحلیم ابن تیمیہ عالم و محدث حنبلی فقیہ اور صاحبِ درس وافتاء تھے۔"

(مقدمہ العقیدة الواسطیة صفحہ ۵، ترجمہ و حواشی صفی احمد مدنی، ناشر: شریف غالب بن محمد الیمانی اسلامک ریسرچ اکیڈمی)

یعنی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حنبلی گھرانہ کے فرد ہیں۔ اُن کے والد کا مسلک جان لینے کے بعد اَب خود ابن تیمیہ کے مقلد ہونے پہ حوالہ جات ملاحظہ ہوں!

مولانا ابو الاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ابن تیمیہ نے اگر اس روایت پر جرح کی ہے تو ان کی یہ جرح مقبول نہیں بلکہ مردود ہے کیوں کہ ان کے امام جن کی وہ تقلید کرتے ہیں یعنی امام احمد بخاری شریف کی صحت کو تسلیم کر چکے ہیں۔"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۳۵۲)

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام ابن تیمیہ کی حنبلیت۔"

(تحریک آزادیٔ فکر صفحہ ۲۳۱)

سلفی صاحب ہی لکھتے ہیں:

"علامہ مرغینانی صاحبِ ہدایہ، کاسانی مولف بدائع والصنائع اور علامہ سرخسی، قاضی خان، نسفی ابن قدامہ، ابن تیمیہ، علامہ ابو اسحاق، ابراہیم بن علی بن یوسف صاحب مہذب، اسی طرح زرقانی اور باجی، ابن رشد، شاطبی وغیرہم سب اپنے ائمہ کے مذاہب کو روایت اور درایت کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں ان کے طریق استدلال سے اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر ان کے محقق ہونے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔"

(تحریک آزادیٔ فکر صفحہ ۱۹۸)

مولانا فضل حسین بہاری غیر مقلد، میاں نذیر حسین دہلوی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

"شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن قیم کے تذکرہ پر فرماتے ہیں کہ باوجود اس تبحر علمی کے ذرا سی رسی حنبلیت کی لگی رہ گئی ہے۔"

(الحیات بعد الممات صفحہ ۳۷۲)

اسی طرح کی بات مولانا محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے میاں نذیر حسین دہلوی کے حالات میں لکھی، بھٹی صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

''وہ امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم کے بہت مداح ہیں اور ان سے استفادہ فرماتے ہیں لیکن ساتھ ہی فرماتے ہیں اس تبحر علمی کے باوجود ذرا سی رسی حنبلیت کی لگی رہ گئی ہے۔''

(دبستان حدیث صفحہ ۸۳)

غیر مقلدین کے ''خاتم المحدثین'' نواب صدیق حسن خان نے حافظ ابن تیمیہ کو ''شیخ الحنابلۃ'' لکھا ہے۔

(الجُنّۃ فی اسوۃ الحسنۃ بالسنۃ صفحہ ۳۸)

غیر مقلدین کی کتاب میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے:

''افضل علماء حنابلہ میں سے تھے۔''

(مآثر صدیقی حصہ سوم صفحہ ۱۵۱)

غیر مقلدین کے رسالہ صحیفہ اہلِ حدیث میں لکھا ہے:

''شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی مسلک کے پیرو تھے، فقہ اسلام کے چاروں مسالک میں سے حنبلی مسلک کو یہ امتیاز حاصل رہا ہے کہ یہ توحید باری تعالیٰ کے تنزیہی تصور پر مضبوط اعتقاد رکھنے کی تعلیم دیتا ہے، اس مسلک کے ماننے والوں میں امام ابن تیمیہ، امام جوزی اور شیخ عبد القادر جیلانی عالم اسلام کے درخشندہ ستارے ہیں، اگرچہ اہلِ تصوف نے شاہ عبد القادر جیلانی کو سلسلہ صوفیاء میں شمار کیا ہے لیکن ان کی کتاب غنیۃ الطالبین حنبلی فقہ کی کتاب ہے۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث: ۱۶؍ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ صفحہ ۱۸)

آلِ غیر مقلدیت کے پرچہ میں ''مکتوبات شاہ ولی اللہ'' کے حوالہ سے حافظ ابن تیمیہ کو ''حنبلی مذہب کے اصول و فروع کے تنقیح کنندہ محقق'' لکھا ہے۔

(الاعتصام اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی صفحہ ۶۸۸)

شیخ ابوزکی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام ابن تیمیہ حنبلی مسلک کے پیروکار تھے لیکن بعض مسائل میں فقہ حنبلی سے اختلاف بھی رکھتے تھے۔“

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۱۳۸)

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”جہاں تک امام ابن تیمیہ کا تعلق ہے انہوں نے بیشتر مسائل میں امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کے مذہب و اصول پر فتویٰ دیا ہے۔“

(کاروانِ حدیث صفحہ ۲۷۲)

عراقی صاحب نے حافظ محمد گوندلوی کے تذکرہ میں لکھا:

”مدینہ منورہ کے قیام کے دَوران آپ سے دریافت کیا گیا کہ امام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانی میں سے کس کو دوسرے پہ فضیلت حاصل ہے؟ حافظ صاحب نے فرمایا: علوم عقلیہ میں امام ابن تیمیہؒ ابن حجرؒ سے زیادہ عالم ہیں اور علوم نقلیہ بشمول اسماء الرجال، تاریخ، اصول حدیث، جرح و تعدیل، نقد و نظر کے اعتبار سے ابن حجرؒ امام ابن تیمیہؒ پر فوقیت رکھتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ شافعی مذہب سے وابستہ ہیں۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں حنبلی مسلک کے طلباء کی اکثریت تھی، اس لئے ان کو حافظ صاحب کی یہ بات ناگوار گزری چنانچہ یہ بات رئیس الجامعہ شیخ ابن بازؒ تک پہنچی تو انہوں نے اس سلسلہ میں حافظ صاحب کو محاضرے کو دعوت دی۔ سامعین میں جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ و طلباء اور کئی علمی شخصیات موجود تھیں۔ حضرت العلام حافظ نے ساڑھے تین گھنٹے مفصل و مدلل بحث فرمائی، محاضرہ کا موضوع ایمان تھا۔ آپ نے امام ابن تیمیہؒ اور ابن حجرؒ کی تصانیف سے عبارتیں پیش کیں اور اس کے بعد ان کا تقابل کر کے اپنے موضوع کو ثابت کرنے کا حق ادا کر دیا۔“

(چالیس علمائے اہلِ حدیث صفحہ ۳۴۹)

مسئلہ تراویح میں کسی حنفی نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا حوالہ دیا تو مولانا بدیع الدین راشدی غیر مقلد اس سے یوں مخاطب ہوئے:

”آپ نے ان کو چھوڑ کر ابن تیمیہ کا سہارا کیوں لیا؟ اور حنفی گھر چھوڑ کر حنبلی جنگل میں کیوں چھپ رہے ہو؟۔“

(تصحیح آٹھ رکعت تراویح صفحہ ۴۷)

مذکورہ عبارت میں ”حنبلی جنگل“ لفظوں پہ غور رہے۔

شیخ محمد عارف اثری غیر مقلد (مدرس بحر العلوم السلفیة میرپور خاص سندھ) نے شیخ بدیع الدین راشدی غیر مقلد کی کسی کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا:

”اس کے بعد شاہ صاحب نے حنابلہ کے چوٹی کے علماء کا ذِکر کیا ہے۔(۱) امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (۲) امام ابن القیم....“

(مجلہ بحر العلوم میرپور خاص، شیخ العرب والعجم نمبر صفحہ ۴۴۰)

میاں محمد خالد انصاری بھوپالی غیر مقلد نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا:

”آپ کے مسلک کے مطابق متاخرین میں علامہ ابن تیمیہ و شمس الائمہ امام ابن قیم رحمہا اللہ کے وجود مقدس ممتاز ترین ہیں۔“

(سیرت امام شافعی صفحہ ۳۳۱بحوالہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۸۵)

مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”بعض حنبلی حضرات بھی اسی کے قائل ہیں جیسے کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ۔“

(نکاح محمدی صفحہ ۲۰، ناشر اہل حدیث اکیڈمی مؤناتھ بھنجن یوپی)

شرح عقیدہ واسطیہ میں ”عقیدہ کے مؤلف کا مختصر تعارف“ عنوان کے تحت لکھا ہے:

”ابن تیمیہ جو باعتبار شہر ”الحرانی“ اور باعتبار مسلک ”حنبلی“ ہیں۔“

(شرح عقیدہ واسطیہ سوالا وجوابا صفحہ ۱۰، ترتیب و تسہیل الشیخ عبد العزیز الحمد السمان، ترجمہ محمد اختر صدیق، طبع مکتبہ اسلامیہ)

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام ابن تیمیہ حنبلی کہتے ہیں۔“

(اختلافِ امت کا المیہ صفحہ ۴۸)

حافظ سید رشید احمد ارشد (ایم اے) اپنے مضمون "شیخ ابن کثیر اور اُن کی تفسیر" میں لکھتے ہیں:

"کثرت تصنیف و تالیف کی وجہ سے آخر عمر میں آپ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ آپ شافعی المذہب تھے مگر امام ابن تیمیہ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے بعض دفعہ حنبلی مسلک پر بھی عمل کرتے تھے۔"

(ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور ۱۹ر ستمبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۸)

ہفت روزہ اہلِ حدیث کی اس عبارت کے مطابق علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایسے حنبلی المسلک تھے کہ ان کی وجہ سے دوسرے پر حنبلیت کا اثر پڑا۔

ڈاکٹر عبد الکبیر محسن (پروفیسر آف عربی گورنمنٹ اصغر مال کالج راولپنڈی) لکھتے ہیں:

"وہ تو خود حنبلی تھے لیکن میں نے ہمیشہ انہیں تمام دیگر مسالک اہلِ سنت، شافعیہ، مالکیہ اور حنفیہ کی آراء کا احترام سے ذِکر کرتے ہی پایا ہے۔ ائمہ مشائخ اور اکابرین کا ذِکر نہایت توقیر و اکرام سے کرتے ہیں اور عموماً ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ رحمہم اللہ اور بسا اوقات رضی اللہ عنہم لکھتے ہیں۔"

(مقدمہ مترجم، فتاویٰ ابن تیمیہ مترجم جلد ۱۰ صفحہ ۶)

مولانا محمد یحیٰ گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قاضی مالکی نے ساتھ ہی کہا کہ جو آدمی ابن تیمیہ کے عقائد کو قبول کرے گا، اسے موت اور ضبط جائیداد کی سزا دی جائے گی۔ اس حکم کی ایک نقل نائب دمشق کو بھی بھیجی جسے شیخ شمس الدین محمد بن شہاب حنبلی (۷۲۷ھ) نے جامع مسجد دمشق میں پڑھ کر سنایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ حکم سنتے ہی سزا سے ڈر کر بہت سے حنابلہ نے شوافع ہونے کا اعلان کر دیا۔"

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۲۲۷، ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ راولپنڈی، طبع خامس: ۲۰۰۲ء)

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر غیر مقلد نے "قرآن مجید میں مجاز کا استعمال" عنوان قائم کر کے لکھا:

"مالکیہ میں ابن خویز منداد، شوافع میں سے ابن القاص، حنابلہ میں سے ابن حامد، ابوالحسن

التمیمی، ابن تیمیہ، ابن قیم، ظاہریہ میں سے ان کے امام داود ظاہری رحمہم اللہ قرآن مجید میں مجاز کا انکار کیاہے کہ قرآن کل کا کل حق ہے اور حق وہی ہے جو حقیقت ہے۔"

(مقالات عقیدہ اور منہج صفحہ ۲۵۱، دار الفکر الاسلامی لاہور، طبع اول: جنوری/۲۰۲۵ء)

مولانا اللہ بخش ملتانی صاحب غیر مقلد نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق کہا:

"سلف و خلف میں ان کی نظیر نہیں"

حوالہ پہلے گزر چکا۔ حالاں کہ وہ مقلد ہیں، جب کہ غیر مقلدین تقلید کو بنیادی اختلاف کہتے ہیں۔

چنانچہ آلِ غیر مقلدیت کے لکھاری فضل اکبر کشمیری لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث کا آلِ تقلید کے ساتھ ایمان، عقائد اور اصول کے بعد ایک بنیادی اختلاف مسئلہ تقلید شخصی پر ہے۔"

(پیشِ لفظ دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ ۴)

آلِ غیر مقلدیت کے ایک اور سپوت شیخ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

"اہلِ حدیث اور اہلِ تقلید کے درمیان ایک بنیادی اختلاف مسئلہ تقلید ہے۔"

(دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ ۷)

مولانا محمد یحی گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"مسئلہ تقلید اہلِ حدیث اور اہلِ تقلید کے درمیان ایک اصولی حیثیت رکھتا ہے۔"

(ابتدائیہ مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ ۶، ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ راولپنڈی، طبع خامس: ۲۰۰۲ء)

علامہ ابن تیمیہ کی تقلید میں تین کو ایک کہا گیا

مولانا عمر فاروق سعیدی غیر مقلد نے شیخ البانی غیر مقلد کے حوالہ سے لکھا:

"مصر اور شام وغیرہ میں جب اس حکم کو قانون بنایا گیا تو اتباع سنت اور احیائے سنت کی غرض سے نہیں بلکہ بربنائے مصلحت اور ابن تیمیہ کی تقلید میں ایسا کیا گیاہے۔"

(شرح ابو داود: ۲/۶۸۲)

سعیدی صاحب نے مصر و شام والوں کو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید کا طعنہ دے دیا مگر یہ نہیں بتایا کہ پاک و ہند کے اہلِ حدیث کہلوانے بھی چُھپ چُھپ کر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ ثبوت کے لیے آگے آنے والا عنوان ''علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مقلدین'' ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مقلدین

اہلِ حدیث کہلوانے والوں کے متعلق کسی نے کہہ دیا کہ یہ مسئلہ تین طلاق میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے ہیں۔ مولانا داود ارشد غیر مقلد نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا:

''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(تحفہ حنفیہ صفحہ ۴۸۲)

داود صاحب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار اپنے علماء کے اعتراف کے مطابق حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ ثبوت حاضر ہیں۔

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

''بعض علمائے اہلِ حدیث امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ سے اتنا متاثر ہیں کہ ان کے خیالات کو مقلدانہ طور پر مانتے ہیں۔'

'(تذکرہ حافظ محمد گوندلوی صفحہ ۱۱۹ مرتب شاہد فاروق ناگی)

شیخ عنایت اللہ اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''غزنوی بزرگ خصوصاً اور دیگر اہلِ حدیث عموماً امام ابن تیمیہ کی عملاً تقلید کیا کرتے ہیں۔''

(العطر البلیغ صفحہ ۱۵۹ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان لکھتے ہیں:

''بعضے اہلِ حدیث ایسے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کی تقلید سے بھاگے لیکن ابن تیمیہ اور ابنِ قیم اور شوکانی اور مولوی اسماعیل دہلوی اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کی تقلید اندھا دھند کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَ قَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ ''

(لغات الحدیث ۱/۲۱، د خ)

"فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَ قَامَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ" کا ترجمہ یہ ہے: بارش سے بھاگا اور پرنالہ کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

وحید الزمان صاحب اپنے اہلِ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حرمتِ سماع اور مزامیر میں ابن تیمیہ اور ابن قیم کے مقلد بن جاتے ہیں... عجیب بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور علماء سلف کی نسبت تو کہتے ہیں کہ وہ معصوم عن الخطانہ تھے انہوں نے بہت سے مسائل میں خطا کی اور جب یہ کہو کہ ابن تیمیہ یا ابن قیم یا شاہ ولی اللہ یا مولانا اسماعیل یا قاضی شوکانی یا نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اس مسئلہ میں خطا کی تو فوراً کان کھڑے کر کے چراغ پا ہو جاتے ہیں گویا ان متاخرین کو معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں یہ تو وہ مثال ہے فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَ قَامَ تَحْتَ الْمِیْزَابِ"

(لغات الحدیث: ۲/ ۱۵۰، س)

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"ہمارے اہلِ حدیث بھائیوں نے ابنِ تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکے دار بنا رکھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف سے کام لو جب تم نے امام ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو اُن سے متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟"

(لغات الحدیث ۲/ ۱۲ ص ب)

وحید الزمان صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"اس وقت میں جو ایک جماعت اہلِ حدیث کہلاتی ہے وہ باوجود دعویٰ اتباع سنت کبھی کبھی اپنے علماء جیسے ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ اور شوکانی اور مولانا اسماعیل شہید ہیں ایسے مقلد بن جاتے ہیں کہ ان کی رائے کے خلاف دلیل بیان کرنے والے کی دلیل نہیں سنتے۔"

(تیسیر الباری:۶/ ۴۹۹ طبع نعمانی کتب خانہ)

وحید الزمان صاحب آلِ غیر مقلدیت کی تصریحات کے مطابق ’’اہلِ حدیث‘‘ تھے۔ حوالہ جات کے لیے بندہ کی کتاب ’’زبیر علی زئی کا تعاقب‘‘ حاشیہ:۹۸ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

داود ارشد صاحب بھی وحید الزمان کو اہلِ حدیث مانتے ہیں۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۰۴، دین الحق:۱/ ۶۸۰)

نیز داود صاحب نے علامہ وحید الزمان کو اپنے اسلاف میں شمار کیا ہے۔(حدیث اور اہلِ تقلید:۱/ ۱۶۲)

اہلِ حدیث کو کسی نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مقلد کہا تو داود صاحب اسے فوراً جھوٹ کہنے لگ گئے۔ جب کہ ان کے اپنوں نے بھی ڈنکے کی چوٹ اہلِ حدیث کو علامہ ابن تیمیہ کا مقلد کہہ دیا ہے اَب دیکھتے ہیں کہ داود صاحب اپنے غیر مقلدین کے متعلق کیا فیصلہ کرتے ہیں؟؟

فتوائے تکفیر میں علامہ ابن تیمیہ کی تقلید

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر غیر مقلد نے ڈاکٹر اسرار صاحب کے نظریہ وحدۃ الوجود پہ بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھا:

’’رہے وہ لوگ [شیخ زبیر علی زئی وغیرہ آلِ غیر مقلدیت (ناقل)] جو ڈاکٹر صاحب کی توجیہ و تاویل کی بنا پر ان کے ایمان کی نفی کرتے ہیں تو ان کے ضمن میں خیال رہے کہ اولاً: انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے پیش کردہ نظریے کو درست طور پر سمجھا ہی نہیں، جبھی تو وہ انہیں شیخ ابن عربی کا ہم خیال گردانتے ہوئے تکفیر سے نیچے کی بات ہی نہیں کرتے بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ انہوں نے شیخ ابن عربی کو بھی نہیں سمجھا اور وہ محض شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید میں شیخ ابن عربی پر فتوے لگاتے ہیں، ورنہ شیخ ابن عربی کی دقیق عبارتیں سمجھنا ان کے بس سے باہر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نظریہ کل کا کل فلسفہ ہے اور آج کل علماء کا فلسفے کا ذوق اور مطالعہ نہ ہونے کے برابر ہے، لہذا انہیں فلسفیانہ مباحث سمجھ ہی نہیں آتے کہ اس فن کی بنیادی اصطلاحات سے ہی واقف نہیں ہیں۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ ایک عالم دین فلسفے کا عالم نہیں ہے، تو وہ عالم دین پھر بھی کہلائے گا کہ اس اِس سے اُس کے عالم دین ہونے کی نفی لازم نہیں آتی ۔ ہم تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ عالم دین ہونے کا لازمی مطلب یہ نہیں کہ وہ فلسفہ کا بھی عالم ہو۔

اور یہی معاصر سلفی علماء کی کمی ہے کہ فلسفے کا علم بھی حاصل نہیں کرتے اور فلسفیانہ مباحث میں سطحی بحثیں کرکے یہ توقع رکھتے ہیں کہ لوگ ان کی بات کو قبول کریں تو یہ ممکن نہیں ہے۔ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ اس سلسلے کی آخری کڑی تھے جو اِن مسائل کو سمجھتے تھے۔ اور اَب تو ان کو سمجھنے والے بھی نہیں رہے۔"

(مقالات عقیدہ اور منہج صفحہ ۱۱۰، دار الفکر الاسلامی لاہور، طبع اول: جنوری ۲۰۲۵ء)

ڈاکٹر صاحب نے اس عبارت میں تسلیم کیا ہے کہ سلفی علماء نے شیخ ابن عربی پر فتوی تکفیر (کفر کا فتوی) لگانے میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید کی ہے۔ اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ کسی فروعی مسئلہ میں تقلید کی بہ نسبت فتوائے تکفیر میں تقلید کرنا کئی گنا بھاری ہے۔ مگر مدعیان اہلِ حدیث نے یہ بھاری تقلید پہ قبول کرلی۔ پھر صرف اسی پہ بس نہیں خود ڈاکٹر صاحب نے اس بھاری تقلید کرنے کی اجازت دے دی ہے جیسا کہ "علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کرنے کی اجازت" عنوان کے تحت آرہا ہے ان شاء اللہ۔

فتوائے تکفیر میں علامہ ابن تیمیہ کی تقلید کرنے کی اجازت

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر غیر مقلد لکھتے ہیں:

"جس فن میں آپ نقد کرنے بیٹھے ہیں، پہلے اس کی ابجد سے تو واقف ہو جائیں ورنہ تو آپ کی نقد اہلِ فن کے نزدیک مذاق بن کر رہ جائے گی۔ اگر آپ کو متعلقہ فن میں درک حاصل نہیں ہے یعنی فلسفہ اور کلام میں تو پھر آپ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تقلید میں شیخ ابن عربی پر نقد کرلیں، اس میں بھی حرج نہیں۔ لیکن جو آپ نہیں ہیں یعنی فلسفہ و کلام کے ماہر تو برائے مہربانی بیکلف وہ بننے کی کوشش نہ کریں۔ صرف اپنے بڑوں کی تقلید میں ان کا کالم نقل کر دیا کریں اور ان پر اعتماد کا اظہار کر دیا کریں۔"

(مقالات عقیدہ اور منہج صفحہ ۸۳، دار الفکر الاسلامی لاہور، طبع اول: جنوری ۲۰۲۵ء)

علامہ ابن تیمیہ کی رائے پہ فتوی

غیر مقلدین کے رسالہ الاعتصام میں میاں محمد جمیل (پرنسپل ابو ہریرہ شریعہ کالج لاہور) کا مضمون "حج اور اس کے مسائل" شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے ایک مقام پر لکھا:

”جس عورت کو طوافِ زیارہ سے قبل حیض آجائے ور اس کے لئے پاک ہونے تک وہاں ٹھہرنا ممکن نہ ہو۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے میں وہ اسی حالت میں طواف کرلے کیوں کہ اس کی مجبوری ہے۔ (بحوالہ فتاوی ارکان اسلام اَز علامہ العثیمین، ص: ۵۳۱) طوافِ زیارہ سے فارغ ہوکر واپس منی پہنچنا ہے۔“

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ۸/ ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ صفحہ ۱۸)

کچھ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے متعلق

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ہیں مگر وہ نواب صدیق حسن خان اور مولانا شرف الدین دہلوی کی تصریح کے مطابق مسئلہ تین طلاق میں ان کے شدید مخالف تھے۔

(التاج المکلل صفحہ ۲۸۸۔ فتاویٰ ثنائیہ: ۲/ ۲۲۰)

جیساکہ ”باب:۵، سلف صالحین کا مسلک“ میں ہم نقل کرچکے ہیں۔

البتہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلہ میں اپنے استاد کے حامی رہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا تذکرہ آیا ہے تو اس مسئلہ میں ان کے حامی شاگرد حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے متعلق بھی کچھ باتیں عرض کردیتے ہیں۔

حافظ ابن قیمؒ کے نزدیک تقلید کرنے کی گنجائش ہے

شیخ عبدالعزیز بن باز (سعودی عرب) لکھتے ہیں:

”زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ بوقت ضرورت اس شخص کی تقلید کی گنجائش ہے جو علم و فضل اور استقامت عقیدہ میں معروف ہو جیساکہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اعلام الموقعین میں بیان کیا ہے۔“

(مقالات و فتاویٰ صفحہ ۱۴۵)

حافظ ابن قیمؒ کے نزدیک تقلید کرنا ناگزیر ہے

شیخ البانی لکھتے ہیں:

”حق یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ جو شخص معرفت دلیل سے عاجز ہے اسی پر تقلید واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔ اس کی تائید میں ابن

قیم کا کلام بھی بحث کے آخر میں آرہا ہے جیسے کہ ایک عالم شخص بھی بعض اوقات بعض مسائل میں تقلید پر مجبور ہو جاتا ہے، بلکہ جب وہ اس مسئلہ میں اللہ و رسول کی طرف سے کوئی نص معلوم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے اور اس میں اپنے سے زیادہ صاحب علم کے قول کے سوا اسے کچھ نہ مل سکے تو مجبوراً اس کی تقلید کرے گا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بعض مسائل میں کیا ہے، اسی لیے امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اہلِ علم کا عمل ہے اور واجب ہے، تقلید مجبور و مضطر کے لیے مباح ہے۔"

(حجیتِ حدیث صفحہ ۷۶، مترجم حافظ عبد الرشید اظہر)

حافظ ابن قیم کے ہاں تقلید کی مناسب ترین صورت

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اگر مقلد قرآن، حدیث کے خلاف مسائل چھوڑنے پر آمادہ ہو جائے تو یہ تقلید کی قابلِ برداشت اور مناسب ترین صورت ہے میاں [نذیر حسین دہلوی (ناقل)] صاحب اور حافظ ابن قیم نے اسے گوارہ فرمایا ہے۔"

(تحریک آزادیٔ فکر صفحہ ۹۶۴)

حافظ ابن قیمؒ کے نزدیک تقلید کارِ ثواب ہے

اوپر ملاحظہ فرما چکے کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ حنبلی ہیں، ان کے نزدیک تقلید کرنے کی گنجائش ہے، تقلید قابلِ برداشت چیز ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے نزدیک تقلید نہ صرف گنجائش اور برداشت کے درجہ کی چیز ہے بلکہ یہ کارِ ثواب ہے۔

چنانچہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ خود ہی لکھتے ہیں:

"وَاَمَّا تَقْلِيْدُ مَنْ بَذَلَ جُهْدَهٗ فِيْ اتِّبَاعِ مَااَنْزَلَ اللّٰهُ وَخَفِيَ عَلَيْهِ بَعْضُه فَقَلَّدَ فَيْه مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ فَهٰذَا مَحَمُوْدٌ غَيْرُ مَذْمُوْمٍ وَمَاْجُوْرٌ غَيْرُمَاْزُوْر۔

(اعلام الموقعین: ۱۸۸/۲)

بہر حال جو شخص اللہ کے نازل کردہ کی اتباع میں کوشش خرچ کرتا ہے اور اس پر کچھ چیزیں مخفی رہ جائیں ان میں وہ اپنے سے زیادہ علم والے کی تقلید کرتا ہے تو ایسا شخص قابلِ تعریف ہے، نہ کہ قابل مذمت۔ اسے اجر دیا جائے گا، نہ کہ گناہ ہو گا۔

حافظ ابن قیم کے نزدیک فوت شدہ مجتہد کی تقلید راجح ہے

وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وَلَایَجُوْزُ تَقْلِیْدُ الْمُجْتَهِدِ الْمَیِّتِ وَ حکٰی بَعْضُهُمُ الْاَجْمَاعَ عَلَیْهِ وَقِیْلَ یَجُوْزُ وَرَجَّحَهُ الشَّیْخُ ابْنُ الْقَیِّمِ لِاَنَّ الْقَوْلَ لَایَمُوْتُ وَتَقْلِیْدُ السَّلَفِ لِاَقْوَالِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ تَدُلُّ عَلٰی جَوَازِهٖ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْ کَانَ مُتَّبِعًا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ مَّاتَ“

(هدیة المهدی من الفقه المحمدی:۱۱۲)

ترجمہ: اور فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے اور بعض نے تو اس پر اجماع کی حکایت بیان کی ہے اور کہا گیا ہے کہ جائز ہے اس لیے کہ [مجتہد اگرچہ فوت ہو جاتا ہے مگر (ناقل)] اس کا قول تو فوت نہیں ہوتا اور اسے ابن قیم نے راجح قرار دیا ہے۔ اسلاف کا صحابہ و تابعین کی تقلید کرنا اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ اور ابن مسعود نے فرمایا: جو شخص اتباع کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ ان کی پیروی کرے جو فوت ہو گئے ہیں۔

حافظ ابن قیم کا ہو بہو اپنے استاد کی پیروی کرنا

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے اپنے بزرگ قاضی شوکانی غیر مقلد سے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے متعلق نقل کیا:

”وَغَلَبَ عَلَیْهِ حُبُّ ابْنِ تَیْمِیَّةَ حَتّٰی کَانَ لَایَخْرُجُ عَنْ شَیْءٍ مِّنْ اَقْوَالِهٖ بَلْ یَنْتَصِرُ لَهٗ فِیْ جَمِیْعِ ذٰلِکَ“ (التاج المکلل صفحہ ۴۱۸ بحوالہ غیر مقلدین کی ڈائری صفحہ ۲۱۱)

ترجمہ: ان پر ابن تیمیہ کی محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ ان کے کسی قول سے باہر نہیں ہوتے تھے، بلکہ ہر ہر بات میں وہ ان کی حمایت ہی کرتے تھے۔

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے ان کے بارے میں لکھا:

"آپ نے تمام عمر کسی مسئلہ میں بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے اختلاف نہیں کیا۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۳۰۸)

غیر مقلدین یہاں اپنا تجزیہ پیش کریں۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا یہ طرز عمل تقلید ہے یا اجتہاد؟ اگر تقلید ہے تو وہ سب سے بڑے مقلد ثابت ہوں گے کہ کسی ایک مسئلہ میں بھی اپنے مقتدا و استاد سے خروج نہیں کیا اور اگر ان کے عمل کو اجتہاد کا نام دیں تو سوال ہے کہ پوری اسلامی تاریخ میں کوئی ایک مجتہد ایسا بتادیں جس کے سارے اجتہادی مسائل کسی دوسرے امام کے موافق ہوں، کیا ایسی کوئی ایک مثال پائی جاتی ہے؟

حافظ ابن قیمؒ حنبلی المسلک ہیں

مولانا محمد ابو القاسم بنارسی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"حافظ ابن قیم حنبلی المتوفی ۷۵۱ھ۔"

(فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۵۴۸، اسلامک پبلشنگ شیش محل روڈ لاہور)

مولانا ابوزکی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم بھی مسلک کے لحاظ سے حنبلی تھے۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی بھی حنبلی تھے۔ حنبلی مسلک کے پیروکار سعودی عرب میں موجود ہیں اور سعودی حکومت کا سرکاری مذہب بھی حنبلی ہے۔"

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۷۲)

ایک صاحب نے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے متعلق لکھا:

"مسلک حنبلی پر عامل تھے...... آپ ابن قیم جوزیہ کے نام سے مشہور ہیں۔"

(طبِ نبوی مترجم، حالات حافظ ابن قیم صفحہ ۷، ترجمہ: حکیم عزیز الرحمن اعظمی، تصحیح و تقدیم: مختار احمد ندوی، ناشر: مکتبہ محمدیہ اردو بازار لاہور)

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

نااہل مجتہد کے متعلق علامہ نووی رحمہ اللہ کا غضب ناک فیصلہ

مسائل کا استنباط و استخراج کرنا، قرآن و سنت سے مسائل نکالنا مجتہد کا کام ہے اس لئے ہر عربی جاننے والا مجتہد نہیں بن سکتا۔ مسلم شریف میں روایت ہے۔

عن عمرو بن العاص رضی اللّٰہ عنه انه سمع رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم قال:اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران،وإن اخطأ فله اجر:

اس حدیث کے تحت علامہ نووی رحمہ اللہ مسلمانوں کا اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال العلماء: اجمع المسلمون ان هذا الحدیث فی حاکم عالم اهل للحکم فان اصاب فله اجران،اجر باجتهاده، واجر باصابته.وان اخطأ فله اجر باجتهاده...قالوا:

فأما من لیس باهل للحکم فلا یحل له الحکم،فإن حکم فلا اجرله بل هو اثم ولا ینفذ حکمه سواء واقف الحق ام لا، لأن اصابته اتفاقیة لیست صادرة عن اصل شرعی فهو عاص فی جمیع احکامه سواء وافق الصواب ام لا، وهی مردودة کلها لایعزر فی شئ من ذالک.

(نووي شرح مسلم،ج۲،ص۷۶)

ترجمہ:یعنی تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہیں کہ یہ حدیث اس عالم، مجتہد حاکم کے متعلق ہے جس میں فیصلہ کرنے کی، فتویٰ دینے کی اہلیت و صلاحیت موجود ہو۔اب اگر ایسا ہی عالم حق کے موافق فیصلہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ اس کو دو اجر عطاء فرمائینگے ایک اس کے اجتہاد کی اور محنت کی وجہ سے اور دوسرا اس کا حق تک پہنچنے کی وجہ سے۔البتہ اگر فیصلہ کرنے میں، فتویٰ دینے میں اس نے غلطی کی پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کی محنت کی وجہ سے ایک اجر ضرور عطاء فرمائیگا۔

آگے علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

جس میں اجتہاد اور فتویٰ کی صلاحیت موجود نہ ہو تو ایسے آدمی کیلئے فتویٰ دینا ناجائز و حرام ہیں لیکن پھر بھی اگر ایسے نااہل آدمی نے فتویٰ دیا تو بجائے اجر ملنے کے الٹا یہ آدمی گنہگار ہوگا اور ایسے شخص کا فتویٰ و فیصلہ نافذ نہیں کیا جائیگا اگرچہ حق تک کیوں نہ پہنچے کیونکہ اس کا حق تک پہنچنا ایک اتفاقی امر ہے کسی اصل شرعی کی وجہ سے نہیں ہے اور یہ شخص تمام احکام میں گنہگار رہیں۔

علامہ نووی رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں کہ سنن میں ایک حدیث وارد ہے جس میں آتا ہے کہ قضاۃ تین قسم کے ہیں ہیں ان میں سے ایک جنت جائیگا اور دو جہنم جائینگے۔

پہلا وہ قاضی ہے جس نے حق کو پہچانا اور حق کے موافق ہی فیصلہ صادر کیا یہ جنت جائیگا۔ دوسرا وہ قاضی ہے جو حق کو جاننے کے باوجود حق کے خلاف فیصلہ کرتا ہے یہ جہنم جائیگا اور تیسرا وہ قاضی ہے جس نے جہالت کی بنیاد پر فیصلہ صادر کیا تو یہ بھی جہنم جائیگا۔

اسکی آسان مثال ہم یوں بھی دے سکتے ہیں کہ ایک سرکاری ماہر ڈاکٹر اگر مریض کا صحیح آپریشن کرلے تو بہت خوب ورنہ اس کی محنت کے بعد اگر کسی مریض کا آپریشن ناکام ہوا، مریض مر گیا تو بھی ڈاکٹر کو قصور وار قرار نہیں دیا جائیگا، حکومت وقت نہ اس کو سزا دے گی اور نہ ہی کوئی جرمانہ اس پر عائد کیا جائیگا۔

اس کے برعکس ایک نا آدمی اگر آپریشن کرنے بیٹھ گیا اگرچہ یہ آدمی صحیح آپریشن کیوں نہ کریں لیکن حکومت وقت ضرور اس کو بیڑیا پہنا کے جیل کا مہمان بنائیگا کیونکہ یہ نااہل ہے اس میں ڈاکٹری کی شرائط وصلاحیت موجود نہیں بالکل اسی طرح غیر مقلدین بھی نااہل ڈاکٹرز جیسے ہیں ان لوگوں میں اجتہاد کی صلاحیت موجود ہی نہیں مگر اس کے باوجود قرآن وحدیث سے از خود مسائل نکالنے کے دعویدار ہیں حالانکہ ایسے لوگوں کی اجتہاد سے دین کی تعمیر نہیں بلکہ دین کی تخریب لازم آئیگی۔

آخیر میں درد دل وخلوص کے ساتھ غیر مقلدین کو ایک درد بھرا پیغام دیتا ہوں کہ خدارا قرآن وحدیث سے بچوں کا کھیل نہ بنائیں جس طرح نااہل ڈاکٹر کو دنیا میں حکومت وقت کی جانب سے سزا ملے گی ایسے ہی نااہل مجتہدین کو روز محشر اللہ تعالیٰ کی دربار میں سزا ملے گی۔ لہذا اپنے آپ کو نااہل مجتہدین کی صف سے بچاؤ ورنہ عتاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مفتی رب نواز حفظہ اللہ، احمد پور شرقیہ

محدثین کرام ”مقلد“ تھے، مدعیان اہلِ حدیث کی گواہیاں

حدیث کی خدمت کرنے والے محدثین میں سے کچھ تو مجتہدین تھے اور کچھ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد۔ مگر کچھ لوگوں نے دعوی کیا کہ محدثین تقلید کے قائل نہ تھے مثلاً

شیخ زبیر علی زئی نے دعوی کیا:

”ایک محدث بھی مقلد نہ تھا۔“

(اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۲)

مولانا عبد الصمد لکھتے ہیں:

”یاد رہے کہ محدثین سے مراد وہی محدثین ہیں جو اَہلِ علم کے ہاں تسلیم شدہ ہیں، ان میں تین خوبیاں لازماً ہوتی ہیں: فن پر مکمل عبور ہو۔ احادیثِ نبوی سے دلی محبت ہو۔ تقلید کے ہاتھوں مجبور نہ ہو، بلکہ حق واضح ہو جانے پر اسے کھلے دل سے تسلیم کرے۔ اگر ان میں سے ایک خوبی بھی ختم ہو جائے تو ایسا شخص احادیث نبویہ کے ساتھ صحیح انصاف نہیں کر سکتا، تب بہتر ہے کہ وہ محدثین کرام کی صف سے پرے کسی اور علمی حلقے میں بیٹھ جائے۔“

(اشاعۃ الحدیث حضرو، اشاعتِ خاص بیاد شیخ زبیر علی زئی صفحہ ۳۲۵)

یہ عبارتیں پڑھنے کے بعد اَب مدعیانِ اہلِ حدیث کی گواہیاں پڑھیں۔ انہوں نے کھلے لفظوں میں تسلیم کیا کہ واقعۃً محدثین کرام ”مقلد“ تھے۔

شوافع اور احناف نے فن حدیث میں تصنیفات کیں

مولانا محمد اسماعیل سلفی نے اپنے مضمون ”تحریک اہلِ حدیث کا مد و جزر اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی تجدیدی مساعی کے اثرات“ میں شاہ ولی اللہ کی عبارت نقل کر کے ترجمہ کیا:

”ملاء اعلیٰ کی طرف سے میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ دونوں ائمہ کے مذاہب امت میں مشہور ہیں اور کثرت اتباع اور کثرت تصنیف کے لحاظ سے مشہور ہیں

اور جمہور فقہاء، محدث، مفسر اور متکلم اور صوفی شافعی مذہب کے پابند تھے، اور اکثر بادشاہ اور یونان کے رہنے والے حنفی مسلک کے پابند تھے... معلوم رہے کہ دونوں مذاہب کے اہلِ علم نے فن حدیث میں تصنیفات کی ہیں۔"

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۶/ جنوری، ۱۹۶۲ء صفحہ ۵)

علامہ شاطبی رحمہ اللہ وغیرہ محدثین

علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فتاوى المجتهدين بالنسبة الى العوام كالادلة الشرعية بالنسبة الى المجتهدين والدليل عليه ان وجود الادلة بالنسبة الى المقلدين وعدمها سواء اذ كانوا لا يستفيدون منها شيئا فليس النظر فى الادلة والاستنباط من شانهم ولا يجوز ذلک لهم البتة وقد قال تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون والمقلد غير عالم فلايصح له الا سوال اهل الذكر واليهم مرجعه فى احكام الدين على الاطلاق فهم اذا القائمون له مقام الشرع واقوالهم قائمة مقام الشرع "

(الموافقات: ۴/ ۲۹۲)

یعنی مجتہدین کے فتاوی جات عام لوگوں کی بہ نسبت شرعی دلائل کی مانند ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ مقلدین کے لیے دلائل کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے، کیونکہ وہ اس سے مستفید نہیں ہو سکتے، کیونکہ دلائل کو دیکھنا اور ان سے مسائل کا استنباط کرنا ان پڑھ لوں لوگوں کا کام نہیں اور ان کے لیے بالکل یہ جائز نہیں اور پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: "اگر تمہیں علم نہیں تو تم اہلِ علم سے دریافت کر لیا کرو" اور مقلد چونکہ عالم نہیں ہے، اس لیے اس کے لیے اہلِ علم سے دریافت کرنے کے علاوہ کچھ صحیح نہیں اور مطلقا اہلِ علم ہی احکام دین میں مرجع ہیں، کیونکہ وہ شارع کے قائم مقام ہیں اور ان کے اقوال شرع کے قائم مقام ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”علامہ مرغینانی صاحبِ ہدایہ، کاسانی مولف بدائع والصنائع اور علامہ سرخسی، قاضی خان، نسفی ابن قدامہ، ابن تیمیہ، علامہ ابو اسحاق، ابراہیم بن علی بن یوسف صاحب مہذب، اسی طرح زرقانی اور باجی، ابن رشد، شاطبی وغیرہم سب اپنے ائمہ کے مذاہب کو روایت اور درایت کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں ان کے طریق استدلال سے اختلاف کیا جاسکتا ہے مگر ان کے محقق ہونے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔“

(تحریک آزادیٔ فکر صفحہ ۱۹۸)

محدثین کی تقلیدی ذہنیت

حکیم فیض عالم صدیقی نے احادیث بخاری کا رد کرتے ہوئے لکھا:

”ان محدثین، ان شارحینِ حدیث، ان سیرت نویس اور ان مفسرین کی تقلیدی ذہنیت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو اتنی بات کا تجزیہ یا تحقیق کرنے سے بھی عاری تھے کہ یہ واقعہ سرے سے ہی غلط ہے لیکن اس دینی و تحقیقی جرأت کے فقدان نے ہزاروں ایسے پیدا کئے اور پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہمارے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں جو کچھ درج فرمادیا وہ صحیح اور لاریب ہے خواہ اس سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت، انبیاء کرام کی عصمت، ازواج مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھرتی چلی جائیں کیا یہ امام بخاری کی اسی طرح تقلید جامد نہیں جس طرح مقلدین ائمہ اربعہ کی کرتے ہیں۔“

(صدیقۂ کائنات صفحہ ۱۰۵)

حنفیہ محدثین

امام وکیع رحمہ اللہ

ابو معاویہ حافظ عبد الغفور غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام وکیع حنفی۔“

(البیان المحکم صفحہ ۶۰، ناشر: مسجد محمدی اہلِ حدیث فاروقہ تحصیل ساہیوال ضلع

سرگودھا، سن اشاعت: مارچ ۲۰۱۸ء)

امام طحاوی رحمہ اللہ

مولانا ابو الاشبال شاغف لکھتے ہیں:

”بیہقی کی تصنیفات اور طحاوی کی تصنیفات خاص اپنے اپنے مذہب کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ گویا خدمتِ حدیث کی بجائے مذہب و مسلک کی خدمت کو مقدم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگرچہ ان کی کتابوں میں احادیثِ صحیحہ بھی موجود ہیں گویا ان کی تبویب اور تصحیح و تضعیف پر کامل بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۱۵۵)

امام طحاوی رحمہ اللہ پر مسلک کو احادیث پر ترجیح کا الزام غلط ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ وہ حنفی المسلک محدث ہیں۔ اس غرض سے ہم نے مذکورہ عبارت نقل کی ہے۔

امام زیلعی رحمہ اللہ

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے مولانا ضیاء الدین اصلاحی کے حوالہ سے امام زیلعی رحمہ اللہ کی کتاب نصب الرایہ کے تعارف میں لکھا:

”مصنف نے جہاں اس میں حنفی ائمہ کے امہات کتب سے معلومات و مسائل نقل کئے ہیں وہیں شوافع میں بیہقی، نووی اور ابن دقیق العید، مالکیہ میں ابن عبد البر اور حنابلہ میں ابن جوزی اور ابن عبد الہادی وغیرہ اساطین مذہب کی کتابوں کے مباحث و مندرجات کا بھی منتخب حصہ شامل کر دیا ہے۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۳۳۰)

امام عینی رحمہ اللہ

صحیفہ میں لکھا ہے:

”حافظ ابنِ حجر، علامہ عینی، علامہ قسطلانی، علامہ کرمانی وغیر ھم جیسے خدام محدثین جن کا فہرست شارحین حدیث کی صف اول میں شمار ہوتا ہے۔

(نصرۃ الباری کتاب الصلح دسواں پارہ عکس صحیفہ اہل حدیث ۱۳۹۰ھ یکم رجب المرجب)

شیخ زبیر علی زئی نے ابن الترکمانی اور علامہ عینی رحمہا اللہ تعالی کو "ائمہ حدیث" کی فہرست میں شامل کیا ہے۔(علمی مقالات جلد ا صفحہ ۲۶۵)

ائمہ حدیث تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں کو حنفی بھی لکھا ہے۔(توضیح الاحکام جلد ۲ صفحہ ۳۲۴)

ملا علی قاری رحمہ اللہ

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

"ملا علی قاریؒ(م ۱۰۱۴ھ) اور شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ(م ۱۰۵۲ھ)......نے مشکوۃ کی شرحیں لکھی۔"

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۵۲)

حافظ بلال اشرف اعظمی غیر مقلد نے "علمائے احناف" عنوان کے تحت لکھا:

"محمد ظہیر احسن بن علی النیموی الحنفی...... علی بن سلطان محمد المعروف ملا علی القاری ......عبد اللہ بن یوسف زیلعی حنفی۔"

(دوماہی مجلہ نور الحدیث لاہور، مارچ واپریل ۲۰۲۴ء، شمارہ:۳۶ صفحہ ۷۶،۷۵)

مالکیہ محدثین

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ مالکی محدث تھے

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَإِنَّ الْعَامَةَ لاَ بُدَّ مِنْ تَقْلِيْدِ عُلَمَاءِ هَا عِنْدَ النَّازِلَةِ ، رہے عوام تو ان پر پیش آمدہ مسئلہ میں ان کے علماء کی تقلید ضروری ہے۔"

(جامع بیان العلم وفضلہ: ۱۱۴/۲)

آگے فرماتے ہیں:

" وَلَمْ تَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ اَنَّ الْعَامَةَّ عَلَيْها تَقْلِيْدُ عُلَمَاءِ هَا وَاَنَّهُمْ الْمُرَادُوْنَ بِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ ۔علماء کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عوام پر اپنے علماء کی تقلید (ضروری) ہے اور وہ اللہ عزو جل کے قول "پس تم پوچھو اہلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے" کی مراد ہیں۔"

(جامع بیان العلم وفضلہ: ۲/۱۱۵)

انہوں نے یوں بھی اعتراف کیا:

"لِاَنَّا قَلَّدْنَا فِيْهَا عُمَرَ ، ہم نے اس مسئلہ میں عمر کی تقلید کی ہے۔"

(الکافی فی فقہ اہلِ المدینۃ کتاب النکاح باب العقود)

عبد الرشید عراقی لکھتے ہیں:

"حافظ ابن عبد البر فقہی مسلک میں امام مالک بن انس سے وابستہ تھے اور ان کا شمار فقہ مالکیہ کے اکابر فقہا میں ہوتا ہے لیکن وہ جامد مقلد نہ تھے۔"

(کاروان حدیث صفحہ ۱۹۹)

عراقی صاحب اگلے صفحہ پر امام ابن عبد البر کی کتاب "التمہید" کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"یہ مؤطا امام مالک کی عظیم الشان اور شہرۂ آفاق شرح ہے۔ اس کتاب کو حدیث کی عمدہ اور بہترین شروح میں خیال کیا جاتا ہے۔ اسی کی بدولت حافظ ابن عبد البر کو ممتاز محدث اور مالکیہ میں سب سے بلند پایہ محدث اور شارح حدیث قرار دیا گیا ہے۔"

(کاروان حدیث صفحہ ۲۰۰)

عراقی صاحب نے ان کی کتاب "التمہید" کے متعلق لکھتے ہیں:

"مذہب مالکی کی متعلق تنہا یہی کتاب کافی ہے۔"

(کاروان حدیث صفحہ ۲۰۱)

مولانا ثناء اللہ مدنی لکھتے ہیں:

"حافظ ابن عبد البر کے دعویٰ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کی کوئی حیثیت نہیں، یہ محض مالکی مسلک کی حمایت میں ان کی ایک کوشش ہے اس کے سوا عملاً اس کا وجود نہیں۔"

(مقالات اثری جلد ۲ صفحہ ۳۱۸)

شیخ فاروق اصغر صارم لکھتے ہیں:

"حافظ ابو عمر بن عبد البر یوسف بن عبد اللہ القرطبی (۳۶۸ھ، ۴۶۳ھ) آپ کبار مالکی فقہاء سے ہیں۔"

(تفہیم المواریث صفحہ ۱۰۱)

مولانا عبد الرووف جھنڈانگری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ابن عبد البر کا اسم گرامی یوسف بن عبد اللہ ہے، قرطبہ کے رہنے والے مالکی مسلک کے محدث ہیں اندلس میں ۴۶۳ھ میں انتقال فرماگئے۔ "استیعاب" آپ کی مشہور ترین کتاب ہے۔"

(حاشیہ نصرة البخاری فی بیان صحة البخاری صفحہ ۱۴۳)

مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں:

"مالکیہ میں امام ابن عبد البرؒ اور حنفیہ میں ابو بکر رازیؒ فرماتے ہیں کہ..."

(توضیح الکلام صفحہ ۵۴۶)

اثری صاحب نے لکھا:

"یہی قول شافعیہ کا ہے اور اسی کو قاضی اسماعیل اور حافظ ابن عبد البرؒ نے مالکیہ میں سے اختیار کیا ہے۔"

(توضیح الکلام صفحہ ۸۶۴)

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

"ابن عبد البر مشہور محدث ہیں۔ موطا امام مالک کی شرح التمہید لکھی مالکی ہے تھے لیکن اندھے مقلد نہ تھے۔"

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۴۹)

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”میرا تو تجربہ ہے جب تک دنیا میں تقلید شخصی موجود ہے اہلِ علم کی آبرو محفوظ نہیں رہ سکتی۔ آپ حافظ ابن العربی کی احکام القرآن ملاحظہ فرمایئے خود مالکی ہیں لیکن امام شافعی کا تذکرہ کس حقارت کے ساتھ کر جاتے ہیں۔“

(تحریک آزادی فکر صفحہ ۲۶۶)

ہم نے اس عبارت کو صرف اس غرض سے نقل کیا کہ حافظ ابن العربی رحمہ اللہ ”مالکی مقلد“ ہیں۔

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے ابن العربی کے حالات میں ”فقہی مذہب“ عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

”امام ابن العربی امام مالک کے فقہی مسلک سے وابستہ تھے۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۲۳۰)

خود اثری صاحب لکھتے ہیں:

”علامہ ابن العربیؒ اور قرطبیؒ فقہ مالکی کے امام ہیں۔“

(توضیح الکلام صفحہ ۸۸ طبع جدید)

شافعیہ محدثین

امام ابو عوانہ رحمہ اللہ

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

”حضرت ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی (المتوفی ۳۱۶ھ) مؤلف مسند صحیح ابو عوانہ ۔ یہ کتاب صحیح مسلم کا استخراج ہے۔ ابو حاتم، ابو زرعہ اور امام مسلم کے شاگرد ہیں۔ شافعی ہیں۔ تحصیل علم کے لئے بے شمار سفر کئے۔“

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۴۸)

امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

”حضرت ابونعیم اصفہانی (پیدائش ۳۳۶ھ المتوفی ۴۳۰ھ) ابونعیم اصفہانیؒ کے شاگردِ خاص خطیب بغدادیؒ ہیں۔ مؤلف حلیۃ الاولیاء، دلائل النبوۃ۔ فقہ میں شافعی اور کلام میں اشعری ہیں۔“

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۴۹)

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

”خطیب بغدادی (پیدائش ۳۹۲ھ المتوفی ۴۶۳ھ) خطیب بغدادیؒ ابونعیم اصفہانی کے شاگرد ہیں۔ مؤلف الکفایۃ فی علوم الروایۃ شافعی اور اشعری تھے۔ تاریخ بغداد ان کی مشہور کتاب ہے۔“

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۴۹)

مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں:

”خطیب بغدادیؒ سے لے کر حافظ ابن حجرؒ تک بعض علمائے شافعیہ پر ان کی تنقید بھی اہلِ علم کے ہاں معلوم ومعروف ہے۔“

(مقالات اثری: ۱/۱۶۳)

اثری صاحب نے مزید لکھا:

”حافظ ابن حجرؒ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ شافعی ہیں۔“

(مقالات اثری: ۲/۳۷)

عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے خطیب بغدادی کے حالات میں ”فقہی مسلک“ عنوان قائم کر کے لکھا:

”خطیب شافعی المذہب تھے اور ان کا شمار اکابر شافعیہ میں ہوتا تھا“

(کاروان حدیث صفحہ ۲۱۰)

عراقی صاحب نے مزید لکھا:

"امام ابو بکر خطیبؒ کو اپنی فقہی عصبیت کی وجہ سے ابتلاء و محن سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ شافعی المذہب تھے......"

(کاروان حدیث صفحہ ۲۱۰)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے خطیب کے متعلق لکھا:

"وکان من کبار الشافعية، وہ کبار شافعیہ میں سے تھے۔"

(تذکرہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۴ بحوالہ طائفہ منصورہ صفحہ ۱۲۷)

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

"امام بیہقیؒ امام حاکمؒ کے شاگرد ہیں۔ شافعی تھے۔ نیشاپور میں انتقال کیا۔"

(حدیث کی ضرورت و اہمیت صفحہ ۲۴۹)

امام مروزی رحمہ اللہ

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے امام مروزی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا:

"فقہی مسلک میں امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے۔"

(سیرت امام بخاری صفحہ ۴۴)

عراقی صاحب نے امام مروزی کے بارے میں یہ بھی لکھا:

"مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات تھے۔"

(سیرت امام بخاری صفحہ ۴۴)

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ

شیخ زبیر علی زئی نے محدث ابن الصلاح رحمہ اللہ کو تقلیدی......اور......غالی شافعی...... کہا۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"غالی شافعی حافظ ابن الصلاح۔"

(علمی مقالات: ۴/ ۱۷۳)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''ابن الصلاح (تقلیدی) نے عامی (مقلد) کے بارے میں لکھا ہے ''**فان کان شافعیا لم یکن له ان یستفتی حنفیا ولا یخالف امامه**'' پس اگر وہ شافعی ہے تو اسے حنفی سے مسئلہ نہیں پوچھنا چاہیے اور اپنے امام کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ (ادب المفتی والمستفتی:۸۷، مکتبہ شاملہ) ابن الصلاح کے بارے میں اور بھی کئی باتیں ہیں۔''

(علمی مقالات:۶/۱۵۴)

مزید لکھتے ہیں:

''کیا وہ ابن الصلاح (تقلیدی) کے منہج پر ہیں۔''

(علمی مقالات:۶/۴۰۷)

دونوں جگہ قوسین میں ''تقلیدی'' لفظ بھی علی زئی صاحب کا تحریر شدہ ہے۔

شیخ کفایت اللہ سنابلی لکھتے ہیں:

''یہاں پر زبیر علی زئی صاحب نے امام ابنِ الصلاح رحمہ اللہ کو 'تقلیدی' کہا ہے جب کہ بعض مقامات پر خود موصوف نے امام ابنِ الصلاح رحمہ اللہ کی اندھی تقلید کی ہے جیسا کہ ہم نے زیادتِ ثقہ والے مضمون میں وضاحت کر دی ہے۔''

(حدیثِ یزید محدثین کی نظر میں صفحہ ۷)

شیخ القراء والمحدثین محمد بن جزری رحمہ اللہ

قاری صہیب احمد میر محمدی غیر مقلد نے ''شیخ القراء والمحدثین محمد بن جزری رحمہ اللہ'' مضمون میں لکھتے ہیں:

''قاری محمد سلیمان اپنی کتاب فوائد مرضیہ میں لکھتے ہیں: ...... صحیح بات یہی ہے کہ یہ مذہبی انتساب ہے، چنانچہ ابن جزری کے صاحب زادے نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ: ''تاریخ کی اس مشہور حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ ابن جزری جلیل القدر علماء شافعیہ میں سے ہوئے ہیں۔ قیاس یہ چاہتا تھا کہ نسبت کو ملا کر مقلد کو شافعی ''الشافعی'' کہا جاتا، لیکن اختصار کے پیشِ نظر ایک نسبت کو حذف کر دیتے ہیں۔''

(ماہ نامہ رشد لاہور، اشاعتِ خاص قراءات نمبر، حصہ اول، جون ۲۰۰۹ء صفحہ ۶۳۵)

علامہ منذری رحمہ اللہ

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے علامہ منذری رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا:

’’فقہی اعتبار سے امام شافعی کے مذہب سے وابستہ تھے۔‘‘

(کاروان حدیث صفحہ ۲۴۸)

امام دار قطنی رحمہ اللہ

شیخ ابو الاشبال شاغف لکھتے ہیں:

’’بیہقی اور دار قطنی وغیرہ جو امام شافعی کے مقلدین شمار ہوتے ہیں، ان کی تصانیف میں اپنے مقلّد امام کی ترجمانی کو مقدم رکھا گیا ہے لہذا ان سے فائدہ اُٹھانا آسان نہیں ہے۔‘‘

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۱۶۲)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

محمد عارف اثری غیر مقلد (مدرس جامعۃ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص) نے شیخ بدیع الدین راشدی کے تذکرہ میں لکھا:

’’شاہ صاحب نے اس کتاب میں شوافع کے تین بڑے قابلِ اعتبار اشخاص: (۱) علامہ جلال الدین السیوطی (۲) علامہ حموی شافعی (۳) امام بیہقی کے رموزات بھی نقل فرمائے ہیں۔‘‘

(مجلہ بحر العلوم میر پور خاص شیخ العرب و العجم نمبر سلسلہ اشاعت نمبر ۹ ۲۰۰۷ء صفحہ ۴۳۹، ۴۴۰)

امام بیہقی رحمہ اللہ

مولانا بدیع الدین راشدی نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا:

’’شافعی مذہب کے اس چوٹی کے عالم...‘‘

(تصحیح آٹھ رکعت تراویح صفحہ ۵۳)

علامہ عبد الرشید عراقی نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے حالات میں ’’فقہی مذہب‘‘ عنوان قائم کر کے لکھا:

”امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی کا شمار شافعی مذہب کے اکابر ائمہ میں ہوتا ہے۔ ان کو اس مذہب سے غیر معمولی شغف تھا اور اس مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی تہذیب و تنقیح میں انہوں نے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ شافعی مذہب کو امام بیہقی کی ذات سے بڑا فائدہ پہنچا۔ علمائے فن، ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے مذہب شافعی کی ترقی و ترویج میں امام بیہقی کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن سبکی فرماتے ہیں کہ کوئی شافعی المذہب ان کی تصنیفات سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں امام الحرمین ابو المعالی جوینی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ: امام بیہقیؒ کے علاوہ کوئی ایسا شافعی المذہب نہیں ہے جس پر امام شافعیؒ کے احسانات نہ ہوں لیکن امام بیہقی کا خود امام شافعی پر احسان ہے، کیوں کہ ان کی تصنیفات سے ان کے مذہب و مسلک کی بڑی تائید و اشاعت ہوئی ہے، وہ تمام شوافع میں اس مذہب کے اصول و فروع کی حمایت میں پیش پیش رہے ہیں اور اس کی تفریع و تخریج اور توضیح و تشریح کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۱۸۹)

ایک کتاب میں لکھا ہے:

”امام بیہقی جو اصحاب شافعی علیہا الرحمہ سے تھے کے حق میں کہا گیا... امام شافعی کے اصحاب میں سوا احمد بیہقی کے ایک بھی ایسا نہیں جس پر امام شافعی کا احسان (علم) نہ ہو مگر امام شافعی خود بیہقی کے ممنون کرم ہیں۔“

(حاشیہ تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ ۲۰۶)

مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں:

”امام بیہقی م ۴۵۸ھ جنہیں حامل لواء الشافعیؒ کہتے ہیں نے بھی صراحت کی ہے کہ امام شافعیؒ کے دو قول ہیں۔“

(توضیح الکلام صفحہ ۹۳)

امام بیہقی رحمہ اللہ اشعری اور شافعی

میمونہ اسلام (لیکچرز ڈگری کامرس کالج فار وومن سرگودھا) نے ”امام بیہقی رحمہ اللہ کا عقیدہ و فقہی مسلک“ عنوان قائم کر کے لکھا:

”امام بیہقی رحمہ اللہ اشعری عقیدہ رکھتے تھے...... فروع میں امام بیہقی رحمہ اللہ امام شافعی کے مسلک پر تھے۔ ان کا یہ مسلک شاید اپنے شیخ حاکم رحمہ اللہ کے زیر اثر تھا۔ کیوں کہ وہ اپنے زمانہ کے بلند پایہ شافعی امام تھے۔ انہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک طویل عرصہ غور وخوض کے بعد اختیار کیا۔“

(السنن الکبری کی تدوین میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا منہج صفحہ ۹ مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

میمونہ اسلام نے امام ابو المعالی الجوینی رحمہ اللہ سے نقل کیا:

”کوئی بھی شافعی فقیہ نہیں ہے جس پر امام شافعی رحمہ اللہ کے احسانات نہیں سوائے ابو بکر بیہقی کے ان کے امام شافعی رحمہ اللہ پر احسانات ہیں کہ انہوں نے اپنی تصانیف کے ذریعے ان کے مذہب کی مدد کی۔“

(حوالہ مذکورہ صفحہ ۲۰)

امام نووی رحمہ اللہ

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فَعَلٰى هٰذَا يَلْزَمَهٗ اَنْ يَّجْتَهِدَ فِيْ اخْتِيَارِ مَذْهَبٍ يُّقَلِّدُهٗ عَلَى التَّعْيِيْنِ۔

(المجموع شرح المہذب للنووی: ۱/۹۱)

اسی وجہ سے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ کوشش کر کے کوئی ایک مذہب اختیار کر لے پھر معین طور پر اُسی کی تقلید کرے۔“

امام نووی رحمہ اللہ نے حدیث کے جملہ ”ائمہ کے ساتھ خیر خواہی“ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

”وَاِنَّ مِنْ نَّصِيْحَتِهِمْ قُبُوْلَ مَا رَوَوْهُ وَتَقْلِيْدَهُمْ فِي الأَحْكَامِ وَاِحْسَانَ الظَّنِّ بِهِمْ ،ان کی خیر خواہی یہ ہے کہ جسے انہوں نے روایت کیا ہے اسے قبول کیا جائے، احکام میں ان کی تقلید کی جائے اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے۔

(شرح مسلم:۱/۵۴،قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ عبد الرشید عراقی غیر مقلد نے امام نووی رحمہ اللہ کے حالات میں ”فقہی مسلک“ کا عنوان قائم کر کے لکھا:

”امام نوویؒ امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے مسلک سے وابستہ تھے اور ان کا شمار اکابر فقہاء اور شوافع کے شیوخ میں ہوتا تھا۔ انہوں نے شافعی مذہب کی گوناگوں خدمات سر انجام دیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں:” شافعی مذہب کی تحقیق و تصحیح ،ضبط و تنقیح ، تحریر و تدوین اور ترتیب و تہذیب میں ان کا بڑا حصہ ہے اور وہ اس مذہب کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۲۵۳)

عراقی صاحب آگے لکھتے ہیں:

” علمائے طبقات و تراجم نے لکھا ہے کہ:” حدیث کی طرح فقہ و افتاء میں ان کو امتیاز حاصل تھا۔ وہ شافعی مذہب کے معتمد اور لائق اعتبار مفتی اور صاحب کمال امام تھے۔ شافعی مذہب کی ترقی و ترویج میں ان کا بڑا حصہ ہے اور اس مذہب کے چوٹی کے علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۲۵۴)

عراقی صاحب آگے لکھتے ہیں:

” حافظ ابن کثیر نے محی الدین، علامہ وقت ، مذہب شافعی کے شیخ، جلیل القدر فقیہ و محدث کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔“

(کاروان حدیث صفحہ ۲۵۶)

عراقی صاحب اسی صفحہ میں آگے لکھتے ہیں:

”امام نووی شافعی المذہب تھے اور ان کا شمار اس مذہب کے اساطین میں ہوتا تھا“

(کاروان حدیث صفحہ ۲۵۶)

عبد الغنی قاضی لکھتے ہیں:

"نامور شافعی فقیہ اور عالم امام نووی کا قول ہے…"

(محدث، شمارہ: ۳۲۰ صفحہ ۴۰)

مولانا عبد الرشید اظہر غیر مقلد (مدرس مدرسہ سعیدیہ خانیوال) لکھتے ہیں:

"آپ نہایت منصف مزاج اور شستہ قلم مصنف تھے۔ اپنی تصانیف میں شافعی المسلک ہونے کے باوجود امام ابو حنیفہ کے اقوال نقل کرتے تھے۔"

(فتاویٰ علمائے حدیث: ۵۷/۴، ناشر مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور، طباعت دوم جنوری ۲۰۱۱ء)

مولانا عبد الروف سندھو لکھتے ہیں:

"امام نووی کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں (مذہب شافعیہ میں) صحیح یہ ہے کہ ہر رکعت میں تعوذ مستحب ہے۔"

(القول المقبول صفحہ ۴۴۵ طبع چہارم، مقام اشاعت شارجہ متحدہ عرب امارات، تاریخ اشاعت اگست/۲۰۰۰ء)

قوسین میں درج "مذہب شافعیہ میں" الفاظ بھی سندھو صاحب کے ہیں۔

سندھو صاحب دوسری کتاب لکھتے ہیں:

"امام نووی معروف شافعی ہیں شافعی مذہب میں ان کی کتب ہیں مثال کے طور پر "المھذب" جو شافعی فقہ کی معتبر کتاب ہے اس کی شرح "المجموع" انہی کی ہے۔"

(احناف کی چند کتب پر ایک نظر صفحہ ۱۵۴)

شیخ فاروق رفیع نے امام نووی رحمہ اللہ کی عبارت نقل کی:

"ہمارے اصحاب (شافعیہ) کی ایک جماعت اور دیگر علماء کا موقف ہے۔"

(داڑھی اور خضاب: حقیقت کیا؟ افسانہ کیا؟ صفحہ ۶۶)

قوسین میں "شافعیہ" لفظ فاروق رفیع صاحب کا ہے۔

امام مزنیؒ، امام بویطی، امام شیرازی رحمہم اللہ

مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں:

”پھر کیا امام مزنیؒ، امام بویطی، امام شیرازیؒ، امام نووی اور اکثر شافعیہؒ حذاق شافعیہ میں شمار نہیں ہوتے؟“

(توضیح الکلام صفحہ ۹۸)

امام ابن حجر رحمہ اللہ

مولانا ابو الاشبال شاغف نے بخاری کی شروحات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

”اس کی سب سے مشہور و معروف شرح حافظ ابن حجر عسقلانی کی ”فتح الباری“ ہے۔ یہ شرح سب سے زیادہ مفید اور کام کی ہے۔ البتہ حافظ نے جہاں کہیں اشعریت اور شافعیت و صوفیت کو ترجیح دینے کی کوشش کی ہے اسے چھوڑ کر اس شرح سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۱۲۷)

شاغف صاحب آگے لکھتے ہیں:

”حافظ ابن حجر نے کافی حد تک اس بات کا خیال رکھا کہ وہ اس کتاب [صحیح بخاری (ناقل)] کی ترجمانی کا حق ادا کر سکیں، لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے بلکہ اشعریت و شافعیت اور تقلید کی راہ میں وہ بھی غرق ہونے سے نہ بچ سکے۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۱۶۰)

شاغف صاحب نے ایک شافعی المسلک شخص سے بات کرتے ہوئے کہا:

”آپ کے ایک بہت بڑے امام حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں مختلف مسلکوں کا ذکر کیا ہے۔“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۳۱۵)

شاغف صاحب نے فتح الباری میں درج فقہ شافعی کو اپنے خلاف پایا تو اپنے غیر مقلدین کو اک نئی شرح لکھنے کا مشورہ دیتے ہوئے لکھا:

"فتح الباری کی تلخیص کریں جو مسائل اہلِ حدیث مسلک کے خلاف ہیں اسے حذف کریں"

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۳۹۵)

علامہ عبد الرشید عراقی لکھتے ہیں:

"حافظ ابنِ حجر کے اکابر شیوخ اور تلامذہ کی غالب تعداد شوافع کی نظر آتی ہے۔ طبعی طور پر حافظ صاحب بھی متشدد تھے، بلکہ ان کا تشدد تعصب کی حدوں میں داخل تھا۔"

(کاروانِ حدیث صفحہ ۳۳۹)

عراقی صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"حافظ ابن حجرؒ شافعی مذہب سے وابستہ ہیں۔"

(چالیس علمائے اہلِ حدیث صفحہ ۳۴۹)

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

"شوافع بذات خود اس طبقاتی تقسیم کے مخالف ہیں مثلاً: ۱ حافظ ابن حجر نے اپنے نزدیک طبقہ ثانیہ کے مدلس سلیمان الاعمش کی معنعن روایت کو معلول (ضعیف) قرار دیا۔"

(علمی مقالات: ۶/۲۲۸)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو "شافعی المذہب" کہا۔ حوالہ آگے علامہ سیوطی کے تذکرہ میں میں آرہا ہے، ان شاء اللہ۔

مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں:

"حافظ ابن حجرؒ جو شافعی معروف ہیں۔"

(مقالات اثری: ۱/۹۴)

اثری صاحب اپنے بزرگ مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد کی عبارت نقل کرتے ہیں:

"حافظ ابن حجرؒ تو شافعی ہیں لیکن حافظ زیلعیؒ بڑے پختہ کار حنفی محدث ہیں۔"

(مقالات اثری: ۲/ ۴۰)

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

"حضرت ابن حجر عسقلانی (پیدائش ۷۷۳ھ، المتوفی ۸۵۲ھ) امیر المؤمنین فی الحدیث کہلاتے ہیں۔ فقہ میں شافعی تھے۔ امام سخاویؒ ان کے شاگرد ہیں۔ مؤلف فتح الباری شرح صحیح بخاری، بلوغ المرام وغیرہ وغیرہ۔"

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۵۳)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب "الاکلیل" میں فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے متعلق مذکور ہے:

"**انه استدل بها علی جواز تقلید العامی فی الفروع**، اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ عام آدمیوں کے لیے فروعی مسائل میں تقلید جائز ہے۔"

(الاکلیل بحوالہ احکام القرآن للجصاص: ۲/ ۲۶۲)

غیر مقلدین کے "مجدد" نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

"حافظ ابن عبد السلامؒ اور ان کے تلمیذ حافظ ابن دقیق العیدؒ اور ان کے شاگرد علامہ ابن سید الناسؒ اور ان کے شاگرد حافظ زین الدین العراقیؒ اور ان کے شاگرد حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور ان کے شاگرد امام جلال الدین سیوطیؒ تمام اکابر شافعی المذہب تھے۔"

(الجنۃ صفحہ ۲۳ بحوالہ الکلام المفید صفحہ ۱۲۶)

مولانا بدیع الدین راشدی غیر مقلد نے "شوافع کا مذہب" عنوان قائم کر کے درج ذیل علماء کے حوالے دیئے:

"علامہ جلال الدین سیوطی... علامہ حموی شافعی... امام بیہقی۔"

(تصحیح آٹھ رکعت تراویح صفحہ ۵۳)

مولانا ارشاد الحق اثری نے لکھا:

”شافعیہ مثلاً علامہ حسن چلپیؒ، علامہ سیوطی اور علامہ الکفویؒ۔“

(توضیح الکلام صفحہ ۶۲۲)

امام آجری رحمہ اللہ

ایک صاحب لکھتے ہیں:

”اس کتاب کے مصنف ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ آجری ہیں۔ بغداد کے مضافات میں ایک قصبہ آجر ہے، اس کی نسبت سے آج کہلاتے ہیں۔ علوم اسلامیہ میں کمال حاصل کیا ۔ مشہور محدث ابو نعیم صاحب الحلیہ ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۳۳۰ھ تک بغداد ہی میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ رہا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کی تیس سال تک مکہ مکرمہ میں تعلیم دیتے رہے اور یکم محرم بروز جمعہ ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔ خطیب بغدادی، ابن جوزی، ابن خلکان، تاج سبکی، ذہبی وغیرہ نے ان کا تعارف کراتے ہوئے بہت تعریف کی ہے کہ آپ ثقہ، راست باز، دین دار، نیک، عبادت گزار، محدث اور فقیہ تھے۔ آپ کی تصانیف تو بہت زیادہ تھیں جو آج کل نایاب ہو چکی ہیں۔ اس وقت آپ کی بیس تصانیف مختلف موضوعات پر دستیاب ہیں۔ اور سبھی اپنے مضمون میں بہترین کتابیں ہیں۔ مشہور یہی ہے کہ آپ شافعی المذہب تھے، لیکن بعض نے ان کو علماء حنابلہ میں شمار کیا ہے۔ بہر حال جو بھی تھے، خوب تھے۔ آپ کی کتاب ”اخلاق العلماء“ جس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ مبلغین اور علماء کرام کے لئے بے حد مفید ہے۔“

(تصدیر اخلاق العلماء صفحہ ۳، ترجمہ: محمد بن سلیمان کیلانی ناشر: ادارہ احیاء السنۃ گھرجاکھ گرجرانوالہ)

امام ابن اثیر جزری رحمہ اللہ

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

”ابن اثیرؒ شافعی ہیں۔ موصل میں انتقال کیا۔ النھایۃ فی غریب الحدیث کے علاوہ جامع الاصول ان کی مشہور کتب ہیں۔ صحاح ستہ کو جمع کیا۔“

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۵۱)

صاحبِ مشکوۃ شافعی تھے

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

"حضرت ولی الدین خطیب بغدادی التبریزی (المتوفی ۷۳۷ھ) مؤلف مشکوۃ المصابیح امام بغویؒ کی کتاب المصابیح السنۃ میں تیسری فصل کا اضافہ کیا۔ شافعی ہیں۔"

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۵۲)

حنابلہ محدثین

امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

"امام منذریؒ ابن قدامہ حنبلی کے شاگرد ہیں۔"

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۴۹)

امام ابن مندہ رحمہ اللہ

شیخ بدیع الدین راشدی لکھتے ہیں:

"مذاہب اربعہ کے علماء کرام سے بھی اس بارے میں ثبوت موجود ہیں مثلاً...... حنبلی مذہب کے مشہور عالم ابو القاسم عبد الرحمن بن محمد بن اسحاق بن مندہ (۴۷۰ھ) بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھنے کے قائل تھے۔"

(احکام البسملة صفحہ ۱۳۹، ناشر: دعوت اہلِ حدیث پبلی کیشنز حیدر آباد، اشاعت اول ۲۰۰۵ء)

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ

شیخ خلیل الرحمن چشتی لکھتے ہیں:

''امام ابن الجوزیؒ حنبلی تھے۔ واعظِ بغداد اور بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ جرح و تعدیل کے امام ہیں۔''

(حدیث کی ضرورت واہمیت صفحہ ۲۵۰)

علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ

غازی عزیز نے لکھا:

''صاحب التنقیح والتحقیق علامہ ابن عبد الهادی حنبلیؒ۔''

(روزہ: احکام ومسائل صفحہ ۱۷۳، تالیف: مولانا محمد امین اثری غیر مقلد، کلیۃ البنات للدراسات الاسلامیۃ خیابان روڈ ڈیرہ غازی خاں)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ہوسکتا ہے کہ ان محدثین میں سے کسی محدث کی بابت یہ بات مل جائے کہ انہوں نے کچھ مسئلوں میں اپنے امام سے اختلاف کیا ہے۔ پھر اس کو بنیاد بنا کر کوئی کہنے لگے کہ وہ مقلد نہ تھے۔ اس لئے ہم اس کا جواب بھی نقل کر دیتے ہیں۔

مولانا ارشاد الحق اثری نے لکھا:

''بعض مسائل میں ان کا رجحان اگر حنفی موقف کے خلاف ہے تو یہ ان کے ''غیر مقلد'' ہونے کی دلیل نہیں''

(تنقیح الکلام صفحہ ۳۶۷)

محترم عادل زمان فاروقی صاحب فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی

ہر مسئلے کا حل صحیح بخاری سے غیر مقلدین کے مغالطے کا جواب

اللہ رب العزت نے کامیابی کا مدار دین اسلام پر عمل پیرا ہونے میں رکھی ہے۔اور امت مسلمہ کو قرآن، سنت، اجماع امت، قیاس شرعی، جیسی عظیم دولت سے نوازا ہے۔ شریعت کے بعض مسائل قرآن سے ثابت ہونگے بعض سنت رسول ﷺ سے بعض اجماع امت سے بعض قیاس شرعی سے دین اسلام کی اساس چار ہیں شریعت اسلامی کا عقیدہ ہو تو قرآن و سنت اور اجماع سے ہاں یہ الگ بات ہے۔ کہ اس عقیدے اور مسئلہ کی نوعیت الگ ہوگی اگر اس کا تعلق ضروریات دین کے ساتھ ہو تو اس کا حکم الگ اگر اس کا تعلق ضروریات اہلسنت کے ساتھ ہو تو اس کا حکم الگ ہوگا بہر حال ان چاروں دلائل سے مسئلہ ثابت ہوگا ان میں سے کسی ایک پر زور نہیں دیا جائے گا کہ فلاں سے سے پیش کرو خاص دلیل کا مطالبہ کرنا مسلمانوں کا طرز و انداز نہیں بلکہ مشرکین کی صفت قبیحہ ہے۔ فرمائشی اور خاص معجزات کا مطالبہ کرنا جو آدمی یہ طرز اختیار کرے تو اس کی اس شاطرانہ پالیسی کو بھانپ لینا چاہیے کہ یہ دجل و فریب سے کام لے رہا ہے۔ جیسے ایک آدمی یہ مطالبہ کرے کہ مسئلہ صرف قرآن سے دکھاؤ دیگر دلائل سے صرف نظر کرلے اور اپنی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرے تو اس کی یہ بات درست نہیں اصول کے خلاف ہے۔ یہ طرز نام نہاد اہل قرآن اختیار کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں حالانکہ دیکھا جائے تو وہ خود بھی قرآنی تعلیمات پر عمل نہیں کرتا یہ صرف ایک دھوکہ ہے۔ اپنے گمراکن عقائد کا پرچار کرنے کے لیے اسی طرح غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث حضرات بھی ہیں ان کا دعوی ہے۔ دین اسلام کے دو اساس ہیں قرآن اور حدیث صرف یہی بنیاد ہے۔ غیر مقلدین حضرات کے پیشوا مولانا جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں:

> برادران! آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دی ہیں ایک میں کلام اللہ اور دوسرے میں کلام رسول اللہ اب نہ تیسرا ہاتھ ہے۔نہ تیسری چیز (طریق محمدی)

اس کے علاوہ اجماع امت اور قیاس شرعی کو نہیں مانتے قرآن اور حدیث کے دعوے دار ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو گمراہ کرسکیں قیاس کے بارے میں غیر مقلد عالم محمد ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

قیاس نہ کرو! کیونکہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا-(الظفر المبین)

غیر مقلدین بھی دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہیں صحاح ستہ کے علاوہ بھی احادیث مبارکہ کا بہت بڑا ذخیرہ مختلف کتب احادیث کی صورت میں حضرات محدثین رحمھم اللہ نے جمع کیا ہے۔ غیر مقلدین حضرات کتب احادیث میں سے صحیح بخاری کا نام زیادہ لیتے ہیں اور اس پر زیادہ زور دیتے ہیں ان کا مطالبہ بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ بخاری سے حدیث دکھاؤ بخاری سے حدیث دکھاؤ، اس طرح بار بار بخاری کا نام لیتے ہیں یہ نعرہ لگا کر لوگوں کو یہ باور کروانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا ہر مسئلہ بخاری سے ثابت ہے۔ جس طرح مماتیوں کا باطل دعوی ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ہر عقیدے پر قرآن ہے۔ بخاری کے علاوہ دیگر کتب احادیث اجماع امت اور قیاس شرعی کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث حضرات جن کا دعوی ہے۔ کہ ہم ہر مسئلے کا حل صحیح بخاری سے لیتے ہیں اور احناف فقہ کی کتابوں سے بہشتی زیور، تعلیم الاسلام، قدوری، کنز، شرح وقایہ، ہدایہ، شامی، عالمگیری، وغیرہ سے عوام میں یہ تاثیر قائم کرتے ہیں کہ ہم غیر مقلدین قرآن و حدیث پر عمل پیرا ہیں ہمارے پاس آؤ گے تو قرآن و حدیث ملے گا اور احناف کے پاس فقہ ملے گی ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کے پاس قرآن و حدیث نہیں ہے۔ یہ فقہ کو قرآن و حدیث سے الگ کر دیتے ہیں میں نے آپ کے سامنے اس بات کو آشکارا کر دیا ہے۔ کہ ہم کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اجماع امت اور قیاس شرعی کے قائل ہیں اہلسنت والجماعت کے جو چار اصول ہیں ان کی حجیت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔- دفع دخل مکدر کے طور پر قرآن سنت اجماع امت اور قیاس شرعی کی حجیت پر صرف قرآن سے ایک ایک آیت مبارکہ پر اکتفا کروں گا اگر احادیث کی طرف جائیں تو تحریر لمبی ہو جائے گی اگر غیر مقلدین کی طرف سے کوئی اعتراض آتا ہے۔ تو پھر احادیث مبارکہ کو بھی پیش کر دیں گے- قرآن کی اتباع کرو، **اتبعو ا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلا ما تذکرون** (سورہ اعراف آیت نمبر ۳) سنت کی اتباع، **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم** (سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۱) اجماع امت کی، **ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المئومنین نوله ما تولی ونصله جهنم وسآءت مصیرا** (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۵) قیاس شرعی کی، **واتبع سبیل من اناب الی** (سورہ لقمان آیت

نمبر ۱۵) فقہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے۔ متکلم اسلام سفیر احناف استاذی المکرم حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ فقہ کی تعریف کرتے ہیں فرماتے ہیں قرآن سنت اجماع امت اور قیاس شرعی سے ثابت شدہ مسئلے کا نام فقہ ہے۔ (صراط مستقیم کورس) ہم پوری بات کرتے ہیں اور مکمل اصولوں کو مانتے ہیں غیر مقلدین حضرات قرآن وحدیث کا نعرہ لگاتے ہیں اپنی مطلب کی بات لیتے ہیں عوام کو گمراہ کرنے کے لیے اور پر سکون فضا میں ہنگامہ برپا کر دیتے ہیں ہر مسئلہ صحیح بخاری سے لیتے ہیں یہ ان کا دجل و فریب ہے۔ اس باطل نعرے کی کلی آپ کے سامنے کھولتا ہوں اور کچھ مسائل حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ کے اور متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظ اللہ کے علوم کی روشنی میں سپرد قرطاس کرتا ہوں۔

(۱) صحیح بخاری میں کتاب الاذان ہے۔ پر کلمات اذان نہیں ہے۔ غیر مقلدین اذان دینا چھوڑ دیں کیونکہ صحیح بخای میں اذان نہیں ہے۔

(۲) کتاب العیدین صحیح بخاری میں ہے۔ پر نماز عید کا طریقہ نہیں ہے۔ عید کی نماز ادا کرنا بھی چھوڑ دیں۔

(۳) کتاب الجنائز صحیح بخاری میں ہے۔ پر نماز جنازہ کا طریقہ نہیں ہے۔ اپنے مردوں پر نماز جنازہ ادا کرنا چھوڑ دیں۔

(۴) پہلا کلمہ صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ کلمہ پڑھنا بھی چھوڑ دیں۔

(۵) صحاح ستہ میں محدثین انما الاعمال بالنیات، والی حدیث لائے ہیں لیکن کتاب الصلوۃ میں کوئی بھی نہیں لایا ہے۔ کیا غیر مقلدین حضرات بغیر نیت کے نماز پڑھتے ہیں حالانکہ نماز میں نیت ضروری ہے۔ لیکن صلوۃ میں کوئی نہیں لایا۔

(۶) غیر مقلدین سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں ہے۔

(۷) نماز میں تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر کوئی آدمی تکبیر تحریمہ کہے۔ بغیر نماز شروع کرے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۸) نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر کوئی آدمی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین نہ کرے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۹) نماز میں ہاتھ باندھنا فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر کوئی آدمی ہاتھ نہ باندھے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۱۰) نماز میں ثناء پڑھنا فرض ہے۔ واجب ہے۔ سنت ہے۔ یا مستحب اگر آدمی ثناء نہ پڑھے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(۱۱) درود شریف صحیح بخاری میں ۱۱ مرتبہ آیا ہے۔ لیکن کتاب الصلوۃ میں نہیں ہے۔ بلکہ بخاری میں کوئی روایت بھی نہیں ہے۔ کہ نماز میں درود پڑھو۔

(۱۲) بخاری میں کوئی روایت نہیں نہیں ہے۔ کہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر بول فرمایا ہو بلکہ کھڑے ہو کر بول فرمانے کی چار روایتیں موجود ہیں غیر مقلدین بیٹھ کر پیشاب نہ کریں کیونکہ بیٹھ کر کرنے کی کوئی روایت نہیں ہے۔

(۱۳) ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سن لینے سے سجدہ واجب ہو گا یا نہیں۔

(۱۴) ٹیلیفونک نکاح کا کیا حکم ہے۔

(۱۵) حالت روزہ میں انجکشن لگوانے کا کیا حکم ہے۔

(۱۶) انتقال خون کا کیا حکم ہے۔

غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیث حضرات کی خدمت میں گزارش ہے۔ اور میری طرف سے ذریت غیر مقلدیت کو کھلا چیلنج ہے۔ کہ ان مسائل کا حل صحیح بخاری سے دکھائیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ چند مسائل مشت نمونہ از خروارے کے طور قلمبند کر دیئے۔ ہر مسئلے کا حل بخاری سے یہ نعرہ صرف اپنی کارستانیوں کی قباحت پر پردہ ڈالنا اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس تحریر میں ان کے اس پرپگنڈے کو بے نقاب کیا ہے۔ کہ ہم ہر مسئلے کا حل صحیح بخاری سے لیتے ہیں پھر کسی شمارے میں وہ احادیث مبارکہ ذکر کروں گا ان شاء اللہ جو صحیح بخاری میں ہیں جن کی غیر مقلدین مخالفت کرتے ہیں ان احادیث مبارکہ پر عمل نہیں کرتے بلکہ ان کے خلاف دوسرا موقف اختیار کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے۔ کہ تمام امت مسلمہ کی تمام گمراہ کردہ فتنوں سے اور غیر مقلدین کی چالاکیوں سے حفاظت فرمائے اور اہلسنت والجماعت کے ساتھ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرما آمین۔

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب حفظہ اللہ

کیا امام صاحب نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا؟

دلائل کے میدان میں احناف سے شکست کھانے والی جماعت فرقہ غیر مقلدین اپنی غیر مقلدیت کی مردہ تحریک میں جان ڈالنے کے لئے مختلف قسم کے بے اصول وبے سروپا اعتراضات کرتے ہیں تاکہ کم از کم کوئی عام بندہ شکوک کا شکار ہو کے فقہ حنفی سے بد ظن ہو کر مسلک غیر مقلدیت کو قبول کریں۔ اعتراضات کا سہارا لیکر کسی کو پھنسانا کوئی کمال نہیں کیونکہ عوام علمی اعتبار سے خالی الذھن ہوتے ہیں ان کو اگر کوئی دہری (یعنی منکر خدا) خدا کے موجود نہ ہونے پر دلائل دینا شروع کریں تو بھی یہ بندہ متاثر ہو گا کوئی عیسائی، یہودی، یا شیعہ کافر اپنے مسلک پہ دلائل بیان کرنا شروع کریں تو بھی یہ ان پڑھ عام آدمی اُس سے متاثر ہو جائیگا۔ کیونکہ اِسکو مختلف باطل مذاہب کے بارے میں کسی چیز کا علم ہی نہیں۔ لہذا ضرور یہ آدمی اعتراضات سے متاثر ہو کر اپنا مسلک چھوڑ جائیگا اگر اپنا مسلک نہ چھوڑے کم از کم اپنے مسلک پہ بد ظن تو ہی جائیگا۔

فرقہ غیر مقلدین سے وابسطہ حضرات ایک احمقانہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا اِمام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا؟ اگر حکم دیا تھا تو بتائیں کس کتاب میں ہے؟ اور اگر نہیں دیا تھا جو کہ یقیناً نہیں دیا تھا تو بتائیں کہ بعد کے مولویوں کو اِس بات کا کیا حق ہے کہ وہ لوگوں کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید پر مجبور کریں۔

جواب: غیر مقلدین کے نزدیک دلائل دو ہیں کتاب اور سنت۔ غیر مقلدین اِن دو دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل سے ثابت کریں کہ صرف اُس مجتہد، امام وماہر فن کی بات ماننی ہے جو اپنی زبان سے اپنی اتباع کا حکم دے، ہم ضد نہیں کرتے اگر کوئی ایسا دلیل غیر مقلدین دکھادے تو بیشک ہم تقلید کو چھوڑ جائینگے۔

یاد رکھیں! ہمارے اہل السنت والجماعت کے ہاں دلائل شرعیہ چار ہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اُمت، اور قیاسِ مجتہد، ان چار دلیلوں سے جو مسئلہ ثابت ہو گا وہ شرعی مسئلہ ہو گا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مجتہد امام ہونا اُمت کے اجماع سے ثابت ہے جس کے منکر کو قرآن نے جہنمی کہا ہے اور مجتہدین کی تقلید قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت ہے جس طرح قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں اپنی قراءۃ کو جمع کر کے عوام کے سامنے پیش کر دیا جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ لوگ اس کو پڑھیں، اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے

اپنی فقہ عمل کرانے کے لئے مدون کرائی بلکہ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اگر میرا کوئی قول حدیث کے خلاف ثابت ہو جائے تو وہ قابل عمل نہ ہو گا لیکن آپ رحمہ اللہ کے بڑے بڑے شاگردوں نے واضح طور پر ان اقوال کو قرآن وسنت کے خلاف نہیں پایا۔ مسند الہند امام شاولی اللہ رحمہ اللہ اپنی عظیم کتاب حجة الله البالغه (صفحہ ۱۵۷) پہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول نقل نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

لاينبغي لمن لم يعرف دليلي ان يفتي بكلامي

ترجمہ: یعنی مناسب نہیں ہے اُس شخص کے لئے میرے قول وکلام کے ساتھ فتوی دیناجو میری دلیل کو نہیں جانتا۔

اس قول سے واضح ہو گیا کہ جو شخص امام صاحب کی دلیل کی معرفت رکھتا تھا ان کو امام صاحب اپنے قول پر فتویٰ دینے کا حکم دیتے تھے۔ بالفاظ دیگر اپنے قول پر فتویٰ دینے کے حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ میری تقلید کرو۔ صرف الفاظ کا فرق ہے باقی مطلب و مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ عقد الجید مجتبائی (صفحہ ۵۳) نقل فرماتے ہیں کہ

امام ابو حنیفہؒ سے سوال ہوا کہ آپ کوئی قول بیان کریں اور کتاب اللہ اسکے خلاف ہو تب کیا کرنا چاہیے امام صاحب نے جواب دیا:

اتركواقولي بكتاب الله: یعنی میرے قول کو کتاب اللہ کے مقابلے میں چھوڑ دو عرض کیا گیا کہ جب خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو؟ فرمانے لگے اتركوا قولي بخبرالرسول صلي الله عليه وسلم، کہ میرا قول اگر خبر رسول کے خلاف ہو تو میرا قول چھوڑ دو خبر رسول ہی کو لینا۔ عرض کیا گیا کہ جب آپ کا قول صحابہ کے قول کے خلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے؟ امام صاحب نے فرمایا اتركوا قولي بقول الصحابة: کہ میرے قول صحابہ کے مقابلے میں نہ لینا۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب یہی فرماتے تھے کہ میرا جو قول کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اسی طرح صحابہ کے خلاف نہ ہو تو اُسکو نہ چھوڑنا۔ اب نہ چھوڑنے کا مطلب کیا ہے یعنی میرے اقوال کو لیے لینا اور یہی تقلید کا نام ہے بالفاظ دیگر امام صاحب کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ میرے اقوال پر عمل کر، یعنی میری تقلید کیجئے غیر مقلدین

سوالات کا مدار صرف اور صرف اقرار پر ہی رکھتے ہیں یعنی امام صاحب کا اقرار دکھاؤ کہ تم میری تقلید کرو، اسی طرح امام صاحب کا اقرار دکھاؤ کہ فقہ اکبر میری کتاب ہے یا امام صاحب کا اقرار دکھاؤ کہ تقلید واجب ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ہر جگہ اقرار کا مطالبہ کرنے سے دین و دنیا کے بہت سے امور کا انکار لازم آتا ہے مثلاً کوئی منکر حدیث یہ وسوسہ ڈال سکتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول و اقرار دکھادے کہ میں محدث ہو یا میں مؤمن ہوں یا مجھے محدث ماننا۔ اگر یہ اقرار آپ نہ دکھادے تو نعوذ باللہ امام بخاری کا محدث یا مؤمن ہونا ثابت نہ ہو گا اسی طرح کوئی منکر صحابہ اگر یہ مطالبہ کریں کہ ہر ہر صحابی کا قول و اقرار دکھادے کہ میں صحابی ہوں مجھے مان لو تب میں اُن کو صحابی تسلیم کرونگا ورنہ نہیں۔ کیا کوئی صحابی سے یہ الفاظ اس منکر کو دکھا سکتے ہیں ہر گز نہیں۔ لہذا ان جیسے تمام سوالات غلط ہے۔

ایک اور آسان مثال:

طبیب، ڈاکٹر کے پاس ہزار قسم کی دوائیاں، ونسخے موجود ہوتے ہیں مگر وہ اپنے جگہ پہ بیٹھا رہتا ہے اعلانات نہیں کرتے کہ آؤ میرا تجویز کردہ دوا استعمال کرو۔ بلکہ ڈاکٹر، اور طبیب کے نسخوں کا موجود ہونا ہی اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ یہ دوائیاں و نسخے مریض کے استعمال کرنے ہی کے لئے ہیں۔

بالکل اسی طرح امام صاحب نے فقہ کو مدون کرادیا جو کہ بارہ لاکھ سے زیادہ مسائل پر مشتمل ہیں۔ اب اگرچہ امام صاحب یوں نہ کہے کہ میری فقہ کو مان لو اسکی تقلید کرو۔ بلکہ فقہ کے مسائل کا لکھنا یہ دلالت ہے اس بات پہ کہ یہ مسائل عمل کرنے کے لئے ہی ہے۔ اور اسی کا نام تقلید ہے۔

اللہ تعالی ہمیں اتباع کامل نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی عادل زمان فاروقی صاحب حفظہ اللہ

کیا آج کے دور میں مجتہد پیدا ہو سکتا ہے؟ حقیقت یا وہم؟

آج کا زمانہ نفس پرستی کا زمانہ ہے ہر ایک اپنے نفس کے خواہشات کے تابع رہ کر چلتا ہے قرآن وحدیث پر تب چلتا ہے جب اس کے لیے حکم آسان ہو انسانھ کی چاہت یہ ہے کہ قرآن وحدیث اس کے نفس کے تابع ہو قرآن وحدیث کو تختہ مشق بنا کر خود تحقیق کرتا ہے ماہرین پر اعتماد نہیں کرتا تو پھر گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں ملتا جہاں دین کے بنیادی عقائد وحقائق کو عقلِ ناقص، منطقِ مغربی، اور تحقیق کے نام پر تشکیک کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ آج کے بہت سے پڑھے لکھے لوگ دین کی بات کو اس وقت قبول کرتے ہیں جب ان کی عقل اُس کی تصدیق کرے۔ یہ تحقیق نہیں تشکیک ہے ان اہلِ شک کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ "ہر چیز پر سوال کرو، کسی کی تقلید مت کرو، خود تحقیق کرو۔"

حالانکہ یہی جملہ دراصل "تحقیق کے لبادے میں تشکیک" ہے۔ ائمہ اربعہ کی تقلید پر امت کا اجماع ہے لیکن اس دور میں نووارد کے قسم کے نام نہاد محققین اعتراض کرتے ہیں کیا چاروں اماموں کے بعد کوئی مجتہد مطلق پیدا نہیں ہوا اور اب کوئی مجتہد پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں اس دور میں بھی مجتہد ہونا چاہیے میرا ان سے سوال یہ ہے کہ آج اپ مجتہد کے پیدا ہونے کا راگ لاپ رہے ہو تو جو مجتہدین گزرے ہیں آپ تو ان کو بھی نہیں مانتے۔ آپ تو تقلید کو شرک کہتے ہیں پھر یہ سوال عبث ہے اس سوال کا تعلق تاریخ کے ساتھ ہے تاریخ پر ان کی نظر نہیں سطحی سا مطالعہ ہوتا ہے اور اپنے آپ کو محقق سمجھ بیٹھے ہیں ان کا یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے ائمہ اربعہ کی تقلید پر امت کا اجماع ہے علامہ زین العابدین ابن نجیم مصری رحمہ اللہ (المتوفی:970ھ) فرماتے ہیں:

وما خالف الائمّة الاربعة مخالف للاجماع۔

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم المصری:ص،108)

ترجمہ: ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی مخالفت کرنے والا اجماع امت کا مخالف ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:1176ھ) فرماتے ہیں:

ان هذه المذاهب الاربعة المدوّنة المحرّر ة قد اجتمعت الامّة او من يّعتدّ

به منها على جواز تقليدها الى يومنا هذا۔

(حجة الله البالغه ، ج،1,ص،325)

ترجمہ: یہ مذاہب اربعہ جو مدون و مرتب ہو گئے ہیں۔ پوری امت نے یا امت کے اکثر قابل اعتماد حضرات نے ان مذاہب اربعہ جو کہ مشہور ہیں (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، اور حنبلیہ میں سے کسی ایک)کی تقلید کے جواز پر اجماع کر لیا ہے اور یہ اجماع آج تک باقی ہے۔

مشہور مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (المتوفی:1225ھ) فرماتے ہیں:

فان اهل السّنّة قد افترق بعد القرون الثّلاثة او الاربعة على اربعة مذاهب ولم يبق مذهب فى فروع المسائل سوى هذه الاربعة فقد انعقد الاجماع المركّب على بطلان قول يخالف كلّهم۔

(تفسیر مظہری، سورۃ آل عمران، تحت، آیت64)

ترجمہ: تیسری یا چوتھی صدی کے فروعی مسائل میں اہل السنت والجماعت کے چار مذاہب رہ گئے ، کوئی پانچواں مذہب باقی نہیں رہا گویا اس امر پر اجماع ہو گیا کہ جو قول ان چاروں کے خلاف ہو گا وہ باطل ہو گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح مہذب میں لکھا ہے کہ تین سو ہجری کے بعد مجتہد مطلق پیدا نہیں ہوا۔ اس دور میں مجتہد مطلق کیوں پیدا نہیں ہو سکتا اس کو سمجھنے کے لیے محال کی تعریف اور اس کی اقسام سمجھنی ہو نگی۔

علامہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ المتوفی 816 ہجری نے اپنی مایہ ناز کتاب کتاب التعریفات میں محال کی تعریف نقل کی ہے:

المحال مايمتنع وجوده فى الخارج، محال وہ ہے جس کا ہونا ناممکن ہو۔

محال کی تین قسمیں ہیں:

ا: محال عقلی

۲: محال شرعی

۳: محال عادی

محال عقلی: وہ ہے جس کا وجود عقلاناممکن ہو عقل اس کے وجود کو تسلیم نہ کرے۔ مثال کے طور پر ایک چیز آگ بھی ہو اور پانی بھی ہو عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی ایک چیز روشنی بھی ہو اور اندھیرا بھی ہو ایک آدمی زندہ بھی ہو اور مردہ بھی ہو عقل نہیں مانتی کسی چیز کا بیک وقت موجود اور معدوم ہونا۔

محال شرعی: وہ ہے جس کا وقوع شرعاناممکن ہو یعنی شریعت اس کے وقوع کو تسلیم نہ کرے۔

مثال: دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا، کافر کا جنت میں جانا، مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی نبوت، بغیر وضو نماز پڑھنا، شراب کا پینا، یہ تمام محال شرعی ہے۔ ان کو شریعت نے منع کر دیا ہے ان کا وجود شرعاممنوع ہے۔

محال عادی: وہ چیز جس کا وقوع عادتاً محال ہو، عام طور پر لوگوں کی عادت میں نہ ہوتا ہو۔

مثال: ایک آدمی اتنا دوڑے کہ پانچ سو کلو میٹر فی گھنٹہ اس کی رفتار ہو، مردہ کا زندہ ہونا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، آگ میں ڈالنے کے باوجود بدن کا سلامت رہنا، سوکھی لکڑی کا عصا زندہ اژدہا بن جانا، عقلا ممکن ہو لیکن عادتاً محال ہو۔

آمدم بر سر مطلب:

اس تمہید کے بعد جواب کا سمجھنا آسان ہو گا مجتہد مطلق اب نہیں ہو سکتا یہ نہ محال عقلی ہے نہ محال شرعی ہے بلکہ محال عادی ہے مجتہد مطلق کے اب محال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اب لوگوں میں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ قرآن پر نظر ہو دس لاکھ احادیث کا حافظ ہو موضوع اور صحیح کو الگ بھی کر سکتا ہو سارے علوم اس کے پاس ہوں اصول اور فروع بھی اپنے نکالے اب یہ تمام صلاحیتیں مفقود ہیں اب جو پہلے علمی سرمایہ ہے اس پر اعتماد کی ضرورت ہے یہ جدید محققین اکابر واسلاف پر بداعتمادی اور بدگمانی پیدا کرتے ہیں آج کے دور میں نیا "امامِ مجتہد" بننے کی بات دراصل ائمہ اربعہ سے بے نیازی کی راہ ہے اور یہ امت میں انتشار، گمراہی اور تقلیدِ نفس کا دروازہ کھولتی ہے۔ آسان حل یہ ہے کہ تقلید کی جائے اور گمراہی سے اپنے آپ کو محفوظ کیا جائے۔

استاذ محترم متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ مسئلہ تقلید میں لکھتے ہیں کہ اگر تقلید بڑوں پر اعتماد والا مزاج بن جائے تو بعد والے پہلے والوں سے جڑ جائیں گے جس سے امت امت واحدہ بن جائے گی ترک تقلید سے فرقہ واریت جنم لیتی ہے جبکہ تقلید سے فرقے ختم ہو جائیں گے تقلید سے

آسانیاں جبکہ ترک تقلید سے مشکلات پیدا ہوں گی کیونکہ عوام الناس کے لیے ہر ہر مسئلے کی مکمل تحقیق کرنا انتہائی مشکل کام ہے جبکہ بڑوں پر اعتماد کرتے ہوئے اُن کی بات مان لینا تقلید کرنا آسان کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نفس اور گمراہ کرنے والوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنے اکابر و اسلاف کے منہج پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

محترم ضرار خان الحنفی حفظہ اللہ

اسلاف کے مفتی بمقابلہ اہلحدیث جدید کے مفتی

امام شافعی رحمہ للہ سے پوچھا گیا کہ مفتی کون ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

”اللہ کے دین میں فتویٰ دینا صرف اسی کے لئے جائز ہے جو کتاب اللہ کا ماہر ہو، ناسخ منسوخ، محکم، متشابہ، تاویل، تنزیل، مکی مدنی، مراد و مطلب سے آگاہ ہو؛ پھر ساتھ ہی احادیث پر بھی اس کی نظر بالغ ہو، ناسخ منسوخ کو خوب جانتا ہو۔ قرآن و حدیث کی وضاحت کے لئے کام آنے والے دیگر فنون یعنی لغت و شعر کا بھی عالم ہو۔ ان فنون کا پھر نہایت انصاف کے ساتھ استعمال کرتا ہو اور شہریوں کے اختلاف پر بھی اس کی نگاہ ہو اور استنباط کا ملکہ بھی رکھتا ہو۔ جس شخص میں یہ اوصاف جمع ہوں وہ شریعت پر گفتگو کرنے اور حلال و حرام کے فتوے دینے کا اہل ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔“

(اعلام الموقعین: ص۴۹)

کیا موجود غیر مقلدین میں یہ شرائط پائی جاتی ہیں؟ عوام تو دور انکے خواص میں بھی اجتہاد کی شرائط موجود نہیں جیسا کہ انکے مجدد نواب صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

”مجھے بخوبی معلوم ہے کہ مجھ میں کوئی شرط اجتہاد موجود نہیں۔“

(خود نوشت سوانح نواب صدیق ص ۱۲۰)

اور پھر ان لوگوں کی ستم ظریفی دیکھیں کہ خواص تو کجا عوام کو بھی اجتہاد کرنے کی صلاح دیتے ہیں جیسا کہ زبیر علی زئی سے ایک سوال ہوا تو جواب میں لکھتے ہیں:

"باقی امور میں آپ خود اجتہاد کر لیں"

(فتاوی علمیہ ص۱۹۸)

جو عوام ترجمہ کرنے میں بھی علماء کے محتاج ہیں انکو بھی اجتہاد کے منصب پر فائز کر رکھا ہے۔ فیا للعجب!

امام احمد بن حنبل رحمہ للہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”جب کوئی شخص مفتی بننا چاہے تو اسے قرآن کی تمام وجوہ کا علم ہونا چاہئے، صحیح سندوں کا علم ہونا چاہئے، سنتِ رسول ﷺ اور احادیثِ پیغمبر کا علم ہونا چاہئے، ورنہ اس شخص کیلئے فتویٰ دینا جائز نہیں۔“

فرماتے ہیں:

”اسے اپنے سے پہلے کے علماء کے اقوال معلوم ہونے چاہیئے، ورنہ فتویٰ بازی نہیں کرنی چاہیے۔“

کسی نے آپؒ سے پوچھا:

”ایک لاکھ حدیثیں یاد کرنے کے بعد انسان فقیہ ہو جاتا ہے؟

فرمایا: ”نہیں۔“

پوچھا: ”دو لاکھ کے بعد؟“

فرمایا: ”نہیں۔“

دریافت کیا: ”اچھا تین لاکھ؟“

فرمایا: ”نہیں۔“

پوچھا: ”چار لاکھ؟“

تو آپؒ نے اپنے ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا اور فرمایا:

”اب میں توقع کرتا ہوں کہ وہ بالکل فتویٰ دے سکے گا۔“

خود امام صاحبؒ کو چھ لاکھ احادیث حفظ تھیں۔

(اعلام الموقعین: ص۴۸)

امام احمدؒ تو فقیہ بننے کے لیے دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ چار لاکھ احادیث کا یاد ہونا شرط ٹھہرا رہے ہیں لیکن آج کا غیر مقلد جسے ایک بھی حدیث یاد نہیں، وہ بھی مجتہد بنا بیٹھا ہے اور پھر انہوں نے صرف بخاری و مسلم کو ہی پورا دین سمجھ رکھا ہے ان کو کسی کتاب سے حدیث دکھا دو تو فوراً کہتے ہیں:

"بخاری مسلم سے دکھاؤ گے تب ہی قبول کروں گا۔"

بخاری مسلم یا صرف صحاحِ ستہ میں احکامِ دین کو منحصر سمجھنے والوں سے یہاں سوال بنتا ہے:

”کیا صحاح ستہ میں چار لاکھ احادیث موجود ہیں؟“

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں نے فتویٰ دینا شروع نہیں کیا، یہاں تک کہ مدینہ کے ستر فقہاء نے اس کی شہادت دی کہ میں فتویٰ دے سکتا ہوں۔“

(البدایۃ والنہایۃ: ج ۱۰، ص ۱۷۴)

غیر مقلدین کی عوام جو سوشل میڈیا پر فتوے بانٹتی نظر آتی ہے، ان کی گواہی کتنے فقہاء نے دے رکھی ہے؟ عوام تو دور، ان کے تو علماء بھی ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں؛ الٹا ایک دوسرے کا رد بڑے زور وشور سے کرتے آئے ہیں۔

ارشاد الحق اثری زبیر علی زئی کا رد کرتا ہے،

علی زئی سنابلی کی کذب بیانیوں پر رسالے لکھتا ہے،

سنابلی جواب میں علی زئی کا رد لکھتا ہے۔

علی زئی نے تو اپنے استاد محب اللہ راشدی کے خلاف بھی مضمون لکھا جس پر محب اللہ نے جوابی رسالہ لکھا۔

(مقالات راشدیہ ج ا ص ۲۹۹)

مزید پروفیسر طالب الرحمن نے بارود نامی کتاب لکھ کر الدعوہ والارشاد کے علماء کو انبیاء کی توہین، صحابہ کی گستاخیاں، محدثین پر بہتان باندھنے والا قرار دیا۔ اور حافظ عمر صدیق نے ٹانگیں میز پر رکھ کر امن پوری کو جو عزت دی، اس منظر کو تو سب دیکھ ہی چکے۔

یہ علماء گواہی دیں گے ایک دوسرے کی؟ یہ تو عصرِ حاضر کی چند مثالیں ہیں، ان کے اکابرین کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ اس فرقے کے مجدد نواب صدیق حسن نے تفسیر لکھی تو ثناء اللہ امرتسری نے لکھا:

"یہ سب شوکانی کی تفسیر ہے۔"

(مظالم روپڑی ص ۲۱)

ثناء اللہ امرتسری، جو کہ شیخ الاسلام ہیں اس فرقے کے، انہوں نے خود تفسیر لکھی تو دیگر اہلِ حدیث علماء نے اس کو کافر و مرتد قرار دیا۔

(کتاب فتنہ ثنائیہ، فیصلہ مکہ)

مولوی عنایت اثری نے تفسیر لکھی تو عبد اللہ روپڑی نے اس کو ثناء اللہ کی تفسیر سے بھی بدتر قرار دیا۔

اور محدث عبد اللہ روپڑی نے تفسیر لکھنا شروع کی تو مولوی ثناء اللہ نے اس تفسیر کا نام کوک شاستر رکھا۔

غزنوی حضرات نے مولانا ثناء اللہ کے خلاف اربعین لکھی اور اس پر چالیس کے قریب علماء اہلِ حدیث (باصطلاحِ جدید) نے دستخط کیئے اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کو اہلِ حدیث سے خارج قرار دیا۔

جس کے جواب میں مولانا ثناء اللہ نے "مظالم روپڑی بر مظلوم امرتسری" لکھ کر جماعت کی اندرونی حالت پوری طرح بے نقاب کی۔

(مظالم روپڑی:۴۸)

مولانا عبد الوہاب ملتانی کے خلاف بانوے علماء اہلِ حدیث نے دستخط کیئے اور کہا کہ مدعی امامت (مولانا عبد الوہاب ملتانی) گمراہ ہے، اہلِ حدیث سے خارج ہے۔ پھر مولانا عبد الوہاب کے شاگرد خصوصی مولانا محمد جوناگڑھی نے مولانا عبد اللہ روپڑی کے بارے میں لکھا ہے:

"یہ مولوی صاحب جھوٹے ہیں بدعقیدہ ہیں اسے علمِ دین سے بلکہ خود دین سے بھی مس نہیں
اس کا وعظ ہرگز نہ سنو؛ بلکہ اگر بس ہو تو وعظ کہنے بھی نہ دو، نہ اس کے پیچھے جمعہ جماعت پڑھو"

ان حضرات کے اخبار محمدی کی ایک سُرخی ملاحظہ ہو

"روپڑ کا خوفناک بھیڑیا"۔

(اخبار محمدی، دہلی، یکم جون سنہ ۱۹۳۹ء)

رسائل اہلحدیث (۵۶۹/۱) پر غرباء اہلحدیث کے متعلق لکھا ہے:

"غرباء اہلحدیث ایک باغی جماعت ہے جسکا جماعت اہلحدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ پوری جماعت مع امام کے واجب القتل ہے۔"

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی خدمات اہلِ حدیث پر ان کے ہمنوا علماء انہیں سردارِ اہلِ حدیث کہتے تھے، مولانا عبد اللہ روپڑی کو ان کی یہ حیثیت پسند نہ تھی، آپ نے مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ٹھیلے تلے کتا چل رہا تھا وہ سمجھا کہ ٹھیلے کو میں کھینچ رہا ہوں تمہاری مثال یہ ہے"

(ثنائی نزاع، تالیف: عبد اللہ روپڑی صاحب)

تحریر طویل ہو گئی، ورنہ اس دست و گریباں گروہ پر تو پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دن رات یہ شور مچاتے ہیں کہ

"ائمہ مجتہدین نے اختلافات پیدا کیے، دین کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا"

اور دعوی کرتے ہیں کہ

"ہم نے مسائل کو قرآن وحدیث کی طرف لوٹایا ہے"

مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کچھ لوٹایا نہیں، بلکہ اختلاف و انتشار کی نئی داستان رقم کر دی ہے۔ آپ نے اوپر صرف ایک جھلک ملاحظہ کی۔ انکو سلفی نہیں مخالفی کہیں تو بجا ہو گا اسلاف نے مفتی / مجتہد بننے کے لئے کتنی کڑی شرائط رکھی تھیں جبکہ انکا ہر ایرا غیرا آج مجتہد ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ:

جس فرقہ کے "مجدد، محدث، شیخ الاسلام" اور دیگر اکابر ہی باہمی رسہ کشی، طعن و تشنیع اور تکفیر میں مبتلا ہوں، اور انکی علمی صلاحیت کا یہ معیار ہو کے خود انکے معاصرین انکی تفاسیر کا رد کرتے ہوں اس فرقہ کی عوام جب سوشل میڈیا پر "تحقیق" کے نعرے لگاتی اور "تقلید" کو شرک وبدعت قرار دیتی ہے، تو ان کے حال پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ ایسے موقع پر بے اختیار بٹالوی صاحب کا قول یاد آتا ہے، جنہوں نے کیا خوب فرمایا:

"اس زمانے کے اہلِ حدیث اکثر علم سے عاری ہیں۔"

(اشاعۃ السنہ، ج۹، ص۳۱۹)

اور عبد اللہ بہاولپوری صاحب نے بھی خوب لکھا کہ

"ہم نام کے اہلحدیث ہیں کام کے نہیں۔"

(رسائل بہاولپوری ۵۸۰)

مولانا خیر الامین قاسمی صاحب حفظہ اللہ

ترکِ تقلید کے نقصانات و مفاسد

جس طرح تقلید کے بہت زیادہ فایدے ہیں اسی طرح ترک تقلید کے نقصانات بھی بہت ہیں۔اس سے پہلے کہ ترک تقلید کے نقصانات لکھوں، حضرت الاستاد متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ کا ایک مختصر واقعہ لکھتا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ تقلید دین میں کتنا ضروری ہے اور ترک تقلید میں کتنے نقصانات ہیں۔

حضرت استاد محترم متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک شیخوپورہ بیان کے لیے گیا تو بیان کے بعد وہاں کے میزبان نے ایک بچے کو مجھ سے ملوایا اور کہا کہ حضرت اس بچے نے مناظرہ کیا ہے میں نے کہا کس کے ساتھ تو انہوں نے کہا کہ اپنے ممانی کے ساتھ۔میں نے از راہ مزاح کہا کہ پھر تو یہ مناظرہ کم اور مناظری زیادہ ہوا کیونکہ ایک طرف نابالغ بچہ اور دوسری طرف ممانی ہے۔۔خیر اس بچے سے میں نے پوچھا کہ کس موضوع پہ مناظرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ "مسئلہ تقلید پر" جب میری ممانی ماموں کے گھر آئی تو انہوں نے ہر آیے دن مسائل پہ بحث شروع کی کبھی رفع یدین پہ، کبھی آمین بالجہر پہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔خیر میں نے ممانی سے کہا کہ یہ بتاو۔۔تقلید کرنا ایمان ہے یا شرک؟اگر ایمان ہے تو آپ کا نظریہ ختم کیونکہ آپ کا مذھب میں تقلید کو شرک کہا جاتا ہے اور اگر آپ کہتے ہیں کہ شرک ہے تو پھر آپ کی نکاح ختم ۔۔کیونکہ میرا ماموں مقلد ہے۔۔تو یا مذھب سے ہاتھ دھوگے یا میرے ماموں سے۔۔اس کے بعد اس نے کہا کہ چھوڑو ایسی باتوں کو تم بھی ٹھیک ہو اور ہم بھی ٹھیک ہیں۔

(فائل مسئلہ تقلید 3)

خیر میرا مقصد یہی ہے کہ ترک تقلید کے بہت سے نقصانات ہے اس پر تفصیل کے ساتھ حجۃ اللہ فی الارض مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ نے تجلیات صفدر جلد سوم میں لکھا ہے میں کچھ تغیر واختصار کے ساتھ حضرت کے افادات لکھتا ہوں۔

1)...ترک تقلید سے امت کا اتحاد پارہ پارہ ہوتا ہے،اختلافات کے سوتے پھوٹتے اور افتراق کے چشمے ابلتے ہیں،

ترک تقلید انتشار وخلفشار، اختلاف وافتراق، اور باہمی تو تکار پیدا کرنے کا سب اے بڑا سبب اور باعث ہے۔ ترک تقلید کے اصول ہی اس بات کے متقاضی ہیں کہ غیر مقلدوں میں اتفاق واتحاد باقی نہ رہے، جب آدمی غیر مقلد ہو جاتا ہے تو پھر وہ شتر بے مہار بن کر ہر وقت ہر کھیتی منہ مارنے کے لیے تیار رہتا ہے۔

2)___ ترک تقلید کفر وارتداد کا سبب بنتا ہے، غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم اور وکیل اعظم مولانا محمد حسین بٹالوی اپنے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء میں کفر وارتداد، الحادوزندقہ اور فسق وفجور کے اسباب ومحرکات اور علل وعوامل پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لا مذہب جو کسی دین ومذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق وخروج تو اس آزادی کا لازمی نتیجہ ہے۔ ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جماعت نماز روزہ چھوڑ دیتے ہیں سود وشراب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم رہتے ہیں۔“

اسی طرح مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبد الواحد صاحب خانپوری لکھتے ہیں:

”پس اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت میں ماجاء بہ الرسول ؐ سے جاہل ہیں۔ وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے شیعہ وروافض کے، جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل ملاحدۃ وزنادقہ کا تھے اس طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع کے۔“

(کتاب التوحید والسنۃ فی رد اہل الحاد والبدعۃ ص ۲۶۲)

3)__ ترک تقلید کے بطن سے نیچریت پیدا ہوئی۔ مشہور محقق ومورخ شیخ محمد اکرام اپنی مشہور تحقیقی وتاریخی کتاب "موج کوثر" میں لکھتے ہیں:

”سر سید احمد خان ۱۸۵۵ء میں ایک خط میں اپنی وفات سے تین سال قبل لکھتے ہیں کہ "میں نے

وہابیوں کے تین قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہابی، دوسرے وہابی کریلا اور تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔ میں اپنے تییں تیسری قسم قرار دیتاہوں۔"

کچھ سطروں کے بعد لکھتے ہیں:

"جناب مولوی سید نذیر حسین دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنت ہدی جانتے تھے میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے نہیں کرتے۔ جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے لگے اور اس وقت رفع یدین کرنے لگے۔"

(موج کوثر 51)

4)... فتنہ انکار حدیث: ترک تقلید کے بت کے بجاری اور صنم خانہ غیر مقلدیت کے برہمن نشہ انانیت میں مست ومخمور ہو کر پہلے فقہ پر نکتہ چینی کرتے، اس کی برائیاں بیان کرتے اور اس سے اعراض انکار کرتے ہیں۔ جب وہ فقہ کی بندش سے آزاد ہو جاتے ہیں تو پھر وہ مزید آزاد ہونا چاہتے ہیں، ان کی طبیعتیں اتنی آزادی اور آوارگی پر قانع نہیں ہوتی، فقہ کی بندش سے آزادی آہستہ آہستہ ان کو انکار حدیث کے مرحلہ تک پہنچا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتنہ انکار حدیث کا بانی اور موسس بھی ابتداء غیر مقلد تھا اور اس کے اعوان وانصار بھی غیر مقلد تھے۔ پھر آج تک اس فتنہ کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے اور اس کے پھیلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے والے اور اس بارے میں تحرءر وتقریر کے زریعے سرگرمی دکھانیوالے وہ حضرات ہیں جو شروع میں غیر مقلد تھے۔ غیر مقلدیت کا نشہ جب ان کے رگ وپے میں سرایت کر گیا جب اسکے نشہ کی تیزی نے ان کے دل ودماغ پر پوری طرح تسلط جمالیا تو وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھے اور اپنی زندگی کی ساری توانائیاں فتنہ انکار حدیث کی آبیاری میں صرف کر دیں۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امر تسری لکھتے ہیں:

"امام اہل قرآن عبد اللہ چکڑالوی نے نفسیات کے اس مسئلہ پر اچھی طرح غور کر لیا اور وہ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے عقائد دیر میں اور بتدریج بدلتے ہیں اس لیے جب انہوں نے دیکھا کہ اب لوگ فقہ کی بندش سے تقریباً آزاد ہو گئے تو انہوں نے حدیث پر نکتہ چینی شروع کر دی اور جب

کچھ دنوں میں یہ مرحلہ بھی طے ہوجایے گا تووہ جمع وتدوین قرآن میں رخنے نکالنے شروع کردیں گے اور جب لوگوں کو اس عیاری کا پتہ چلے گا اور عوام اور نیے تعلیم یافتہ طبقہ کے دل ودماغ کو اتنا مسموم کرچکے ہونگے کہ اس کا تدارک کسی سے نہ ہوسکے گا۔"

چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں:

"اہل قرآن کسی خاص جماعت کا نام ہو ایسا نہیں بلکہ ان کا ہر شخص خود امام اور مجتہد ہے اس کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں کیونکہ تقلید نام ہے پابندی کا اور اس پابندی سے بھاگنے کے لیے تو یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔اس لیے یہ لوگ ایک دوسرے کی بالکل نہیں سنتے۔ہر شخص قرآن مجید کو جس طرح سمجھتا ہے اسی طرح پر اس پر عمل پیرا ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔"

(فتاوی ثنائیہ ۱/۲۸۰)

ناظرین کرام! خط کشیدہ الفاظ کا بغور مطالعہ فرمائیں اور ازراہ انصاف بتلائیں کیا منکرین حدیث کے یہ افکار ونظریات اور خیالات وحالات ہو بہو غیر مقلدین میں نہیں پائے جاتے؟ کیا غیر مقلدین کی کی تقلید کی ضرورت محسوس کرتے ہیں؟ کیا ان میں سے ہر شخص اجتہاد کا دعویدار نہیں؟ کیا غیر مقلدین تقلید کی پابندی سے بھاگتے نہیں؟ خدا بھلا کرے مولانا ثناء اللہ امر تسری کا کہ انہوں نے نہایت دیانت داری اور خوبصورتی سے اپنے فرقے کی نہایت واضح تصویر کھینچ کر رکھدی ہے اس تصویر میں غیر مقلدیت کے چہرے کے تمام خدوخال، نقوش اور امتیازات واختصاصات پوری طرح نمایاں ہیں۔

مشہور محقق مورخ شیخ محمد اکرام صاحب رقم طراز ہیں:-

"اہل حدیث جماعت کے جوش وخروش کا دوسرا نتیجہ طبقہ اہل قرآن کا آغاز ہے، اہلحدیث اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے ہیں۔وہ فقہی آیمہ مثلا امام ابوحیبفیہ کی تقلید سے آزاد ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ کیي طبیعتوں کو جو زیادہ آزاد خیال تھیں۔فقط فقہاء کی یقلدست آزادی کافی معلوم نہ ہويي اور انہوں نے مختلف اسباب کی بناپر احادیث سے بھی آزادی حاصل کرنا چاہی اس گروہ کا ایک مرکز پنجاب میں ہے، جہاں لوگ انہیں چکڑالوی کہتے ہیں۔اور یہ اپنے آپ کو اہل القرآن کا لقب دیتے ہیں اس گروہ کا بانی مولوی عبد اللہ چکڑالوی پہلے اہل حدیث غیر مقلد تھا۔"

(موج کوثر صفحہ ۵۲)

5)....فتنہ مرزائیت: بانی فتنہ قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی بھی ابتداء غیر مقلد تھا۔ مرزا صاحب کا سوانح نگار "مجدد اعظم" کا مولف ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لکھتا ہے:

”مرزا صاحب امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے اور سینے پر ہاتھ رکھ کر باندھا کرتے تھے لیکن امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والوں کو مردود کبھی نہیں قرار دیا۔“

(مجدد اعظم ۱۳۳۳/ ۲)

نیز لکھتا ہے:

”مولوی محمد حسین بٹالوی نیے نیے پڑھ کر اور مولوی بن کر جو بٹالہ آئے تو چونکہ یہ اہل حدیث تھے اس لیے حنفیوں کو ان کے خیالات بہت گراں گزرے۔ بعض اختلافی مسائل میں بحث کرنے کے لیے حنفیوں نے حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اور ایک نمائندہ حضرت اقدس کو قادیان سے بٹالہ لے آیا، شام کو مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے والد مسجد میں تھے، جو حضرت اقدس وہاں پہنچ گئے ، بحث شروع ہوئی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے تقریر کی۔ حضرت اقدس نے تقریر سن کر فرمایا کہ اس میں تو کوئی بات ایسی نہیں جو قابل اعتراض ہو، تو میں تردید کس بات کی کروں۔ ان لوگوں کو جو آپ لائے تھے بہت مایوسی ہوئی۔ اور وہ آپ سے بہت ناراض ہوئے لیکن آپ نے محض اللہ کے لیے اس بحث کو ترک کر دیا۔ کیونکہ محض دھڑے بندی کے لیے آپ حق بات کی تردید نہیں کر سکتے تھے۔“

(مجدد اعظم ۱۳۴۳/ ۲)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مرزا صاحب نے بٹالوی صاحب کے نظریات وخیالات کی کس طرح تائید وتصویب کی ہے۔ مرزا قادیانی کا مرید خاص اور دست راست حکیم نور الدین بھی پہلے غیر مقلد تھے۔ تاریخ احمدیت میں مذکور ہے

”حرمین سے واپسی پر نور الدین نے وہابیت اختیار کی اور ترک تقلید پر وعظ کیے اور عدم جواز تقلید پر کتابیں تصنیف کیں۔ بھیرہ میں ہیجان عظیم بپا ہو گیا۔ حضرت مولانا غلام نبی صاحب للوی،

مولانا غلام رسول صاحب چاوی مولانا غلام مصطفی بریلوی اور مولانا عبد العزیز صاحب بگوی کے دستخطوں سے ایک فتوی غیر مقلدین کے خلاف شایع ہوا اور محلہ پیراچگاں بھیرہ میں فیصلہ کن مناظرہ کے بعد غیر مقلدین کا بھیرہ میں ناطقہ بند ہو گیا۔"

(تاریخ احمدیت ۴ صفحہ ٦٩ تا صفحہ ٧٠)

نیز لکھتے ہیں:

"حکیم نور الدین صاحب امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھا کرتے اور رفع یدین کیا کرتے تھے۔"

(تاریخ احمدیت ٦/ ۴)

6)...رفض کی نیے ایڈیشن غیر مقلدیت ہیں۔ اکثر مسائل اور خیالات و نظریات میں یہ دونوں فرقت ہم آہنگ وہم رنگ ہیں۔ اہل سنت کا کوئی گروہ قیاس کا منکر نہیں لیکن شیعہ قیاس کے منکر ہیں۔ اور اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔ غیر مقلدین بھی شیعہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قیاس کو حرام اور شرک قرار دیتے ہیں۔ روافض تقلید کے منکر ہیں۔ غیر مقلدین بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ روافض تین طلاق کو ایک قرار دیتے ہیں غیر مقلدین بھی ان کے ہم صدا ہیں۔ راوفض تراویح کا انکار کرتے ہیں غیر مقلدین بھی تراویح کے منکر ہیں۔ شیعہ بلا عذر جمع بین الصلوتین کے قائل ہیں غیر مقلدین بھی بڑی سختی سے اس پر کار بند ہیں۔ روافض الحاد وارتداد اور دہریت کا باب اور مدخل تھے غیر مقلدین بھی الحاد دہریت اور ارتداد کا دروازہ اور مدخل و مخرج ہیں۔

منهم تخرج الفتنة وفيهم تعود

نوٹ: کچھ اختصار و تغیر کے ساتھ مضمون تجلیات صفدر جلد سوم سے لیا گیا ہے مزید تفصیل اور تحقیق کے لیے تجلیات کی طرف رجوع کریں۔

شرائط وضوابط

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1) اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔ لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں۔

2) علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3) تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگر آپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاء اللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

۱: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

۳: حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۴: بحر العلوم سلطان المحققین علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ

۵: شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

4) مضامین میں احتیاط سے کام لے۔ حتی الوسع کوشش کریں کہ جہاں سے بھی آپ نے استفادہ کیا ہو، ان کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ ایسی صورت میں آپ کے مضامین مجلہ راہِ ہدایت میں شائع نہیں ہوں گے۔

5) ہمارا مجلہ چونکہ خالص مسلکی ہے اس لیے عقائد و نظریات سے ہٹ کر کوئی صاحب بھی مضمون بھیجنے کی زحمت نہ کریں۔

6) مجلہ راہِ ہدایت میں صرف اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے مضامین شائع ہوں گے۔

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور